كتاب الخمس

کتاب الخمس

خمس سے عرف فقہار مین وہ حق مالی مراد ہی جسکو حق تعالی نے اپنے بندو نکے اموال مخصوصہ مین بنی ہاشم کے لیے بعوض زکوٰۃ مقرر فرمایا ہی اور اوس مین دو فصلین قابل بیان ہین

پہلی فصل اوس مال کے بیان مین جس مین خمس واجب ہوتا ہی اور اوسکی سات قسمین ہین۔

قسم اوّل غنائم دار الحرب (وہ اموال کفار جنکو مسلمین نے باذن نبیؐ یا باجازت امامؑ لوٹ لیا ہو) ہین خواہ اوسکو لشکر اسلام نے اخذ کیا ہو یا اوسنے اخذ کیا ہو جیسے زمین و مکان وغیرہ بشرطیکہ کسی مسلم یا کافر معاہد (جو امان مسلمین مین داخل ہوا ہو) سے غصب نکیا گیا ہو خواہ وہ مال غنیمت کم ہو یا زائد **قسم دوم** معادن (وہ مال جسکی اصل زمین ہو بعد ازان کسی ایسی خصوصیت پر مشتمل ہو گیا ہو جسکا نفع عظیم ہو جیسے نمک اور سنگ آسیا اور جواہر وغیرہ) خواہ منطبعہ (جو آگ مین پگھلائی جا ئین) ہون جیسے سونا اور چاندی اور قلعی وغیرہ یا غیر منطبعہ ہون جیسے یاقوت اور زبرجد اور سرمہ وغیرہ یا مائعہ (بہنے والے) ہون جیسے قیر اور نفط (روغن مخصوص) اور گندھگ اور معادن مین وضع اخراجات کے بعد خمس واجب ہوتا ہی اور کسی نصاب کا اوسمین اعتبار نہین ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوس وقت تک خمس واجب نہین ہوتا جبتک اوسکی قیمت بیس دینار یا زائد نہو اور یہ مضمون روایت مین بھی وارد ہوا ہی اور قول اوّل کو اکثر علماء نے اختیار فرمایا ہی **قسم سوم** کنوز ہی اور کنوز سے ہر وہ مال مراد ہی جو زیر زمین ذخیرہ کیا گیا ہو پس اگر اوسکی قیمت بیس دینار ہو اور دار الحرب کی زمین مین موجود ہو تو اوس مین خمس واجب ہوگا اور اسیطرح اگر دار الاسلام کی زمین مین موجود ہو اور اوسپر اسلام کا کوئی اثر نہو تب بھی اوسمین خمس واجب ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی ملک (جائداد) کو خرید کرے اور اوسمین خزانہ موجود ہو تو مشتری پر بائع کے لیے مال مذکور کی تعریف کرنی لازم ہوگی پس اگر بائع نے اوسکے اوصاف مشخصہ کو بیان کر دیا

تشخصہ کا تعریف کرنا لازم ہوگا

مقدار دینار کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر موتی آب یا کنارہ دریا سے نکالا جائے

تو اوس پر حکم معادن جاری ہوگا قسم پنجم وہ مال ہے جو ارباح تجارات اور منافع صناعات

و زراعات مین سے انسان کے پاس اپنے نفس اور عیال کے مصارف اور اخراجات

سالانہ کے بعد فاضل رہے قسم ششم جبکہ کوئی ذمی (نصرانی و یہودی) کسی زمین کو مسلم سے

خرید کرے تو اوسمین خمس واجب ہوگا خواہ زمین مذکور اون زمینون مین داخل ہو جسمین

کہ خمس واجب ہوتا ہے جیسے وہ زمین جو قہراً فتح کی گئی ہو یا داخل نہو جیسے وہ زمین جسپر

اوسکے باشندے اپنی رضا و رغبت سے اسلام لائے ہون قسم ہفتم جبکہ کوئی مال حلال

کسی مال حرام مین اسطرح مخلوط ہو جائے کہ تمیز باقی نہ رہے تو اوسمین بھی خمس واجب ہوتا ہے

اور اس مقام پر کئی فرعین مذکور ہوتی ہین اول کنز مین مطلقاً خمس واجب ہوتا ہے خواہ

اوسکا واجد (پانیوالا) حر ہو یا عبد صغیر ہو یا کبیر اور معادن اور غوص (غوطہ لگانا)

کا بھی یہی حکم ہے دوم خمس کی کسی قسم مین انقضاء حول کا اعتبار نہین ہے لیکن خصوص

ارباح تجارات کے خمس مین جب مال کا خارج کرنا واجب ہوتا ہے اوسمین ظہور ربح کیوقت سے

ایک سال تک تاخیر کرنا جائز ہے تاکہ مکتسب کے لیے احتیاط اور سہولت رہے سوم جبکہ

مکان وغیرہ کا مالک اور مستاجر (کرایہ لینے والا) کسی کنز کے بارہ مین باہم اختلاف کرین

پس اگر یہ اختلاف اوسکی ملک مین واقع ہو اور اون دونون مین سے ہر ایک شخص

اوسکی ملکیت کا مدعی ہو تو موجر (مالک مکان جسنے اوسکو کرایہ دیا ہے) کا قول اوسکی قسم کے

ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ اسکا قبضہ اصل اور مستاجر کا قبضہ اوسکی فرع ہے اور اگر یہ اختلاف

اوسکی مقدار مین واقع ہو تو مستاجر کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ

منکر ہے اور اوسکا قول اصل برات اور عدم زیادت کے موافق ہے چہارم خمس کا وجوب

تو مال مذکور کے ساتھ احق ہوگا اور اگر بیان نکلیا تو اوسکا استحقاق مشتری کو حاصل ہوگا
اور اوسپر خمس کا نکالنا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی چوپایہ کو خرید کرے اور
اوسکے شکم (یعنی اشتر کی آنتوں) مین کوئی ایسا مال موجود ہو جو قیمت رکھتا ہو تب بھی مشتری پر بائع
کے لیے اوس مال کی تعریف لازم ہوگی پس اگر بائع نے اوسکو پہچان لیا تو وہ
احق ہوگا والا اوسکا استحقاق مشتری کو حاصل ہوگا اور اوسپر خمس واجب ہوگا
اور اگر کوئی شخص مچھلی خرید کرے اور اوسکے شکم مین کوئی مال موجود ہو تو اوسکے
خمس کا خارج کرنا لازم ہوگا اور اوسکو باقی مال کا استحقاق حاصل ہوگا اور
تعریف کرنا واجب نہوگا **تفریع** اگر دار الاسلام کے ارض موات
(وہ زمین افتادہ جسکا کوئی مالک معلوم نہو) مین کوئی کنز موجود ہو اور اوسپر
کوئی سکہ نہو یا ہو لکن سکہ قدیم (جس سے غیر اسلام کا سکہ مراد ہو اگرچہ حادث ہو) ہو
تو واجد مال پر اوسکے خمس کا خارج کرنا لازم ہوگا اور اوسکو باقی مال کا
استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اوسپر اسلام کا سکہ موجود ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ
مثل لقطہ اوسکی تعریف واجب ہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ واجد مال اوسکا
مالک ہوگا اور اوسپر خمس کا خارج کرنا لازم ہوگا اور قول اول اشبہ ہے
قسم چہارم ہر وہ مال ہے جو دریا سے بذریعہ غوص (غوطہ لگانا) نکالا جائے
جیسے جواہر مروارید وغیرہ بشرطیکہ اوسکی قیمت ایک دینار کے مساوی یا اوس سے
زائد ہو اور اگر دریا سے کوئی مال بدون غوص اخذ کیا جائے تو باعتبار غوص اوسمین
خمس واجب نہوگا (اگرچہ باعتبار مکاسب یا معادن اوسمین خمس کا نکالنا واجب ہو)
تفریع اگر دریا سے بذریعہ غوص عنبر نکالا جائے تو وجوب خمس کے لیے اوسمین

بينها الغنيمة التي ... نقيصة اليها الخراج من الكنز والمعادن والغوص ... ونحو ذلك
الفصل الثاني في قسمته يقسم ستة اقسام ثلاثة للنبي وهي سهم الله وسهم رسوله وسهم ذي القربى وهو الامام وبعده للقائم مقامه ...

کسی مال سے اون اخراجات کے بعد متعلق ہوتا ہی جنکی طرف اخراج کنز و معدن مین احتیاج ہوتی ہی جیسے کھودنا اور گداختہ کرنا الے غیر ذلک **دوسری فصل خمس کی قسمت کے بیان مین** پس خمس کی چھ قسمین کی جائینگی اون مین سے تین قسمین نبی صلعم کا حق ہی **اول** سہم اللہ **دوم** سہم الرسول **سوم** سہم ذی القربی جس سے امام علیہ السلام مراد ہین اور بعد نبی صلعم اقسام سہ گانہ کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوتا ہے جو نبی صلعم کے قائم مقام ہوتے ہین منجملہ اونکے دو سہم کا انتقال بواسطہ وراثت اور ایک سہم کا انتقال بالاصالت امام علیہ السلام کی طرف ہوتا ہی اور اقسام سہ گانہ مین سے جسپر نبی صلعم یا امام علیہ السلام کا قبضہ متحقق ہوجاتا ہی وہ اونکے وارث کی طرف منتقل ہوتا ہی اور باقی تین سہمین ایتام اور مساکین اور ابناء سبیل کا حق ہی اور بعض علماء نے کہا ہی کہ خمس کی پانچ قسمین کیجائینگی اور سہم اللہ بلی محدہ قرار دیا جائیگا اور قول اول اشہر ہی اور اعطاء خمس مین طوائف ثلاث کا حضرت عبد المطلب علیہ السلام کی طرف من جہة الابوة منسوب ہونا شرط ہی پس اگر فقط ماں کی طرف سے منسوب ہونگے تو اونکو مال خمس مین سے علی الاظہر کسی شی کا عطا کرنا صحیح نہوگا اور عطاء خمس مین ہر طائفہ کے کل اشخاص کا استیعاب کرنا واجب نہین ہی بلکہ اگر ہر طائفہ مین سے ایک ہی شخص پر اقتصار کیا جاے تب بھی جائز ہوگا اور اس مقام پر چند **مسئلے** قابل بیان ہین **پہلا مسئلہ** مستحق خمس وہ شخص ہی جو حضرت عبد المطلب کی اولاد مین داخل ہو اور وہ چار صنفوں مین منحصر ہی **اول** اولاد حضرت ابوطالب علیہ السلام **دوم** اولاد حضرت عباس علیہ السلام **سوم** اولاد حارث **چہارم** اولاد ابولہب خواہ ذکور ہوں یا اناث اور آیا بنی مطلب (جو برادر حضرت ہاشم بن عبد مناف ہین) کو بھی خمس کا استحقاق ہی یا نہین اس مین تردد ہی لیکن اونکا مستحق نہونا اظہر ہی **دوسرا مسئلہ** آیا مال خمس کے ساتھ

هل ... الثانية المستحق ... بني المطلب ... الذكور والاناث ... ابي لهب ... العباس ... ابي طالب ... وهم بنو عبد المطلب

متعلقه صفحه ۳ کتاب الخمس

۱۴ جن مصارف کا ... [illegible]

[illegible] صدقہ نذر ادا کرنا اور تحفہ جات [illegible]

ہدایا اور ضیافت اور غرامات جو انسان پر ... [illegible] وغیرہ

اور ہدایا اور صدقات ... [illegible] مصارف حج ... واجب [illegible]

[illegible] اور اگر کسی سال ... حج ... واجب ہو [illegible]

[illegible]

اور مال پر نسبت ربع

شیطیکی ... اور یہی اولی ہے

اور مصارف میں اوسی حالت کا لحاظ کیا جائیگا

پس اگر اسراف کریگا تو بقدر اسراف مستحق ہوگا اور ... محسوب

اگر عادت سے کم صرف کریگا تو مقدار کمی اوسکے لیے ...

ہوگی ۱۲ محقق بعض حواشی مطلب پوشیدہ نہ ہے کہ اشتباہ

حلال و حرام کی چار صورتیں ہیں پہلی صورت مقدار اور مالک

دونوں کا مجہول ہونا اور وجوب خمس کا مدار یہی صورت ہے

دوسری صورت مقدار و مالک دونوں کا معلوم ہونا اس صورت میں مال کا اوسکے مالک تک

پہونچا دینا لازم ہے تیسری صورت مالک کا معلوم ہونا اور مقدار مال کا مجہول ہونا اس صورت میں

مالک سے صلح کرنا لازم ہوگا چوتھی صورت مقدار مال کا معلوم اور مالک کا مجہول ہونا اس

صورت میں مالک کا تفحص کیا جائیگا اور بعد یاس

اوسکے مال کے ساتھ تصدق کرنا ... ہوگا اور

عبارت مصنف ... ان احکام کی بابت

سے ... ہے ۱۲ محقق

حواشی

پہاڑ کی چوٹی یا دیگر منافع جو پہاڑ پر موجود ہوں اور اسیطرح بطون اودیہ اور نیستان بھی امام علیہ السلام کے مملوک ہیں سوم جبکہ دار الحرب پر اہل اسلام فتحیاب ہوں توجو اموال کہ بادشاہ کفر کے شمار کیے جاتے تھے وہ جملہ اموال امام ع کا حق ہوگا بشرطیکہ کسی مسلم یا کافر معاہد (جو امان مسلمین میں داخل ہوا ہو) سے غصب نکیے گئے ہوں خواہ از قبیل منقولات ہوں جیسے جواہر و ظروف و طلا و نقرہ وغیرہ یا از قبیل غیر منقولات جیسے زمین و باغ وغیرہ چہارم وہ مال ہو جسکو کہ امام ع اپنے لیے مال غنیمت میں سے اختیار فرمائیں جیسے گھوڑا کپڑا کنیز وغیرہ بشرطیکہ اجحاف (کل یا اکثر مال کا اخذ کرنا) لازم نہ آئے پنجم وہ مال ہو جسکو کہ اہل قتال نے کفار سے بدون اجازت امام ع اخذ کیا ہو

دوسرا مقصد کیفیت تصرف کے بیان میں اور اوسمیں کئی مسئلے ہیں

پہلا مسئلہ خمس و انفال میں بدون اذن امام تصرف کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص تصرف کریگا تو غاصب ہوگا اور اگر اوسکو کوئی ایسا فائدہ حاصل ہوگا جو شرع میں اصل کا تابع ہوتا ہے تو اوسکا استحقاق بھی امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا

دوسرا مسئلہ جبکہ امام ع منجملہ اپنے حقوق کے کسی حق پر کسی شخص کی مقاطعت فرمائیں تو مقاطع کے لیے وہ حق مباح ہو جائیگا جو قطیعہ (حاصل زمین کا ثلث یا ربع) سے فاضل بچے اور اوسپر وفا کرنا لازم ہوگا

تیسرا مسئلہ جو کنیزیں کہ دار الحرب سے اسیر کیجائیں حال غیبت میں اونسے وطی کرنے کی اباحت ثابت ہے اگرچہ وہ کل کنیزیں (جبکہ بدون اجازت امام غنیمت حاصل ہو) یا اون میں سے بعض (جبکہ باجازت امام غنیمت ہو) امام ع کا حق ہو اور اسیطرح حال غیبت میں مساکن و متاجر کی اباحت بھی ثابت ہے اگرچہ وہ کل یا اونمیں سے بعض امام کا حق ہو اور اشیاء مذکورہ میں سے اون لوگوں کے

ایک طائفہ کا مخصوص کر دینا جائز ہے یا نہیں پس بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جائز ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ جائز نہیں ہے اور یہی قول احوط ہے **تیسرا مسئلہ** امام علیہ السلام کو چاہیے کہ خمس کے نصف آخر کا کل طوائف پر میانہ روی (نفقہ میں اسراف یا کمی نہ کرنا) کے ساتھ بقدر کفایت (مصارف سالانہ) تقسیم کرنا واجب ہے پس اگر کچھ مال باقی رہیگا تو اوسکا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور اگر قدر کفایت سے کم ہوگا تو امام کو بمقدار نقصان کا اپنے سہم سے پورا کرنا لازم ہوگا **چوتھا مسئلہ** عطا خمس میں ابن سبیل (مسافر) کا فقیر ہونا شرط نہیں ہے بلکہ بلد تسلیم میں محتاج ہونا شرط ہے اگرچہ اپنے بلد میں غنی (مالدار) ہو اور آیا عطاء خمس میں یتیم (وہ طفل جسکا باپ نہو) کا فقیر ہونا شرط ہے یا نہیں پس بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شرط ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ شرط نہیں ہے لیکن قول اول احوط ہے **پانچواں مسئلہ** مال خمس کا کسی دوسرے بلد کیطرف منتقل کرنا جائز نہیں ہے جبکہ مستحق خمس وہاں پر موجود ہو اور اگر اس صورت میں مال خمس کو کسی دوسرے بلد کیطرف منتقل کریگا تو ضامن ہوگا ہاں جس جگہ پر کوئی مستحق موجود نہو تو اوسکا دوسرے بلد کیطرف منتقل کرنا جائز ہوگا **چھٹا مسئلہ** مستحق خمس کا مومن ہونا شرط ہے اور اس میں تردد ہے اور اوسکا عادل ہونا علی الاظہر شرط نہیں ہے اس مقام سے [illegible] ون کا بیان ملحق کیا جاتا ہے **پہلا مقصد** انفال کے بیان میں انفال سے وہ اموال مراد ہیں جنکا استحقاق امام علیہ السلام کو اوسیطرح بر وجہ خصوص حاصل ہے جسطرح کہ نبی کو حاصل تھا اور اوسکی پانچ قسمیں ہیں **اول** وہ زمین ہے جو بدون قتال مملوک ہوئی ہو خواہ اوسکے باشندون نے جلاوطنی اختیار کی ہو یا اوسکو برضا و رغبت مسلمین کے حوالہ کردیا ہو **دوم** وہ زمین ہے جسکا کوئی مالک معلوم نہو خواہ وہ زمین اولاً مملوک ہوئی ہو بعد ازان اوسکے باشندے ہلاک ہوگئے ہون یا کبھی اونکا کوئی شخص مالک ہی نہوا ہو جیسے صحرا۔ دریا کا کنارہ

كتاب الشفعة وهي استحقاق احد الشريكين حصة شريكه بسبب انتقالها

کتاب الشفعہ شفعہ سے عرف فقہا مین احد الشریکین کو حصہ شریک کے استحقاق کا
وس مال معین کے عوض حاصل ہونا مراد ہی جسکے عوض وہ کسی شخص کی طرف بمعاملہ بیع
منتقل ہوا ہو۔ اور یہ کتاب پانچ مقصدون کے بیان کو متضمن ہی پہلا مقصد اس مین
ون اشیاء کا بیان کیا جاتا ہی جن مین حق شفعہ ثابت ہوتا ہی پس یہ حق زمینون مین بلا شبہ ثابت
ثابت ہوتا ہی جیسے مکان۔ میدان۔ بستان وغیرہ اور آیا یہ حق اشیاء منقولہ (جیسے کپڑے
آلات۔ کشتیان۔ حیوان وغیرہ) مین بھی ثابت ہوتا ہی یا نہین بعض فقہا نے فرمایا ہی کہ ثابت ہوتا ہی
تاکلفت قسمت برطرف ہو اور اسی قول کا مستند روایت یونس ہی جو حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ثابت نہین ہوتا تاکہ مال مسلم پر تسلط کے حاصل
ہونے مین مورد اجماع پر اقتصار رہے اور روایت مشار الیہا (جسکی طرف قول اول مین اشارہ
کیا گیا ہی) ضعیف ہی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی لیکن اشجار اور
درخت خرما اور ابنیہ (مکان و دیوار وغیرہ) مین حق شفعہ بتبعیت زمین ثابت ہوتا ہی پس اگر
اشیاء مذکورہ مع زمین فروخت کی جائین تو حق شفعہ ان مین بھی ثابت ہوگا اور اگر تنہا زمین سے علیحدہ
فروخت کی جائین تو حق شفعہ کے ثبوت اور عدم ثبوت مین قولین سابقین پر بنا کیجائیگی اور بعض
اصحاب نے حق شفعہ کو فقط مملوک مین واجب کیا ہی اور اوسکے علاوہ کسی دوسرے حیوان مین
واجب نہین کیا اور آیا یہ حق نہر اور طریق (راستہ) اور حمام مین بھی ثابت ہوتا ہی یا نہین اس مین
تردد ہی لیکن اوسکا ثابت نہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اسیطرح جن اشیاء کا
قسمت کرنا مضر ہی ان مین بھی حق شفعہ کا ثابت ہونا محل اشکال ہی اور عدم ثبوت اشبہ ہی اور
حصول ضرر سے اوس مال کا قسمت کرنے کے بعد قابل انتفاع نرہنا مراد ہی پس شخص متضرر
(جسکو ضرر پہونچتا ہو) کا قسمت مال پر مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اگر حمام یا طریق یا نہر کی منفعت اوسکے

حصہ کا خارج کرنا واجب نہین ہی جو منجملہ ارباب خمس موجود ہون چوتھا مسئلہ
مجموع خمس کا حال حضور مین امام ع تک پہونچا دینا واجب ہی اور زمان غیبت مین
بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مجموع خمس شیعون کے لیے مباح ہوگا اور بعض علماء نے
فرمایا ہی کہ اوسکا محفوظ رکھنا واجب ہوگا اور امارت (علامت) موت کے ظاہر
ہونے کے وقت دربارۂ حفظ کسی ثقہ سے وصیت کرنا لازم ہوگا اور
ہر ایک شخص پر یکے بعد دیگرے یہی عنوان واجب رہیگا تا اینکہ قائم آل محمد
سلام اللہ علیہم ظہور فرمائین اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مجموع خمس کا دفن کرنا
واجب ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ نصف خمس اوسکے مستحق کے حوالہ کیا جائیگا
اور نصف باقی جو مختص بامام ع ہی اوسکا وصیت یا دفن کے ساتھ محفوظ رکھنا لازم ہوگا
اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ امام ع کا حصہ بھی اصناف موجودین کو دیدیا جائیگا
اسلیے کہ عدم کفایت کی صورت مین امام ع پر تمام کرنا واجب ہی پس جسطرح کہ
امام ع سے اسکا وجوب حال حضور مین متعلق تھا اسی طرح حال غیبت مین بھی متعلق
رہیگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی پانچوان مسئلہ
اصناف موجودین پر حصۂ امام ع کے صرف کرنے کا وہ شخص متولی ہوگا جو نائب امام ع
ہونے کی جہت سے حاکم شرع قرار دیا گیا ہی جسطرح کہ کسی شخص غائب کیطرف سے ادائے مال کا متولی ہوتا ہی

بصلة او صداقاً او هبة او صلحاً فلا شفعة ولو كان بعض الملك وقفاً وبعضه طلقاً فبيع الطلق لم يكن للموقوف عليه شفعة وإن كان واحداً لانه ليس مالكاً للرقبة على الخصوص وقال المرتضى رحمه الله تثبت الشفعة

الفصل الثاني في الشفيع

وهو كل شريك بحصة مشاعة قادر على الثمن ويشترط فيه الاسلام اذا كان المشتري مسلماً فلا تثبت للكافر على المسلم الشفعة بالجوار ولا فيما قسم وميز الا مع الشركة في طريقه او نهره وتثبت بين الشريكين وهل تثبت لما زاد على شفيع واحد فيه اقوال احدها نعم تثبت مطلقاً على عدد الرؤس والثاني تثبت في الارض مع الكثرة ولا تثبت في العبد الا للواحد والثالث لا تثبت في شيء مع الزيادة على الواحد وهو الاظهر وتبطل الشفعة بعجز الشفيع عن الثمن

اپنے حصۂ مشترکہ کو بعوض صداق یا بطور ہبہ (خواہ ہبہ بعوض ہو یا بغیر عوض کے ۱۲) یا بواسطہ صلح کسی کی طرف منتقل کرے تو
شریک کے لیے اوسمین شفعہ کا استحقاق حاصل نہوگا ۱۲ اور اگر کسیمکان کے بعض اجزاء (جیسے نصف)
وقف اور بعض آخر طلق (غیر وقفی) ہون بعد ازان حصۂ طلق کو اوسکا مالک کسی کے ہاتھ فروخت کرے
تو موقوف علیہ کو شفعہ کا استحقاق نہوگا اگرچہ بیع شریک کے وقت ایک ہی موقوف علیہ موجود ہو
اسلیے کہ وہ بالخصوص رقبۂ مکان کا مالک نہین ہو بلکہ اوسمے حق بطون بھی متعلق ہو اور جناب
سید مرتضی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ موقوف علیہ کے لیے مطلقا (خواہ بیع شریک کے وقت متحد ہو یا متعدد)
شفعہ کا استحقاق ثابت ہوگا **دوسرا مقصد** شفیع کے بیان مین شفیع سے وہ شخص مراد ہو جو
کسی مال مین بحصۂ مشاع (جسکے اجزاء ممتاز اور منقسم ہون جیسے نصف و ثلث و ربع وغیرہ) شریک ہو اور
اوسکے قیمت پر قدرت رکھتا ہو اور جبکہ مشتری (خریدار) مسلمان ہو تو شفیع کا مسلم ہونا
بھی شرط ہو اسلیے کہ کافر کو اہل اسلام پر تسلط نہین ہو سکتا اور جوار (ہمسایہ ہونا) کی وجہ سے
شفعہ کا استحقاق حاصل نہوگا اور اسیطرح مال مقسوم (جسکی تقسیم ہو چکی ہو اور ممتاز ہو یعنی ایک
شریک کا حصہ دوسرے کے حصہ سے جدا ہو گیا ہو) مین بھی اوسوقت تک حق شفعہ ثابت نہوگا
جبتک کہ اوسکے طریق یا نہر مین شرکت نہو اور دو شریکون مین حق شفعہ اتفاقاً ثابت ہوتا ہو اور
اگر ایک سے زائد شفیع ہون تو آیا حق شفعہ ثابت ہوگا یا نہین اسمین کئی قول ہین ایک قول یہ ہو کہ
اونمین سے ہر ایک کو مطلقاً (ہر مبیع مین) حق شفعہ ثابت ہوگا اور دوسرا قول یہ ہو کہ درصورت
تعدد فقط زمین مین حق شفعہ ثابت ہوگا اور مملوک مین حق شفعہ اوسیوقت ثابت ہوگا کہ جب
ایک ہی شریک ہو اور تیسرا قول یہ ہو کہ درصورت تعدد کسی شے مین بھی حق شفعہ ثابت نہوگا
اور یہی قول اظہر (فتوے کے موافق) ہو اور جبکہ کوئی شفیع اوسکی قیمت کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو
حق شفعہ باطل ہوجاتا ہو اور اسی طرح اگر ماطلت (قیمت کا باوجود قدرت ادا نکرنا) کرے تب بھی

قسمت کرنے سے باطل ہوتی ہو تو شخص ممتنع (انکار کرنیوالا) کا قسمت ال پر مجبور کرنا صحیح ہوگا
اور حق شفعہ ثابت ہوگا اور اسیطرح اگر کنوین کے ساتھ کچھ بیاض زمین بھی موجود ہو اور
اون شخصون مین سے ایک کے لیے کنوین کا اور دوسرے کے لیے بیاض مذکور کا باوجود تعدیل کے
سالم رہنا ممکن ہو تب بھی ممتنع کا قسمت پر مجبور کرنا صحیح ہوگا اور اسمین شفعہ ثابت ہوگا اور جبکہ
دولاب (چرخ) اور ناعورہ (کورہ چرخ) فروخت کیے جائین تو آیا یہ دونون (دولاب و ناعورہ)
بھی شفعہ مین داخل ہونگے یا نہین اسمین تردد ہی اسلیے کہ باعتبار عادت وہ دونون بھی منقول اشیا
داخل ہین اور شفعہ مین وہ رسّی داخل ہوگی جسپر کہ ڈول قائم کیا جاتا ہی اسلیے کہ ڈول کیطرح وہ بھی داخل
منقولات ہی جن مین ہمارے نزدیک شفعہ ثابت نہین ہوتا البتہ جو لوگ ہر بیع مین ثبوت شفعہ کے
قائل ہوے ہین اونکے نزدیک اسمین بھی حق شفعہ ثابت ہوگا اور میوہ مین حق شفعہ ثابت نہوگا
اگرچہ رؤس نخل (درخت خرما) و شجر پر مع اصل و زمین فروخت کیا جاے اسلیے کہ وہ اشیا
منقولہ کا حکم رکھتا ہی کیونکہ اوسکا باقی رکھنا مقصود نہین ہوتا اور شرکت طریق (آمدورفت کی راہ)
و شرب (پانی پینے کا مقام جیسے نہر یا ساقیہ یا کنوان وغیرہ) کی وجہ سے ارض مقسومہ (وہ زمین
جسکی قسمت ہو چکی ہو) مین بھی حق شفعہ ثابت ہوتا ہی بشرطیکہ وہ دونون (طریق و شرب)
ارض مذکورہ کے ساتھ فروخت کیے جائین اور اگر تنہا ارض مقسومہ کی بیع واقع ہو
تو زمین مین حق شفعہ ثابت نہوگا اور اگر تنہا طریق یا شرب کی بیع واقع ہو تو اوس مین
بھی حق شفعہ ثابت ہوگا بشرطیکہ وسیع ہونے کی وجہ سے اوسکی قسمت ممکن ہو اور اگر
کوئی شخص عرصہ مقسومہ (وہ میدان جسکی قسمت ہو چکی ہو) کو کسی دوسری زمین کے حصہ مشترک
(غیر مقسومہ) کے ساتھ ایک ہی عقد مین فروخت کرے تو حق شفعہ تنہا حصہ مشترک مین بنسبت قیمت
ثابت ہوگا اور ثبوت شفعہ مین حصہ مشترک کا بواسطہ بیع منتقل ہونا شرط ہی پس اگر کوئی شخص

اسیطرح اوسکے مال کا بواسطہ شفعہ اخذ کر لینا بھی جائز ہوگا اور اگر صورت مفروضہ مین یتیم کے باپ دادا کے مقام پر کوئی وصی موجود ہو تو آیا اوسکو بھی اخذ شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا یا نہین پس شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہے کہ حاصل نہوگا اسلیے کہ وصی محلّ تہمت ہے اور اگر اسمقام پر بھی وکیل کیطرح جواز کے قائل ہون تو انسب ہے اور مکاتب کے لیے بھی شفعہ کا اخذ کرنا جائز ہے اور آقا کو اوس سے تعرّض کرنا صحیح نہین ہے اسلیے کہ مکاتب (مطلق ہو یا مشروط ۱۲) سے طرق اکتساب مین آقا کی مزاحمت ساقط ہے اور اگر کوئی عامل (دوسرے شخص کے مال سے تجارت کرنیوالا) کسی ایسے جزء مشاع (جسکے اجزاء ممتاز او منقسم نہون جیسے نصف ثلث وغیرہ) کو مال مضاربت کے ساتھ خرید کرے جسمین صاحب مال (مال مضاربت کا مالک) شریک ہو تو صاحب مال [illegible] ہوگا اور بوجہ شفعہ مالک نہوگا اسلیے کہ جزء مذکور اوسیکے مال سے خرید کیا گیا ہے پس جبکہ وہ جزء اوسکا بوجہ شراء مملوک ہو چکا تو اوسی کا بواسطہ شفعہ مالک ہونا غیر معقول ہے پس اگر صاحب مال جزء مذکور کے اخذ کرنے اور عقد مضاربت کے فسخ کرنے کا قصد کرے اور کوئی نفع ظاہر نہوا ہو تو عامل کو اوس سے مزاحمت کرنا صحیح نہوگا ہان اوسکو صاحب مال سے اپنے عمل کی اجرت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اس مقام پر منجملہ اون فروع کے جو تعدد شفعاء کی صورت مین ثبوت شفعہ کے قائل ہونے پر مترتب ہوتے ہین دس فرعون کا ذکر کیا جاتا ہے **فرع اوّل** اگر کسی ملک مین چار شخص شریک ہون اور اونمین سے ایک شخص اپنے حصّہ کو فروخت کرے اور ایک شخص اپنے حق شفعہ کو ساقط کر دے تو باقی دونون شریکون کو مجموع مبیع کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور پہلے دونون شریکون کے فعل سے اونکا حق ساقط نہوگا اور اون دونون کو فقط اپنے حق کے اخذ کرنے پر قناعت کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ حق شفعہ ضرر کے دور کرنے کی غرض سے مشروع ہوا ہے اور

كتاب الشفعة

حق شفعہ باطل ہوگا اور یہی حکم ہوگا اور اگر غیبت ثمن
(قیمت کا غائب ہونا) کا مدعی ہو تو اوسکو تین روز کی مہلت دیجائیگی پس اگر قیمت کو حاضر
نکریگا تو اوسکا استحقاق شفعہ باطل ہوگا پس اگر مال کا کسی دوسرے بلد مین موجود ہونا
بیان کرے تو اوسکو بلد مذکور تک پہونچنے کی مدت کے علاوہ تین روز کی مہلت دیجائیگی
بشرطیکہ اس تاخیر مین مشتری کا ضرر نہو اور حق شفعہ غائب اور سفیہ کے لیے بھی ثابت ہوتا ہے اور
اسی طرح مجنون اور صبی (طفل نابالغ) کے لیے بھی ثابت ہوتا ہے اور ان دونون (مجنون وصبی)
کی طرف سے اونکا ولی اخذ شفعہ مین متولی ہوگا بشرطیکہ اخذ شفعہ مین اونکے لیے کوئی فائدہ اور
مصلحت ہو اور اگر اونکا ولی حق شفعہ کے مطالبہ کو ترک کرے بعد ازان صبی بالغ ہو جائے یا مجنون
کو افاقہ حاصل ہو تو اون دونون (صبی و مجنون) مین سے ہر ایک کو اخذ شفعہ کا استحقاق حاصل ہے
اسلیے کہ ہمقام پر تاخیر مین عذر (جنون اور طفولیت) موجود تھا اور ولی کے تقصیر کرنے سے
اونکا وہ حق ساقط نہوگا جو اونکو حالت عذر مین ثابت تھا لیکن مجنون وصبی کے لیے
اخذ شفعہ مین کوئی فائدہ و مصلحت نہو اور باوجود اسکے اونکا ولی اخذ کرے تو صحیح نہوگا اور
کافر کے لیے کافر پر شفعہ ثابت ہوتا ہے پس اگر بائع مسلم اپنے حصہ مشترکہ کو کسی کافر کے ہاتھ
فروخت کرے تو شریک کافر کو شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور کافر کے لیے مسلم پر حق شفعہ ثابت
نہین ہوتا اگرچہ مال مبیع کو اوسنے کسی کافر ذمی (یہودی و نصرانی) سے خرید کیا ہو اور مسلم کے لیے
مسلم اور کافر دونون پر حق شفعہ ثابت ہوتا ہے اور جبکہ یتیم کا باپ یا دادا اوسکے کسی مال مین
بحصہ مشاع شریک ہو اور حصہ یتیم کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کرے تو اوسکو شفعہ کا استحقاق
حاصل ہوگا اور تہمت اسمقام پر برطرف ہو اسلیے کہ مال مذکور کا بواسطہ شفعہ اخذ کرنا اوسے
خرید کر لینے سے زائد نہین ہے پس جسطرح کہ یتیم کے باپ دادا کو اوسکے مال کا خود خرید کر لینا جائز

اور باقی سہام (حصے) مین شائع (مشترک اور غیر ممتاز) ہو اور اسیطرح اگر شفیع اول مجموع ملک کو کسی عیب کیوجہ سے رد کرے بعد ازان کوئی دوسرا شریک حاضر ہو اور اپنے حق شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو مجموع ملک کے اخذ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اس لیے کہ شخص اول کا رد کر دینا بمنزلہ عفو ہی **فرع چہارم** اگر شریک اول جزء مشاع (مشترک) کو کرایہ دے (یعنی اوس مین شریک اول کے اخذ کرنے کے بعد اور شریک ثانی کے اخذ کرنے سے قبل کوئی ایسا ثمرہ اور نما ظاہر ہو جو باعتبار شرع اپنی اصل کا تابع نہو) بعد ازان شریک دوم حاضر ہو تو اوسکو شریک اول کے ساتھ جزء مذکور مین شریک ہونے کا اختیار حاصل ہوگا اور اوسکے کرایہ مین شریک ہونیکا استحقاق نہوگا اسلیے وہ کرایہ شریک اول کی املاک مختص کا ثمرہ ہی کیونکہ شریک دوم کے شریک ہونے سے پہلے اوسکا مالک تنہا وہی تھا **فرع پنجم** اگر شریک حاضر یہ کہے کہ مین شفعہ کو اوسوقت تک اخذ نکرونگا جبتک کہ شریک غائب حاضر نہو تو اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ کسی غرض کی وجہ سے تاخیر کرنا ترک شفعہ کو متضمن نہین ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ مطالبہ شفعہ مین فوریت درکار ہی اور تاخیر مذکور بظاہر اوسکے منافی ہی **فرع ششم** اگر شریک حاضر مال مبیع کو بواسطہ شفعہ اخذ کرے اور اوسکی تمام قیمت مشتری کے حوالہ کرے بعد ازان شریک غائب بھی حاضر ہو کر اوسکا شریک ہو جائے اور اوس قیمت کا نصف شریک حاضر کے حوالہ کرے جو اوسنے بعوض مبیع مشتری کو دی تھی بعد ازان حصہ مبیع کا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو اوس مال کی ضمانت مشتری سے متعلق ہوگی جو شریک غائب نے شریک حاضر کے حوالہ کیا تھا اور شفیع اول سے متعلق نہوگی اس لیے کہ وہ (شفیع اول) شفیع دوم سے قیمت کے اخذ کرنے مین مشتری کی نائب کی مثل ہی پس جسطرح کہ مشتری سے مال حاضر کی ضمانت متعلق تھی اسیطرح مال غائب کی ضمانت بھی متعلق ہوگی **فرع ہفتم** اگر کوئی مکان تین شخصون مین مشترک ہو اور اونمین سے ایک شریک اپنے

ولكن العوض ردة الشفيع الاول بعيب ثم حضر الآخر كان له ان ياخذ الكل لان الرد كالعفو **الرابع** ... ثم حضر الثاني ... الشفعة في ... الاملاك ...

ولو قال الحاضر لا آخذ حتى يحضر الغائب لم تبطل شفعته ... **الخامس** ... الحاضر ... الغائب ... ودفع اليه النصف ... ودفع الى البائع ثمنه ... مستحقا كان دركه على المشتري دون الشفيع الاول لانه كالنائب عنه **السابع** لو كانت الدار بين ثلاثة فباع احدهم من شريكه

بعض ملک کا اخذ کرنا مشتری کے ضرر کو مستلزم ہے اور اگر بعض یا کل شرکا غائب ہوں تو حق شفعہ کا استحقاق اون سب کے لیے حاصل ہوگا پس جبکہ اونمین سے ایک شخص حاضر ہو کر حق شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو مجموع ملک کے اخذ کرنے اور ترک کرنے مین اختیار رہیگا اور فقط بعض مال کا اخذ کرنا صحیح نہوگا کیونکہ اگر اوسکو بعض ملک کے اخذ کرنے کی اجازت دی جائے اور شریک غائب اپنے حق شفعہ کا مطالبہ نکرے تو تبعیض صفقہ کیوجہ سے مشتری کا ضرر لازم آئیگا پس گویا کہ فی الحال اوسکے سوا کوئی شخص مستحق شفعہ نہین ہے لہذا اوسکو کل ملک کے اخذ یا کل ملک کے ترک کا اختیار کرنا لازم ہوگا اور اگر بعد ازان دوسرا شخص بھی حاضر ہوا اور شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو شخص اول سے نصف ملک کے اخذ کرنے یا ترک کرنے مین اختیار ہوگا اس لیے کہ فی الحال ان دونون کے سوا کوئی شخص مستحق شفعہ نہین ہے اور اسیطرح اگر تیسرا شخص بھی حاضر ہوا اور مطالبہ کرے تو اوسکو ثلث ملک کے اخذ و ترک مین اختیار ہوگا اور علی ہذا القیاس اگر چوتھا شخص بھی حاضر ہوا اور مطالبہ کرے تو اوسکو ربع ملک کے لے لینے یا چھوڑ دینے مین اختیار حاصل ہوگا **فرع دوم** اگر شریک حاضر حق شفعہ کے مطالبہ کرنے سے انکار کرے یا اوسکو مشتری کے لیے عفو کر دے تو باطل ہوگا اور شرکاء غائبین کو مجموع مال کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر اونمین سے تین شریک شفعہ کا انکار کرین یا اوسکو مشتری کے لیے عفو کردین تو شریک چہارم کو مجموع شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا

فرع سوم جبکہ شرکاء غائبین مین سے کوئی شخص حاضر ہوا اور مجموع ملک کو بواسطہ شفعہ اخذ کرے اور شرکاء غائبین کے وکلاء کے ساتھ مقاسمت (باہم کسی ملک کا تقسیم کرنا) کرے بعد ازان دوسرا شریک بھی حاضر ہوا اور شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو قسمت کے فسخ کرنے اور شخص اول کے شریک ہو جانیکا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکا حق (جسکو شریک اول نے بواسطہ شفعہ اخذ کیا ہے)

وياخذ البعض يتاكد ولو كان الشفعاء غيبا فالشفعة لهم فاذا حضر واحد وطالب فاما ان ياخذ الجميع او يترك لانه لا شفيع الآن غيره ولو حضر الآخر اخذ النصف او ترك وان حضر الثالث اخذ الثلث او ترك وان حضر الرابع اخذ الربع او ترك

الفرع الثاني لو امتنع الحاضر او عفا او بطلت الشفعة وكان للغيب اخذ الجميع وكذا لو امتنع ثلاثة او عفوا كانت الشفعة جميعها للرابع ان شاء

الفرع الثالث اذا حضر احد الشركاء فاخذ بالشفعة وقاسم ثم حضر الآخر وطالب فسخ القسمة وشارك الاول

چار عقدون کا حکم جاری کیا جائیگا پس شفیع کو کل شفعہ کے اخذ کرنے اور کل شفعہ کے عفو کرنے یا ربع شفعہ کے لے لینے اور باقی کے چھوڑ دینے یا دو ربع کے مطالبہ کرنے اور باقی دو ربع کے ترک کرنے یا تین ربع کے لینے اور ربع باقی سے درگذر کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اس لیے کہ حصص چہارگانہ (چار ربع) مین سے ہر ایک حصہ (ربع) پر عقد بیع واقع ہوا ہے البتہ اگر حصص مذکورہ مین سے کسی ایک حصہ مبیع (ربع) کی تبعیض (جیسے نصف ربع کا اخذ کرنا اور نصف آخر کا چھوڑ دینا) کرے تو صحیح نہوگا کیونکہ یہ ضرر مشتری کو مستلزم ہے جو قاعدہ شفعہ کے مخالف ہے در صورت مفروضہ (عقد واحد مین مشتری کا متعدد ہونا) مین بعض مشتریان خرید کرنیوالے کو بعض آخر سے حق شفعہ کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل نہوگا اس لیے کہ مال مبیع کا ان سب کیطرف ایک ہی دفعہ انتقال ہوا ہے اور ان مین باہم تقدم نہین ہے لہذا آخذ (شفعہ کا لینے والا) و ماخوذ منہ (جس سے کہ حق شفعہ کا مطالبہ کیا جائے) مین تساوی ہوگی اور اگر شریک اپنے حصہ کو عقود متعاقبہ (یکے بعد دیگرے تین عقد) مین تین شخصون کے ہاتھ فروخت کرے تو شفیع کو جملہ مشتریان سے مجموع حصص کے اخذ کرنے اور چھوڑ دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور اسیطرح اوسکو بعض مشتریان سے مطالبہ کرنے اور بعض آخر کے لیے عفو کر دینے مین بھی اختیار ہوگا اس لیے کہ تعدد مشتریان کو تعدد شفعہ لازم ہے اور چونکہ بائع کا ہر عقد کیوقت شریک تھا لہذا بعض مشتریان سے لینے اور بعض کے لیے عفو کر دینے مین تبعیض نہوگی پس اگر مشتری اول سے اخذ کریگا تو مشتری دوم و سوم اوسکے شریک نہونگے اسلیے کہ وہ دونون شراء اول کے وقت شریک نہ تھے لہذا اونکو شفعہ کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر مشتری اول و دوم سے اخذ کریگا تو مشتری سوم اوسکا شریک نہوگا اسلیے کہ وہ (مشتری سوم) ان دونون (اول و دوم) کے خرید کرنیکے وقت اوسکا شریک نہ تھا لہذا اوسکو شفعہ کا

سیوس ذالک یجب ثلاثة عقود ربعه فالشفیع ان یاخذ الکل و ان یعفو وان یاخذ الربع او النصف او ثلاثة الارباع والبیع بعضه مع الشفیع شفعته لان انتقال الملک الیهم دفعة فیتساوی الاخذ و الماخوذ منه ولو باع الشریک حصته من ثلاثة فی عقود متفرقة فله ان یاخذ الکل وان یعفو وان یاخذ من البعض فان اخذ من الاول لم یشارکه الثانی و الثالث وحصل نواخذ من الاول والثانی لم یشارکه الثالث

حصہ کو دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کرے تو شفعہ کا استحقاق فقط تیسرے شریک کو حاصل ہوگا اور دوسرے شریک کو حاصل نہوگا اس لیے کہ انسان کو اپنے نفس پر کسی شی کے استحقاق کا حاصل ہونا معقول نہین ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شفعہ کا استحقاق اون دونون (شریک دوم و سوم) مین مشترک ہوگا اور شاید کہ یہی قول اقرب الی الصواب ہے اس لیے کہ سبب استحقاق مین وہ دونون مشترک ہین اور تملک مبیع کے لیے دو سبب (بیع و شفعہ) کا مجتمع ہونا ممتنع نہین ہے اس لیے کہ علل شرعیہ از قبیل معرفات ہین جنکا معلول واحد پر مجتمع ہونا جائز اور صحیح ہے **فرع ہشتم** اگر کسی ملک مین تین شخص شریک ہون اور ان تینون سے دو شریک اپنے حصون کو بصفقہ واحدہ (ایک ہی عقد مین) تین شخصون کے ساتھ فروخت کرین تو شفیع (شریک سوم) کو مجموع ملک کا تینون مشتریون سے یا فقط دو حصون کا دو مشتریون سے یا فقط ایک حصہ کا ایک مشتری سے اخذ کرلینا جائز ہے اس لیے کہ یہ صفقہ اگرچہ لفظا بصورت عقد واحد ہے لیکن تعدد بائع و مشتری کی وجہ سے متعدد عقود (چند عقد) کا حکم رکھتا ہے لہذا بعض مشترین سے اخذ کرنے اور بعض آخر کے لیے (خریداروں کے) چھوڑ دینے مین کوئی مضائقہ نہین ہے اور ان مین ہر ایک مشتری سے اوسکے مجموع حصہ کا اخذ کرنا یا مجموع حصہ کا ترک کرنا فقط جائز ہوگا اور اوس مین سے بعض کا لے لینا اور بعض آخر کا چھوڑ دینا صحیح نہوگا کیونکہ اس صورت مین تبعیض صفقہ کی وجہ سے مشتری کا ضرر لازم آئیگا جو قاعدۂ شفعہ کے منافی ہے اور اسی طرح اگر شریک اپنے حصہ کو دو شخصون کے ہاتھ فروخت کرے تو اوسکو شفعہ کا دونون یا دونون مشتریون (یا) سے ایک سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اس لیے کہ یہ صفقہ اگرچہ عقد واحد ہے لیکن دو عقدون کا حکم رکھتا ہے لہذا ایک مشتری سے اخذ کرنے اور دوسرے کے لیے عفو کرنے مین کوئی مضائقہ نہوگا ہان ہر ایک کے حصہ مین تبعیض کرنا (بعض کا اخذ اور بعض کا ترک کرنا) صحیح نہوگا **فرع نہم** اگر دو شریک اپنے حصون کو بصفقہ واحدہ دو شخصون کے ہاتھ فروخت کرین یعنی وہ

فسخ کرنیکا اختیار نہوگا جو مابین بائع و مشتری واقع ہوا ہو اور اگر اوسکے فسخ کرنے اور بائع سے
مال مذکور کے اخذ کرنیکا قصد کرے تو صحیح نہوگا اور اوسکا قصد کرنا باطل ہوگا اسلیے کہ عقد بیع
کے فسخ کرنیکا اختیار فقط بائع و مشتری کو حاصل ہوتا ہے بلکہ اگر شفیع بیع شفعہ پر مطلع ہونے کے بعد
فسخ عقد مین مشغول ہوگا تو اشتراط فوریت کی بنا پر اوسکا حق شفعہ باطل ہوجائیگا اور اگر
کوئی شخص زمین کے ساتھ کسی مکان مشترک کو بھی خریدے بعد ازان وہ مکان منہدم
یا معیوب ہوجائے پس اگر یہ انہدام یا عیب مشتری کے فعل سے یا قبل مطالبہ [illegible] بغیر فعل [illegible] حادث
ہوا ہو تو شفیع کو مال مبیع کا مجموع قیمت کے عوض اخذ کرنا یا چھوڑ دینا صحیح ہوگا اور اوسکا نقصان
مشتری سے متعلق نہوگا اور جبکہ کسی عمارت شکستہ مین وقت بیع کچھ آلات منہدمہ (قائم)
ہون تو اونکے اخذ کرنیکا استحقاق بھی شفیع کو حاصل ہوگا خواہ مال مبیع مین باقی ہون یا اوس سے
کسی دوسری جگہ پر منتقل کر دیئے گئے ہون کیونکہ صورت مذکورہ مین مبیع کے اوس [illegible]
کا کوئی حصہ آلات بنا کے لیے بھی مفروض ہے جسکے عوض کہ شفیع نے مال مبیع کو بذریعہ شفعہ
اخذ کیا ہے اور اگر وہ عیب مطالبہ شفیع کے بعد خود مشتری کے فعل سے [illegible] اور [illegible] ہوا ہو
تو قیمت عیب کا مشتری ضامن ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ ضامن نہوگا اسلیے کہ
شفیع فقط مطالبہ کرنے سے مال مبیع کا مالک نہین ہوجاتا بلکہ اوسکے اخذ کر لینے کے بعد
مالک ہوتا ہے لکن قول اول (مشتری کا ضامن ہونا) اشبہ ہے اور اگر مشتری مال مبیع مین
کوئی درخت لگائے یا اوسپر کوئی مکان بنائے بعد ازان شفیع اپنے حق شفعہ کا مطالبہ کرے
پس اگر مشتری اپنے درختون کے اوکھاڑنے یا اپنے مکان کے منہدم کرنے پر راضی
ہوجائے تو اوسکو اختیار ہوگا اسلیے کہ وہ درخت یا مکان اوسکی ملکیت ہے اور
صورت مذکورہ مین مشتری پر زمین کا ہموار کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ تصرف مذکور

باطل نہوگا اس لیے کہ حق شفعہ عقد بیع کے وقوع ہونے کے بعد ثابت ہوجاتا ہے لہذا بائع و مشتری کو اوسکے ساقط کرنے کا اختیار حاصل نہوگا اور اگر مبیع کا مالک غیر ہونا ثابت ہوگا تو اوسکی ضمانت مشتری کے ذمہ پر باقی رہیگی ہان اگر عقد بیع کے واقع ہونے پر شفیع راضی ہوجائے بعد ازان وہ دونون (بائع و مشتری) اقالہ کرین تو شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہوگا اسلیے اقالہ داخل فسخ ہے اور از قبیل بیع نہین ہے اور اگر حصہ مبیع کو اوسکا مشتری کسی شخص کے ہاتھ فروخت کردے تو شفیع کو عقد بیع کے فسخ کرنے اور مشتری اول سے حق شفعہ کے مطالبہ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور اوسکو مشتری دوم سے مطالبہ کرنا بھی جائز ہوگا اسلیے کہ عقد اول و دوم مین سے ہر ایک عقد ثبوت شفعہ کے لیے سبب تام ہے لہذا اون مین سے ہر ایک کے معین کرنیکا استحقاق شفیع کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر مال مبیع کو اوسکا مشتری وقف کردے یا اوسکو مسجد قرار دے تب بھی شفیع کو تصرفات مذکورہ (وقف وغیرہ) کے زائل کرنے اور بذریعہ شفعہ اخذ کر لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور شفیع کو مال مبیع کا فقط مشتری سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر مال مبیع کا مالک غیر ہونا ثابت ہوگا تو اوسکی ضمانت بھی مشتری سے متعلق ہوگی اور اوسکا بائع سے مطالبہ کرنا صحیح نہوگا لکن اگر شفیع کا بائع سے مطالبہ کرنا فرض کیا جائے اور مال مبیع بھی بائع کے پاس موجود ہو تو شفیع سے کہا جائیگا کہ تم اوسکو بائع سے یا اخذ کر لو یا چھوڑ دو اور مطالبہ نکرو اور مشتری کو بائع سے مال مبیع کے لے لینے اور اوسپر قبضہ کرنے کی تکلیف نہ دیجائیگی اگر وہ انکار کرتا ہو اگرچہ شفیع نے مشتری سے اسکا التماس بھی کیا ہو اور شفیع کا مال مبیع کو بائع سے اخذ کرنا اور اوسپر قبضہ کرنا قبضہ مشتری کے قائم مقام سمجھا جائیگا اسلیے کہ شفیع کا حق مشتری کے ذمہ پر ثابت ہوجاتا ہے اور مال مبیع محض عقد بیع کے بعد بائع سے خارج اور ملک مشتری مین داخل ہوجاتا ہے اور مع ذلک اگر مال مذکور کا مالک غیر ہونا ثابت ہوگا تو اوسکی ضمانت مشتری سے متعلق ہوگی اور شفیع کو اوس عقد بیع کے

اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہوا اور جبکہ شفیع کو ثبوت شفعہ پر اطلاع حاصل ہو تو
وسکو فی الحال اوسکا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر مطالبہ شفعہ کو کسی ایسے عذر کیوجہ سے موخر کرے
یا جس مین اوسکا خود مباشر طلب ہونا اور وسمین وکیل کا مقرر کرنا دشوار ہو تو اوسکی شفعہ باطل
نہوگی اور اسیطرح اگر مطالبہ شفعہ کو کسی اوسکے کثرت ثمن کے متوہم ہونے کی بنا پر ترک کرے
بعد ازان اوسکا قلیل ہونا ظاہر ہو تب بھی اوسکی شفعہ باطل نہوگی اور اسیطرح اگر شفیع کو کسی بات
سے قیمت مبیع کا سونا ہونا متوہم ہوا اور اس بنا پر مطالبہ نکرے بعد ازان اوسکا چاندی ہونا
معلوم ہو تب بھی اوسکی شفعہ باطل نہوگی اور اسیطرح اگر اوسکو ثمن مبیع کا حیوان ہونا متوہم ہو
اور مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان اوسکا قماش (پارچہ) ہونا ظاہر ہو تب بھی یہی حکم ہوگا
اور اسی طرح اگر شفیع ایسے حق کیوجہ سے محبوس ہو جسکے ادا کرنے پر اوسکو قدرت نہو اور اخذ شفعہ
کے لیے وکیل بھی نکرسکتا ہو تب بھی اوسکا حق شفعہ ساقط نہوگا اور جبکہ کسی شخص کو سبب شفعہ کے
تحقق کا یقین حاصل ہو تو اوسکے مطالبہ مین باعتبار عرف و عادت مبادرت (تعجیل) کرنا لازم ہوگا
اور عادت سے زائد مبادرت کرنا اور عادت کے خلاف اپنی رفتار مین سرعت کرنا لازم
نہوگا اور اگر کسی عبادت واجبہ یا مستحبہ مین مشغول ہو تو مطالبہ شفعہ کے لیے اوسکا قطع کرنا واجب
نہوگا بلکہ اوسکے تمام کرنے تک صبر کرنا جائز اور صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر شفیع پر وقت صلوۃ داخل ہو
تو اوسکو طہارت کرنے اور نماز کے بتانی (اطمینان) بجا لانے تک صبر کرنا جائز ہوگا اور اگر شفیع کو
ثبوت شفعہ پر حالت سفر مین اطلاع حاصل ہو پس اگر اخذ شفعہ کے لیے اوسکو خود یا بذریعہ وکیل
سعی کرنے پر قدرت حاصل ہو اور باوجود اسکے مطالبہ نکرے تو اوسکی شفعہ باطل ہو جائیگی
اور اگر دونون امرون (خود سعی کرنا اور وکیل کا مقرر کرنا) سے عاجز ہو تو ساقط نہوگی اگرچہ
مطالبہ شفعہ پر کسی شاہد کو مقرر نکرے اور اگر عقد بیع کو بائع و مشتری فسخ کردین تو استحقاق شفعہ

ولو كانت الزيادة في زمان الخيار قال الشيخ تلحق بالعقد لانه بمنزلة ما يفعل في العقد وهو يشكل على القول بانتقال الملك بالعقد وكذا لو حط البائع من الثمن لو ينقص

زمان خیار مین زائد کردے تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ وہ زیادتی عقد سے ملحق ہوگی اس لیے کہ یہ زیادتی اوس مال کا حکم رکھتی ہی جو وقت عقد مقرر کیا جائے اور یہ قول اون لوگون کے نزدیک خالی از اشکال نہین ہی جنکے نزدیک مال مبیع کا انتقال محض عقد کیوجہ سے حاصل ہوتا ہی اور اسیطرح اگر بائع عقد بیع کے بعد مال مبیع کی قیمت مقررہ مین سے کسی مقدار کو ساقط کردے تو شفیع سے ساقط نہوگی اس لیے کہ یہ بائع کی طرف سے مشتری کے لیے بمنزلہ ہبہ ہی لہذا شفیع پر اوسی قیمت کا مشتری کے حوالہ کرنا واجب رہیگا جسپر کہ عقد واقع ہوا ہی اور مشتری پر مال مبیع کا اوسوقت تک حوالہ شفیع کرنا لازم نہوگا جبتک کہ وہ اوس قیمت کو حوالہ مشتری نکرے جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہی اور اگر کوئی شخص کسی حصہ مشاع (مال مشترک وغیر منقسم جس مین کہ حق شفعہ ثابت ہوتا ہی) کو کسی متاع کے ساتھ ایک ہی عقد مین خرید کرے تو شفیع کو فقط حصہ مشاع کا حصہ قیمت کے مقابل مین اخذ کرلینا صحیح ہوگا اور مشتری کو حصہ مذکورہ کے بواسطہ شفعہ خارج ہوجانے اور بعض مبیع کے باقی رہجانے کیوجہ سے فسخ بیع کا اختیار حاصل نہوگا اسلیے کہ شفیع کو حصہ مبیع مین شفعہ کا استحقاق ملک مشتری ہوجانے کے بعد حاصل ہوا ہی اور ملک بائع مین حاصل نہین ہوا تا اینکہ اوسکو تبعیض صفقہ کیوجہ سے خیار فسخ حاصل ہو بلکہ مشتری کا یہ ضرر (تبعیض صفقہ) خود اوسی کے اقدام کرنے اور حصہ مشاع کے خریدنے سے حادث ہوا ہی اور درصورتیکہ قیمت مبیع مثلی ہو (جیسے سونا اور چاندی وغیرہ) تو شفیع پر اوسکے مثل کا حوالہ مشتری کرنا لازم ہوگا اور اگر مثلی نہو (جیسے حیوان اور کپڑا اور جواہر وغیرہ) تو بعض علمائے فرمایا ہی کہ شفعہ ساقط ہوگی اس لیے کہ اس صورت مین مثل قیمت کا حوالہ کرنا متعذر (دشوار) ہی اور اسیکو علی بن رئاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی روایت کیا ہی اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ صورت مذکورہ (قیمت مبیع کا مثلی نہونا) مین شفیع کو حق شفعہ کا متاع کی اوس قیمت کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہوگا جو وقت عقد قرار پائی

ولرواية علي بن رئاب عن (الصادق) عليه السلام وقيل ياخذها بقيمة العرض وقت العقد

بعد از آن احد الوارثین (دو وارثون مین سے ایک شخص) اپنے حصہ کو فروخت کرے تو عم
(چچا) اور ابن اخ (بھتیجا) دونون سے متعلق ہوگا اسلیے کہ وہ دونون استحقاق شفعہ مین
مساوی ہین کیونکہ مکان مذکور مین اون دونون کی شرکت متحقق ہو اگرچہ سبب ملک مین اختلاف
ہو اور اسیطرح اگر میت کے کئی وارث ہون اور اونمین سے ایک شخص اپنے حصہ کو فروخت
کردے تو باقی جملہ ورثا (قریب ہون یا بعید) کو شفعہ کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ
ابھی مذکور ہوئی تیسرا مقصد اخذ شفعہ کی کیفیت کے بیان مین شفیع کو مشتری سے شفعہ
کے اخذ کرنیکا استحقاق عقد بیع کے واقع ہونے اور خیار فسخ کی مدت کے منقضی ہوجانے
سے حاصل ہوتا ہو اسلیے کہ لزوم بیع کا وقت یہی ہو بشرطیکہ یہ خیار بائع یا کسی اجنبی کو حاصل ہو
اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ شفعہ کا استحقاق محض عقد بیع سے حاصل ہوتا ہو اگرچہ مدت خیار منقضی نہو
اس لیے کہ مال بیع کا انتقال محض عقد کیوجہ سے حاصل ہوتا ہو اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے
موافق ہو لیکن اگر فسخ بیع کا اختیار فقط مشتری کو حاصل ہو تو اخذ شفعہ کا استحقاق محض عقد سے
حاصل ہوگا اس لیے کہ انتقال متحقق ہو اور شفیع کو اپنے حق کے لینے مین تبعیض کرنا (بعض حق کا
اخذ کرنا اور بعض کا ترک کرنا) صحیح نہین ہو بلکہ اوسکو مجموع حق کے اخذ کرنے یا مجموع حق کے ترک کرنے
مین اختیار حاصل ہوگا اور اسیطرح شفیع کو اپنے حق کا اوسی قیمت کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہوگا
جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہو اگرچہ حصہ مبیع کی قیمت زائد یا ناقص ہو اور اسیطرح شفیع پر اون
اخراجات کا حوالہ مشتری کرنا لازم ہوگا جو اوسنے دلال یا وکیل بیع کی اجرت یا دیگر امور مین
صرف کیے ہین اسلیے کہ یہ جملہ اخراجات داخل قیمت نہین ہین اور اگر مشتری ... الخیار
کے بعد مال مبیع کی قیمت مین کچھ زیادتی کرے تو وہ زیادتی شفیع سے متعلق ہوگی بلکہ مشتری
کی طرف سے بائع کے لیے ہبہ شمار کیجائیگی جسکا دفع کرنا شفیع پر واجب نہین ہو اور اگر اوسکی قیمت کو

بالعفو عن الاول والاخذ من الثاني فشاركه الاول كذا في الولوالجية ولو عفى عن الاول [illegible]

استحقاق تام ہوگا اور اگر وہ شفیع حق شفعہ کو مشتری اول کے لیے [illegible] اور مشتری دوم
سے اوسکو اخذ کرے تو مشتری اول بھی اوسکا شریک ہوگا اسلیے کہ [illegible] شفیع کی وجہ سے
اوسکی ملک مستقر ہوگئی اور مشتری دوم کے خرید کرنے کے وقت وہ اوسکا شریک تھا لہذا
اوسکو شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر مشتری سوم سے شفعہ کا مطالبہ کرے اور
اول و دوم کے لیے عفو کرے تو وہ دونون (اول و دوم) بھی اوسکے شریک ہونگے اسلیے کہ
عفو شفیع کی وجہ سے اونکی ملک کو استقرار ہوچکا ہی **فرع نہم** اگر کسی مکان مین چار شخص شریک ہون
اور منجملہ اونکے دو شخص حاضر اور دو شخص غائب ہون اور احد الحاضرین (دونون حاضر شریکون
مین سے ایک شخص) اپنے حصہ کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کرے تو فی الحال فقط دوسرا شریک حاضر
شفیع ہوگا اور اوسی کو بیع شفعہ کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اس لیے کہ اسوقت
اوسکے سوا کوئی شخص حاضر نہین ہی پس اگر اوسنے اخذ کرلیا [illegible] بعد احد الغائبین (دونون غائب
شریکون مین سے ایک شخص) [illegible] مطالبہ کرے تو [illegible]
[illegible] شفعہ کو [illegible] شفعہ اخذ
کیا ہی اس لیے کہ فی الحال [illegible] کوئی اور شفیع نہین ہی اور اگر دوسرا شریک
غائب بھی سفر سے مراجعت کرنے کے بعد شفعہ کا مطالبہ کرے تو اون دونون (حاضر اول جسنے
شفعہ کو اخذ کیا ہی اور شفیع دوم جو سفر سے واپس آکر اوسکا شریک ہوا تھا) کا اوس حصہ مبیع مین
شریک ہوگا جو اونھون نے اخذ کیا ہی پس اوسکو یعنی اوس شریک غائب کو جو اب سفر سے
واپس آکر اون دونون کا شریک ہوا ہی) اوس مال کے ثلث کا استحقاق ہوگا جو ان دونون
مین سے ہر ایک کے لیے حاصل ہوا ہی **فرع دہم** اگر کوئی مکان دو بھائیون مین مشترک ہو اور
اون دونون مین سے ایک بھائی وفات پاوے اور اوسکے دو شخص (دو بیٹے مثلاً) وارث ہون

التاسع ولو ... احد الحاضرين وطالب جهان غائبان فالحاضر هو الشفيع في الحال الاذ ليس ... فاذا اخذ هو ... واحد الغائبين [illegible]

بين رهطين فمات احدهما ... ثمان [illegible]

یا دونون کو چھوڑ دے تو جائز ہوگا اور اسیطرح اگر ایک مکان کی شفعہ کو اخذ کرے اور دوسرے مکان کی شفعہ کو عفو کرے تب بھی جائز ہوگا اور اگر ایک ہی مکان مین سے بعض حق کو اخذ کرے اور بعض کو ترک کرے تو جائز نہوگا اسلیے کہ یہہ تبعیض صفقہ کو مستلزم ہو جسمین مشتری کا ضرر لازم آتا ہی اور اگر اوس قیمت کا ملک غیر ہونا ثابت ہو جسکو مشتری نے حوالہ بائع کیا ہو پس اگر یہہ شراء (خرید) کسی عین مال پر واقع ہوئی ہی تو استحقاق شفعہ حاصل نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین عقد بیع باطل ہوگا اور شفعہ کا استحقاق عقد بیع کی صحت پر متفرع ہوتا ہی اور اصل کا باطل ہونا بطلانِ فرع کو مستلزم ہی اور اگر یہہ شراء (خرید) مافی الذمہ (وہ مال کلی وغیر معین جو ذمہ مشتری سے متعلق ہو) پر واقع ہو تو استحقاق شفعہ ثابت ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین عقد بیع صحیح ہی اگرچہ اوس عین مال کا ملک غیر ہونا ثابت ہو جو مشتری نے بائع کے حوالہ کیا ہی اور اگر اوس قیمت کا ملک غیر ہونا ثابت ہو جسکو شفیع نے حوالہ مشتری کیا ہی تو اوسکا حق شفعہ دونون تقدیرون پر (خواہ عین مال کے عوض مین اخذ کرے یا مافی الذمہ کے) باطل نہوگا اسلیے کہ شفیع کو اخذ شفعہ کا استحقاق محض عقد بیع سے حاصل ہو چکا ہی اور قیمت کے دینے کو اوسمین کوئی مدخلیت نہین ہی اور اگر مال مبیع مین کوئی عیب ظاہر ہو اور مشتری اوسکی ارش کو بائع سے اخذ کرے تو شفیع کو مال مبیع کا اوس قیمت کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہوگا جو اخذ ارش کے بعد باقی رہے اور اگر مشتری اوسکے ارش کا بائع سے مطالبہ نکرے بلکہ مبیع معیب ہی کا امساک (روک لینا) کرے تو شفیع کو مال مبیع کا مجموع قیمت کے ساتھ اخذ کرنا یا حق شفعہ کا ترک کرنا صحیح ہوگا اور اوسکو مقدار ارش کا ساقط کرنا اور فقط مابقی کے عوض مال مبیع کا اخذ کرنا صحیح نہوگا کیونکہ قیمت مبیع سے وہی مال مراد ہوتا ہی جسپر کہ عقد بیع واقع ہوتا ہی اور مابقی پر عقد بیع

(درخت کا اوکھاڑ ڈالنا اور مکان کا منہدم کر دینا) اوسکی ملک مین واقع ہوا ہی لہذا اوسکا
ضامن نہوگا اور شفیع کو مال مبیع کا بمجموع قیمت کے عوض اخذ کرنے یا چھوڑ دینے مین اختیار
حاصل ہوگا اور اگر مشتری اپنے درخت کے اوکھاڑنے یا مکان کے دور کرنے سے انکار
کرے تو شفیع کو برضاے مشتری درخت و بناء کے بعوض ارش رصحیح ومعیب کی قیمت کا تفاوت)
مال مبیع سے دور کرنے اور مطالبہ شفعہ کے چھوڑ دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور اسیطرح
اوسکو رضاے مشتری سے درخت و بنا کی بعوض قیمت اخذ کرنے اور مطالبہ شفعہ کے ترک
کرنے مین بھی اختیار حاصل ہوگا اور جبکہ مال مبیع مین کوئی نماء متصل حادث ہو جو حق شفعہ مین
بہ تبعیت اصل داخل ہوتی ہی جیسے خرمہ کا وہ درخت صغیر جو زمین کے ہمراہ خرید کیا گیا ہو بعد ازان
درخت کبیر ہو جاے یا کسی دوسرے درخت کا چھوٹا پودہا اوسکے ہمراہ خرید کیا جاے
بعد ازان درخت عظیم ہو جائے تو شفیع کو اوسکے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ
بمنزلہ جزء درخت ہی لہذا متعلق حکم مین اپنی اصل کا تابع ہوگا اور اگر کوئی نماء منفصل حادث ہو
جیسے مکان کی سکونت یا درخت کا میوہ تو وہ مشتری کا مال ہوگا اور اگر مشتری کے خرید کرنیکے
بعد درخت خرما بار اور ہو جائے اور شفیع مال مبیع کو قبل تابیر (نر درخت خرما کے
شگوفہ کا مادہ درخت خرما پر داخل کرنا) اخذ کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ شگوفہ کا
استحقاق شفیع کو حاصل ہوگا اسلیئے کہ وہ (شگوفہ) درخت خرما کی شاخ کا حکم رکھتا ہی
جو تابع اصل ہی اور اس حکم کا فقط عقد بیع کے ساتھ مخصوص ہونا اشبہ اور اصول مذہب کے
موافق ہی اور شفعہ کا بیع سے ملحق کرنا داخل قیاس ہی جو ہمارے مذہب مین باطل ہی اور
اگر کوئی شخص دو مکانون مین سے دو مشترک حصون کو فروخت کرے پس اگر دونون
مکانون کا شفیع ایک ہی شخص ہو اور دونون مکانون مین سے شفعہ کو اخذ کرے

هل

متعلق

صفحہ ۲۲

[illegible]

کتاب الشفعہ

[illegible]

[illegible]

باقی رہنا چاہیے اور فروخت حصہ اس صورت میں اور سکے اعراض کو مقتضی نہیں ہو سکتا ہو واضح ہو اور اس
تفصیل کا ضعف بھی تقریر سابق سے معلوم ہو گیا اور صاحب مسالک علیہ الرحمہ نے قول دوم کو مذہب مصنف علیہ الرحمہ
قرار دیا ہو جو نسخہ موجودہ کی عبارت کے بالکل خلاف ہو اسلیے کہ جملہ نسخ موجودہ میں فلو قیل لیس لہ الا الاخذ ــ نے

[illegible]

۳ لکن نمنعہ بغرابۃ المقام ۱۲

فروخت ہو جانے سے استحقاق شفعہ بھی برطرف ہو جائیگا لیکن اگر اپنے حصّہ کو ثبوت شفعہ پر مطلع ہونیکے قبل فروخت کر دے تو اوسکا حق شفعہ ساقط نہو گا اسلیے کہ شفعہ کا استحقاق اوسکو قبل بیع حاصل ہو چکا ہے اور اگر قائل ہون کہ شفیع کو دونون صورتون (قبل علم و بعد علم) مین اخذ شفعہ کا استحقاق حاصل نہو گا تو خوب ہو اسلیے کہ اوسکے استحقاق کا جو سبب تھا وہ زائل ہو چکا جس مین قبلیت و بعدیت علم بالشفعہ کو کوئی دخل نہین ہے اور اس مقام مین (اوسکے حصّہ کا باقی رہنا ۱۲) قول شیخ علیہ الرحمہ کی بنا پر ایک تفریع کا ذکر کیا جاتا ہے اگر کوئی شریک (زید) اپنے حصّہ کو کسی (عمرو) کے ہاتھ فروخت کر دے اور خیار فسخ کی مشتری (عمرو) کے لیے شرط ہو جائے بعد ازان شفیع (بکر) اپنے حصہ کو کسی شخص (خالد) کے ہاتھ فروخت کر دے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ شفعہ کا استحقاق مشتری اوّل (عمرو) کو حاصل ہوگا اسلیے کہ اگر خیار فسخ فقط مشتری کو حاصل ہوتا ہے تو مال مبیع کا انتقال فقط عقد بیع کیوجہ سے مشتری کیطرف متحقق ہوتا ہے اور اگر خیار فسخ فقط بائع (زید) یا اون دونون (بائع و مشتری) کے لیے شرط ہو جائے تو شفعہ کا استحقاق فقط بائع اوّل کو حاصل ہو گا اسلیے کہ جب خیار فسخ فقط بائع یا اون دونون (زید و عمرو ۱۲) کو حاصل ہوتا ہے تو مال مبیع کا انتقال مدت خیار کے منقضی ہو جانے کے بعد متحقق ہوتا ہے اور فقط عقد بیع کیوجہ سے متحقق نہین ہوتا پانچوان **مسئلہ** اگر کوئی شخص حصّہ مشترک کو مرض الموت مین اپنے کسی وارث کے ہاتھ فروخت کرے اور اوسمین محابات (کسی شے کا ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرنا) واقع کرے (مثلاً دوسو درہم کے مال کو سو درہمون کے عوض مین فروخت کرے) پس اگر میت کے ثلث متروکہ مین مقدار محابات کی گنجائش ہو تو بیع مذکور صحیح ہوگی اور شریک کو حصّہ مذکورہ کا بواسطہ شفعہ اوس قیمت کے عوض اخذ کر لینا صحیح ہوگا جسپر کہ عقد بیع واقع

کل ماترکہ کے داخل ارث ہونے پر دلالت کرتا ہے جس میں حق شفعہ بھی مندرج ہے تیسرا مسئلہ حق شفعہ میں بھی اسیطرح میراث جاری ہوتی ہے جسطرح کہ مال میں جاری ہوتی ہے اسلیئے کہ شفعہ بھی حقوق مالیہ میں داخل ہے پس اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور ایک مولود کو وارث چھوڑے تو اوسکی زوجہ کو مال مشفوع رجس میں شفعہ ثابت ہوتی ہے اسکے ثمن کا (آٹھویں حصہ) اور اوسکے مولود کو باقی کا استحقاق ہوگا اور اگر منجملہ ورثہ ایک شخص اپنے حصہ کے عفو کرے تو حق شفعہ ساقط نہو گا اور اون ورثہ کو مجموع شفعہ کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا جنھون نے کہ عفو نہین کیا اور اس قول مین تردد ضعیف ہے اسلیے کہ ایک وارث کے ساقط کر دینے سے مجموع شفعہ کا ساقط ہوجانا بھی محتمل ہے اسلیے کہ وارث اپنے مورث کا قائم مقام ہوتا ہے اور مورث کا بعض حق کو ساقط کردینا بعض آخر کے سقوط کو بھی مستلزم ہوتا ہے تاکہ تبعیض صفقہ لازم نہ آئے اگرچہ ایک شریک کے ساقط کرنے سے کل شفعہ ساقط نہو اور دوسرے شریک کو مجموع شفعہ کے اخذ کرنے اور ترک کر دینے میں اختیار حاصل رہے اور اس تردد کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شرکا وارث بھی اصل شفعہ کے شرکا کی مثل ہوتے ہین اور ہر ایک کا حق بعض مال سے متعلق ہوتا ہے لہذا ایک وارث کے ساقط کرنے سے مجموع شفعہ ساقط نہوگا اور شرکا وارث کا اونکے مورث پر قیاس کرنا صحیح نہین ہے اسلیے کہ اوسکا حق مجموع من حیث ہو مجموع سے متعلق ہوتا ہے اور ابعاض سے متعلق نہین ہوتا پس اوسکا بعض حق کو عفو کرنا مجموع حق کے عفو کرنیکو مستلزم ہوگا چوتھا مسئلہ اگر شفیع اپنے حصہ کو حق شفعہ پر مطلع ہونے کے بعد کسی کے ہاتھ فروخت کردے تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اوسکا حق شفعہ باطل ہو جائیگا اسلیے کہ شفیع کو شفعہ کا استحقاق اوسکے حصہ کیوجہ سے حاصل ہوتا ہے لہذا اوسکے

الثالثة

الرابعة إذا باع الشفيع نصيبه بعد العلم بالشفعة قال الشيخ رحمه الله سقطت شفعته لأن الاستحقاق بسبب النصيب

مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی مال کو بقیمت موجلہ (جسکے ادا کرنے کی مدت معین ہو) خرید کرے جس مین کہ حق شفعہ ثابت ہوتا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہے کہ شفیع کو مال مذکور کا قیمت معینہ کے ساتھ عاجلاً (مدت مقررہ کے گذرنے سے قبل) اخذ کر لینا صحیح ہو اور اوسکو طالبہ شفعہ مین تا مدت معینہ تاخیر کرنا اور انقضائے مدت کے بعد اوسکی قیمت مقررہ کے ساتھ اخذ کرنا بھی جائز ہو اور کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہے کہ شفیع کو مال مذکور کا عاجلاً اخذ کرنا لازم ہوگا اور اوسکی قیمت مقررہ تا وقت معہود اوسکے ذمہ پر باقی رہیگی جسکا حلول مدت کے بعد حوالہ مشتری کرنا واجب ہوگا اور اگر شفیع مذکور مالدار نہو تو مشتری کو اوس سے ضامن مال کا طلب کرنا صحیح اور شفیع کو اوسکا مشتری کے لیے مقرر کر دینا لازم ہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ حق شفعہ کا مطالبہ فوری اور تا مدت معینہ اوسمین تاخیر کرنا فوریت کے منافی ہو اور شفیع پر قیمت کا قبل مدت حوالہ مشتری کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ شفیع پر اوس قیمت کا حوالہ مشتری کرنا لازم ہوتا ہے جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا اور صورت فرض مین قیمت موجلہ پر عقد واقع ہوا ہو لہذا اوسی کا حوالہ کرنا لازم ہوگا اور قیمت حالہ کا دفع کرنا واجب نہوگا دوسرا مسئلہ جناب شیخ مفید اور جناب سید مرتضیٰ علیہما الرحمہ نے فرمایا ہو کہ حق شفعہ سے میراث متعلق ہوتی ہو اور شیخ الطائفہ نے فرمایا ہو کہ حق شفعہ سے میراث متعلق نہین ہوتی ہو اور اس قول مین اونھون نے روایت طلحہ بن زید پر اعتماد کیا ہو اور وہ (طلحہ بن زید) بتری (وہ شخص جو اتبر بسر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کا قائل ہو) ہو جسکی روایت قابل اعتبار نہین ہو اور قول اول (حق شفعہ کا متعلق میراث ہونا) اشبہ ہو اسلیے کہ آیہ میراث کا عموم محل فرض کو بھی شامل ہو کیونکہ آیہ شریفہ کا عموم

الخامسة

مشتری کے متعدد جیسے (دو یا تین) ہونے کی خبر معلوم ہوا اور وہ مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا واحد ہونا ظاہر ہو یا شفیع کو مشتری کے واحد ہونے کی خبر معلوم ہوا اور وہ مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا متعدد ہونا ظاہر ہو یا شفیع کو مشتری کا اپنے نفس کے لیے خرید کرنا معلوم ہوا اور وہ مطالبہ کو ترک کرے بعد ازان اوسکا کسی دوسرے شخص کے لیے خرید کرنا ظاہر ہو یا شفیع کو مشتری کا کسی دوسرے شخص کے لیے خرید کرنا معلوم ہوا اور وہ مطالبہ کو ترک کرے بعد ازان اوسکا اپنے نفس کے لیے خرید کرنا ظاہر ہو تو ان جملہ صورتون مین شفیع کا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ اسمین اغراض مختلف ہوا کرتے ہین پانچوان مسئلہ جبکہ زمین مبیع کسی ایسی زراعت کے ساتھ مشغول ہو جسکا باقی رکھنا واجب ہو تو شفیع کو زمین مذکورہ کے بواسطہ شفعہ فی الحال اخذ کرنے اور تا وقت درو (کھیتی کا کٹنا) صبر کرنیمین اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکی زمین کے فی الحال اخذ کرنیمین غرض صحیح موجود ہے کہ وہ انتفاع بالمال ہے اور جبتک کہ زمین مذکورہ زراعت کے ساتھ مشغول رہیگا اوسوقت تک اوس سے کسی نفع کا حاصل کرنا متعذر ہے اور آیا اخذ زمین مین تاخیر کرنے کے ساتھ بھی حق شفعہ باقی رہ سکتا ہے یا نہین اس مین تردد ہے اسلیے کہ حق شفعہ کے اخذ کرنے مین فوریت لازم ہے اور تاخیر کرنا اوسکے منافی ہے

السادسة

چھٹا مسئلہ جبکہ شخص بائع شفیع سے اقالہ بیع (عقد بیع کا فسخ کرنا) کا سوال کرے اور وہ اوسکی خواہش کے موافق اقالہ کر دے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ عقد بیع کے اقالہ کرنیکا فقط بائع و مشتری کو اختیار ہوتا ہے لہذا فقط اونہین دونون کا اقالہ صحیح ہوگا اور اونکے علاوہ (جیسے بائع و شفیع) کسی کا اقالہ کرنا صحیح نہین ہے

المقصد الرابع

مقصد چہارم اون لواحق کے بیان مین جو کسی مال کے بواسطہ شفعہ اخذ کرنے سے متعلق ہین اور اوسمین کئی

واقع نہین ہوا اور اس مقام پر چھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر شفیع سے مشتری بیان کرے کہ مین نے نصف مبیع کو سو درہمون کے عوض خرید کیا ہے اور وہ (شفیع) مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا ربع مبیع کو پچاس درہمون کے عوض خرید کرنا ظاہر ہو تو اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اگرچہ وجوب فوریت کے قائل بھی ہون اور اسیطرح اگر مشتری بیان کرے کہ مین نے ربع مبیع کو پچاس درہمون کے عوض خرید کیا ہے اور وہ مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا نصف مبیع کو سو درہمون کے عوض خرید کرنا ظاہر ہو تب بھی اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ کبھی شفیع کے پاس ثمن زائد موجود نہین ہوتی اور اسی وجہ سے مطالبہ کو ترک کر دیتا ہے اور کبھی شفیع کی مبیع ناقص کیطرف رغبت نہین ہوتی اور اسی وجہ سے مطالبہ نہین کرتا پس دونون صورت مذکورہ مین شفیع کا مطالبہ شفعہ کو ترک کرنا داخل تقصیر نہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ شفیع کو حصہ مشاع کے فروخت ہونے کی خبر معلوم ہوا اور وہ اس خبر کو سنکر کہے اخذت بالشفعۃ (مین نے مال مبیع کو بواسطہ شفعہ اخذ کیا) پس اگر اوسکو قیمت مبیع کی مقدار معلوم ہے تو اوسکا اخذ کرنا صحیح ہوگا والا صحیح نہوگا اسلیے کہ کسی مال کے بواسطہ شفعہ اخذ کرنے کی شرعیت اوسیوقت ثابت ہے جبکہ شفیع کو قیمت مبیع معلوم ہو اور اگر شفیع کہے اخذت بالثمن بالغا ما بلغ (مین نے مال مبیع کو بواسطہ شفعہ اوس قیمت پر اخذ کیا جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہے خواہ وہ قیمت زائد ہو یا ناقص) تب بھی مجہول ہونے کیوجہ سے صحیح نہوگا تاکہ دھوکا اوٹھانے اور فریب کھانے سے خلاصی حاصل ہووے تیسرا مسئلہ شفیع پر قیمت کا اولا بیع پر قبضہ کرنے سے قبل حوالہ مشتری کرنا واجب ہے اور اگر شفیع انکار کرے تو مشتری پر مال مبیع کا اوسوقت تک حوالہ شفیع کرنا لازم نہوگا جبتک کہ وہ اوسکی قیمت پر قبضہ نکرے چوتھا مسئلہ اگر شفیع کو

صحت پر مترتب ہوتا ہی پس عقد بیع پر راضی ہونا اوسکے اسقاط کو مقتضی نہوگا اور اسمین
تردد ہی اسلیے کہ شفیع کا ضامن یا وکیل ہونا یا خیار فسخ کو قبول کر لینا عقد بیع کے ساتھ
راضی ہونے کی امارت (علامت) ہی آٹھوان مسئلہ جبکہ شفیع مال مبیع کو بذریعہ شفعہ اخذ
کرے بعد ازان شفیع کو اوسکا ایسے عیب کے ساتھ معیوب ہونا معلوم ہو جو عقد بیع کے
قبل اوسمین موجود تھا پس اگر شفیع اور مشتری دونون اوسکے عیب کو جانتے ہون تو ان دونون مین
کسیکو اوسکے واپس کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر وہ دونون اوسکے عیب کو نجانتے ہون
پس اگر شفیع اوسکو مشتری کیطرف رد کرے تو مشتری کو بائع کیطرف مال مبیع کے واپس کرنے
اور اخذ ارش (وہ مقدار تفاوت جو صحیح و معیب کی قیمت مین حاصل ہو) کے ساتھ رکھ لینے مین
اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسنے مال مبیع مین کوئی تصرف نہین کیا اگرچہ اوسنے ملک مشتری سے
منتقل ہونے کے بعد اوسکی طرف پھر عود کیا ہی اور اگر شفیع اوسکو واپس نکرے بلکہ اوسکے اخذ
کرنے کو اختیار کرے تو مشتری کو عقد بیع کے فسخ کرنیکا اختیار حاصل نہوگا اسلیے کہ مال مبیع
اوسکے قبضہ سے خارج اور ملک شفیع مین داخل ہو چکا اور آیا اس صورت مین مشتری کو بائع
سے اخذ ارش (مقدار تفاوت) کا بھی اختیار حاصل ہوگا یا نہین پس جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ
نے فرمایا ہی کہ مشتری کو بائع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکو شفیع سے وہ مجموع قیمت
وصول ہو چکی ہی جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا تھا اور اگر قائل ہون کہ مشتری کو بائع سے ارش کا
مطالبہ کرنا صحیح ہوگا تو خوب ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین مشتری نے بائع سے اپنے پورے
حق کا استیفا نہین کیا اور جو قیمت کہ اوسکو شفیع سے حاصل ہوئی ہی اوسکا حق مشتری سے
ناقص ہونا مفروض ہی لہذا بقیہ حق کے مطالبہ کرنے کا کوئی مانع نہین ہی اور اسیطرح اگر شفیع کو
مال مبیع کے عیب پر اطلاع ہو اور مشتری کو اطلاع نہو تب بھی یہی حکم ہوگا یعنے شفیع اور

فیه نظر لما فیه من رضاهما بالبیع ... بالشفعة فوجد به عیبا سابقا علی البیع فان کان الشفیع و المشتری عالمین فلا خیار لاحدهما وان کانا جاهلین فان رده الشفیع علی المشتری کان له رده علی البائع او الارش وان اختار الاخذ لکن لا مع الفسخ لخروج الشقص عن یده وقال الشیخ ولیس للمشتری المطالبة بالارش ولو قیل له الارش کان حسنا وکذا لو علم الشفیع بالعیب دون المشتری

بناء على ان محوزات المريض ماضية من الاصل الشفيع وباخذه من الاصل في الجميع وقيل يصح في قدر ما قابل الثمن وما يحتمله الثلث من المحاباة ان اجاز الورثة وان لم يخرج

ہوا ہی اور اگر ثلث متروکہ مین اوسکی گنجائش ہنو تو بائع مریض کیطرف سے حصۂ مذکورہ مین
فقط اوس قدر مال کی بیع صحیح ہوگی جو ثمن مثل کے مقابل واقع ہوا اور اوسقدر مال کی
محابات صحیح ہوگی جسکی کہ ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہو بشرطیکہ اوسکے ورثہ اجازت
ندین اور شفیع کو مجموع ثمن کے ساتھ اوسکے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا پس اگر حصۂ مذکورہ
کی قیمت دو سو درہم فرض کیے جائین اور مریض اوسکو سو درہم کے عوض فروخت کرے
اور اوسکے پاس حصۂ مذکورہ کے سوا کوئی دوسرا مال ہنو تو اوسکے پانچ سدس
(یعنے نصف و ثلث) مین بیع صحیح ہوگی اور اوس سدس مین باطل ہوگی جسکے مقابل ثمن کا
کوئی حصہ واقع نہین ہوا اور شفیع کو اوسکے پانچون سدس کا کل ثمن کے مقابل بذریعۂ شفعہ
اخذ کرنا صحیح ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مریض مذکور کی بیع اوسکے مجموع حصہ مین اصل
متروکہ سے نافذ ہوگی اور شفیع کو مجموع حصہ کا بذریعۂ شفعہ اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اس قول کا
مبنی یہ ہی کہ مریض کے تصرفات منجزہ (جو مابعد موت پر معلق نکیے جائین) اوسکے اصل متروکہ
مین نافذ ہوتے ہین چھٹا مسئلہ جبکہ مشتری شفیع سے ترک شفعہ پر صلح کرے تو صحیح ہوگی اور اوسکا
حق شفعہ باطل ہوجائیگا اسلیے کہ وہ حق مالی (وہ حق جو مال سے متعلق ہو اور بدن سے
متعلق ہنو) ہی لہذا اوسمین صلح نافذ ہوگی ساتوان مسئلہ جبکہ مابین بائع و مشتری کسی حصۂ
مشترک کی بیع فروخت واقع ہو اور شفیع نے بائع کیطرف سے عہدۂ مبیع کی یا مشتری کی
جانب سے عہدۂ ثمن کی ضمانت کی ہو یا بائع و مشتری نے شفیع کے لیے خیار فسخ کی شرط
کی ہو تو اسکی وجہ سے حق شفعہ کا استحقاق ساقط ہنوگا اور اسیطرح اگر شفیع اون دونون (بائع و
مشتری) مین سے ایک شخص کے لیے وکیل ہوجائے تب بھی حق شفعہ ساقط ہوگا اسلیے کہ شفیع کا
عقد بیع پر راضی ہونا حق شفعہ کے ساقط کردینے پر دلالت نہین کرتا کیونکہ حق شفعہ عقد بیع کی

السادس اذا صالح الشفيع على ترك الشفعة صح وبطلت الشفعة لانه حق مالي فيقبل الصلح السابعة اذا تبايعا شقصا فضمن الشفيع العهدة عن البائع او عن المشتري او شرطا له الخيار لم يبطل بذلك الشفعة وكذا لو كان وكيلا لاحدهما

تفاوت قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا صحیح نہونا اشبہ ہی اسلیے کہ شفیع کو مال مبیع کا اوسی قیمت کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہی جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہی اور صورت مفروض مین مال مشاع کی بیع غلام کے ساتھ واقع ہوئی ہی لہذا شفیع پر غلام مذکور کی قیمت کا حوالہ مشتری کرنا معین ہوگا اگرچہ وہ قیمت مال مبیع کی قیمت سوقیہ سے زائد ہو اور اگر مال مبیع ہنوز قبضہ مشتری مین موجود ہو اور شفیع نے اوسکو اخذ نکیا ہو اور غلام مذکور (جو ثمن مبیع ہی) کو اوسکا بائع کسی عیب کیوجہ سے مشتری پر رد کرے تو اوسکو شفیع کا مال مبیع کے اخذ کرنے سے منع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا حق اسبق ہی پس شفیع کو مال مبیع کا غلام مذکور کی اوس قیمت کے ساتھ اخذ کرنا جائز ہوگا جو حالت صحت مین قرار پائے اسلیے کہ عقد بیع اوسی قیمت کو مقتضی ہی کیونکہ غلام صحیح پر بیع ہوئی ہی اور غلام معیب پر نہین ہوئی اور بائع کو مشتری سے مال مبیع کی قیمت کے مطالبہ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ غلام مذکور کی قیمت سے زائد بھی ہو اور اگر غلام مذکور بائع کے پاس کوئی ایسا امر حادث ہوجائے جسکی وجہ سے اوسکا رد کرنا ممنوع ہو تو بائع کو مشتری سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور مشتری کو شفیع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا درصورتیکہ شفیع نے مال مبیع کو غلام صحیح کی قیمت کے عوض مین اخذ کیا ہو دسوان مسئلہ اگر کوئی مکان دو شخصون مین مشترک ہو اور اون دونون مین سے ایک شخص حاضر اور دوسرا غائب ہو اور غائب کے حصہ پر کوئی تیسرا شخص قابض ہو اور حصہ غائب کو فروخت کردے اور اوسکی اجازت کے حاصل ہونیکا مدعی ہو تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ شفعہ ثابت ہوگا اور شاید کہ شفعہ کا ثابت نہونا اشبہ ہو اسلیے استحقاق شفعہ ثبوت بیع کا تابع ہو اور فقط قابض کے دعوے سے بیع کا ثبوت نہین ہو سکتا پس اگر صورت مذکورہ مین قول قابض کی بنا پر ثبوت شفعہ کا حکم کیا جائے بعد ازان شخص غائب حاضر ہو اور قابض مذکور

بالتفاوت فيه تردد ولا شبهة لانه الثمن الذي اقتضاه العقد ولو كان الشقص في يد المشتري فرد البائع الثمن بالعيب لم يمنع الشفيع لان حقه اسبق ويأخذه بقيمة الثمن لانه الثمن الذي اقتضاه العقد ولو زادت عن قيمة الشقص ولو تلف عند البائع ما يمنع رده رجع بالارش على المشتري ولم يرجع على الشفيع بالارش ان كان اخذه بقيمة العوض الصحيح

العاشرة لو كانت دار لحاضر وغائب وحصة الغائب في يد آخر فباع الحصة وادعى ان ذلك باذن الغائب قال (ره) تثبت الشفعة و الاشبه لا لان الشفعة تابعة لثبوت البيع فلو قضي وحضر الغائب

ولو علم المشتري دون الشفيع كان للشفيع ... الثامن عشر اذا باع الشقص بعوض معين له مثل كالعبد فان قلنا لا شفعة ... فاذا ثبتت وادى الشفعة بالقيمة فاخذه الشفيع وظهر في الثمن

مشتری دونون کو واپس کرنیکا اختیار نہوگا اسلیے کہ شفیع اوسکو جانتا تھا اور مشتری کے
قبضہ سے مال مبیع خارج ہوچکا اور اگر مشتری کو مال مبیع کا معیوب ہونا معلوم ہوا اور شفیع کو
اوسپر اطلاع نہو تو شفیع کو مال مبیع کے واپس کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ جاہل تھا
اور مشتری کو بائع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اس لیے کہ وہ عالم تھا **نوان مسئلہ**
جبکہ کوئی شریک اپنے حصہ مشاع (مشترک غیر منقسم) کو ایسے مال معین کے عوض مین فروخت
کرے جو مثل نہ رکھتا ہو جیسے غلام پس اگر قائل ہون کہ ثبوت شفعہ مین مال مبیع کی قیمت کا مثلی
ہونا شرط ہے اور غیر مثلی مین حق شفعہ ثابت نہین ہوتا تو کوئی بحث نہین ہے اور اگر قائل ہون
کہ غیر مثلی مین بھی شفعہ ثابت ہوتا ہے تو شفیع پر اوسکی قیمت کا حوالہ مشتری کرنا واجب ہوتا ہے
پس اگر شفیع صورت مذکورہ مین مال مبیع کو قیمت غلام کے عوض اخذ کرے بعد ازان غلام مذکور
(جو ثمن مبیع ہے) مین کوئی عیب ظاہر ہو تو بائع کو اوس غلام کا مشتری پر رد کرنا اور مال مبیع کی
قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا بشرطیکہ غلام مذکور مین بائع کے پاس کوئی ایسا امر حادث نہوا ہو
جو رد کرنے کا مانع ہوا اور بائع کو شفیع سے مال مبیع کے واپس لینے کا استحقاق حاصل نہوگا
اسلیے کہ مبیع کے رد کے سبب جو فسخ حاصل ہوتا ہے وہ حق شفعہ کو باطل نہین کرسکتا پس اگر مال مبیع
کسی ملک جدید کیوجہ سے مشتری کیطرف عود کرے مثلاً شفیع اوسکو مشتری کے لیے ہبہ کر دے
یا بواسطہ ارث اوسکی طرف منتقل ہو تو مشتری کو بائع پر اوسکے رد کر دینے کا استحقاق حاصل
نہوگا اور اسیطرح اگر مال مبیع کو بائع طلب کرے تو مشتری پر اوسکی اجابت لازم نہوگی
اسلیے کہ شارع علیہ السلام نے اوسکی قیمت کو قبل ازین اوسکا بدل قرار دیا تھا لہذا اوسی کا
استصحاب کیا جائیگا اور ان دونون مین سے کسیکو اوسکے باطل کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر
اس حال مین مال مبیع کی قیمت کا غلام کی قیمت سے کم ہونا ظاہر ہو تو آیا شفیع کو مشتری سے

عيب كان للبائع رده والمطالبة بقيمة الشقص اذا لم يحدث عنده ما يمنع الرد ... ولو عاد الشقص الى المشتري بملك مستأنف كالهبة او الميراث لم يملك ...

بل البائع ولو طلبه البائع من المشتري ... رجع به ... الشفيع والبائع ... ما اخذه الشفيع ... بقيمة العبد ... الشفيع

شفیع جبتک حق شفعہ ساقط کردینے کی تصریح نکریگا اوسوقت تک وہ باطل نہوگا اگرچہ مدت دراز گذر جائے لیکن قول اول اظہر (موافق فتوی) ہے اسلیے کہ ثبوت شفعہ خلاف اصل ہے اور اوسکا علی الفور ثابت ہونا قدر متیقن ہے لہذا اوسی پر اقتصار کرنا لازم ہوگا علاوہ برین اخذ شفعہ مین فوریت کا شرط ہونا اخبار معتبرہ سے مستفاد ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص حق شفعہ کو قبل بیع ساقط کردے تو وقت بیع باطل نہوگا اسلیے کہ ثبوت شفعہ کا وقت یہی ہے اور ادلہ شفعہ کے اطلاق مین محل فرض بھی داخل ہے اور اوسکا قبل بیع ساقط کردینا اوس حق کے ابطال کو مستلزم ہے جو ہنوز ثابت نہین ہوا اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ شفیع کا حق شفعہ کو قبل بیع ساقط کردینا رضا بالبیع (عقد بیع کے ساتھ راضی ہونا) پر دلالت کرتا ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص عقد بیع مین شاہد ہو یا مشتری خواہ بائع کو مبارکباد دے یا مشتری کو خرید کرنے کی یا بائع کو فروخت کرنے کی اجازت دے تب بھی اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ امور مذکورہ کا شفیع سے صادر ہونا اسقاط قبل البیع (عقد کے قبل باطل کرنا) سے ابلغ نہین ہے پس جبکہ اصل حق کا ساقط کرنے سے (جس مین ابطال حق کی تصریح ہے) اوسکا استحقاق ساقط نہوا تو امور مذکورہ سے بدرجہ اولی ساقط نہوگا کیونکہ ان امور مین اسقاط حق کی تصریح نہین ہے لیکن اس صورت مین بھی صورت سابقہ کیطرح تردد و اشکال ہے کیونکہ امور مذکورہ بھی رضا بالبیع پر دلالت کرتے ہین اور اگر شفیع کو کسی ایسے طریقہ سے عقد بیع کے واقع ہونے کی خبر پہونچے جس سے نظر شارع علیہ السلام مین اوسکا ثبوت ممکن ہو (جیسے تواتر یا شہادت عدلین) اور باوجود اسکے حق شفعہ کا مطالبہ نکرے اور کہے کہ مجھکو وقوع بیع کا یقین نہین ہے تو اوسکا حق شفعہ باطل ہوجائے گا اور اوسکا عذر مقبول نہوگا اور اگر کوئی فاسق یا طفل نابالغ اوسکو وقوع بیع کی خبر دے اور وہ باوجود اسکے مطالبہ نکرے تو اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اور اوسکا عذر مقبول ہوگا

فان صدقه فلا بحث وان انكر فالقول قوله مع يمينه ويرجع المشتري بالاجرة من حين قبضه الى حين رده ويرجع بالاجرة على البائع ان شاء لانه سبب الاتلاف وعلى الشفيع لانه مباشر الاتلاف فان رجع على مدعي الوكالة لم يرجع الوكيل على الشفيع وان رجع على الشفيع رجع الشفيع على الوكيل لانه غره وفيه قول آخر وهذا اشبه ولو اشترى شقصا بمائة ودفع الى البائع عرضا يساوي عشرة لزم الشفيع تسليم مائة او يدع لانه يأخذ بما تضمنه العقد

كی تصدیق کرے تو کوئی بحث نہین ہے اور اگر اوسکی تکذیب کرے تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اوسکو مال مبیع کا شفیع سے واپس لینا صحیح ہوگا اور اوسکو وقت قبضہ سے وقت رد تک اپنے حصہ کی اجرت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا پس اوسکو اختیار ہے خواہ بائع سے اجرت کا مطالبہ کرے اسلیے کہ وہ سبب اتلاف (ضائع کرنا) ہے یا شفیع سے مطالبہ کرے اسلیے کہ وہ مباشر اتلاف ہو پس اگر اوسنے اپنے حصہ کی اجرت کا مدعی وکالت سے مطالبہ کیا تو وکیل کو شفیع پر رجوع کرنیکا استحقاق ہوگا اور اگر اوسنے شفیع سے مطالبہ کیا تو شفیع کو وکیل پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے شفیع کو فریب (دھوکا) دیا ہے اور اسمقام پر شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مدعی وکالت سے مالک مال اپنے حصہ کی اجرت کا مطالبہ کرے تو مدعی وکالت کو شفیع کیطرف رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ تلف مال کا اوسی کے قبضہ مین استقرار ہوا ہے اور سبب اتلاف سے مباشر اتلاف اقوی ہوتا ہے اور یہ قول ضعیف ہے اس لیے کہ اس مقام پر مباشر اتلاف سے سبب اتلاف اقوی ہے کیونکہ مباشر کی قوت کو سبب اتلاف کی قوت فریب نے ضعیف کر دیا ہے اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور اگر کوئی شخص کسی مال مشترک کو سو درہمون کے ساتھ خرید کرے اور اونکے عوض مین ایسی متاع بائع کے حوالہ کرے جسکی قیمت دس درہم ہون تو شفیع پر سو درہمون کا تسلیم کرنا یا حق شفعہ کا ترک کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ شفیع کو اوس ثمن کے ساتھ مال مبیع کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوتا ہے جسکو کہ عقد بیع متضمن ہو اگرچہ وقوع عقد کے بعد بائع بعوض قیمت ایسے مال پر راضی ہو جائے جو اوس سے کم ہو اور اسمقام پر منجملہ لواحق اون امور کا ذکر کیا جاتا ہے جنسے کہ حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے اور ترک مطالبہ سے حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے بشرطیکہ شفیع کو ثبوت شفعہ پر اطلاع حاصل ہو اور کوئی عذر نہ رکھتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ

ومن اللواحق

البحث فيما تبطل به الشفعة تبطل الشفعة بترك المطالبة مع العلم وعدم العذر وقيل

حوالہ کرے جسکی قیمت اوس سے کم ہو پس اگر مال مبیع کو اس صورت مین شفیع بواسطہ شفعہ
اخذ کریگا تو اوس قیمت کا حوالہ مشتری کو کرنا اوسپر لازم ہوگا جسکو عقد بیع مین ثمن ہوا ہی اور فقط
عوض یا متاع مذکور کی قیمت کا ادا کردینا کافی ہوگا اسلیے کہ یہ دوسرا معاوضہ ہی جو مابین بائع
و مشتری واقع ہوا ہی دوسری صورت مال مبیع کو بائع ثمن مثل سے زائد کے ساتھ فروخت
کرے بعد ازان بعض ثمن پر قبضہ کرے اور بعض باقی سے مشتری کا ابراء (کسی حق کا ساقط کردینا)
کردے پس اگر مال مبیع کو شفیع اخذ کریگا تو اوسپر مجموع ثمن کا حوالہ مشتری کو کرنا لازم ہوگا تیسری صورت
مال مبیع کو عقد بیع کے علاوہ کسی دوسرے عقد کے ذریعہ سے مشتری کیطرف منتقل کرے
جیسے ہبہ یا صلح پس اس صورت مین شفیع کو مال مبیع کا بواسطہ شفعہ اخذ کرنیکا استحقاق نہوگا
اسلیے کہ حق شفعہ فقط عقد بیع سے ثابت ہوتا ہی جسکا فقدان مفروض ہی اور اگر شفیع کسی شخص پر
مال مشترک کے خرید کرنیکا دعوی کرے اور شخص مذکور اوسکی تصدیق کرے بعد ازان بیان کرے
کہ مین نے ثمن معین کو فراموش کیا تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا پس اگر شفیع اوسکا ثمن کے
فراموش کرنے پر احلاف (قسم دینا) کرے تو حلف مشتری کے بعد شفیع کا حق شفعہ باطل ہوجائیگا
لکن اگر مشتری بیان کرے کہ مجھکو مقدار ثمن معلوم نہین ہی تو اوسکا جواب صحیح نہوگا اور اوسکو دوسرے
جواب کی تکلیف دیجائیگی اسلیے کہ اس جواب مین دو احتمال ہین اول یہ کہ وہ مقدار ثمن کو ابتدا سے
نجانتا ہو دوم یہ کہ اوسکو ابتداءً جانتا تھا بعد ازان بھول گیا ہو لہذا ایسے جواب مجمل پر اکتفا
نکی جائیگی کیونکہ احتمال اول کی بنا پر عقد بیع کا باطل ہونا لازم آتا ہی جو مسموع نہین ہوسکتا
پس اوسکو ایسے جواب کی تکلیف دیجائیگی جو بیان مقصود مین صریح اور احتمال خلاف سے
عاری ہو اور اگر شفیع اپنے عالم بقدر الثمن ہونے کا مدعی ہو تو شیخ الطائفہ رحمہ نے فرمایا ہی کہ
اس صورت مین شفیع پر قسم کی رد کیجائیگی اور اوسکی قسم کے بعد مشتری کو اوس مقدار ثمن کا

وقال المصنف ... الثمن ... قوله مع یمینه ... فاذا احلفه بطلت الشفعة ... لم یکن جوابا صحیحا وکلف جوابا غیره وقال الشیخ برد الیمین علی الشفیع

اور اسیطرح اگر کوئی عادل اوسکو وقوع بیع کی خبر دے اور وہ مطالبہ نکرے تب بھی اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اور اوسکا عذر قبول کیا جائیگا اسلیے کہ خبر واحد حجت نہین ہے اور اگر شفیع و مشتری دونون کو کسیوجہ سے (جیسے دونون کا بھول جانا یا بیع کا بوکالت واقع ہونا اور وکیل کا وفات پانا الی غیر ذلک) مقدار ثمن کا علم نہو تو شفیع کو اوسوقت تک شفعہ کا استحقاق نہوگا جبتک کہ مقدار ثمن یاد نہ آئے اسلیے کہ صورت مذکورہ مین شفیع کو ثمن بیع کا بروجہ معتبر معلوم ہو (جو المشتری انا اشتریتہ وغیرہ) ہو اور اگر شفیع کو مال بیع کا کسی بلد بعید مین موجود ہونا معلوم ہو اور باوجود اسکے بلد مال تک پہنچنے کی توقع مین مطالبہ شفعہ کو موخر کرے تو اوسکی شفعہ باطل ہوگی اسلیے کہ مطالبہ شفعہ مین فوریت شرط ہے اور اگر عقد بیع کسی ثمن معین پر واقع ہو (اور ذالک پر الثمن) بعد ازان اوسکا غیر ہونا ثابت ہو تو وہ عقد بیع باطل ہوگا اور اوسکے باطل ہونے کیوجہ سے حق شفعہ بھی باطل ہوگا اسلیے کہ اصل (عقد بیع) کا باطل ہونا بطلان فرع (شفعہ) کو مقتضی ہے اور اسیطرح اگر ثمن کو دیکر اوسکی غصبیت پر مشتری و شفیع دونون اتفاق کرین یا فقط شفیع اوسکی غصبیت کا اقرار کرے تو مطالبہ شفعہ سے ممنوع کیا جائیگا اور اسیطرح اگر ثمن معین تحقق قبضہ کے قبل تلف ہو جائے تب بھی شفعہ باطل ہوگی اسلیے اس صورت مین بطلان بیع متحقق ہے جسکو بطلان شفعہ بھی لازم ہے اور اسمین تردد و اشکال ہے اسلیے کہ محض عقد بیع کا صحیح واقع ہونا حق شفعہ کے ثبوت کو کافی ہے اور اوسپر فسخ کا طاری ہو جانا ثبوت شفعہ مین قادح نہین ہے اور اس مقام پر منجملہ اون حیل مشروعہ کے جنسے کہ حق شفعہ کا ساقط کرنا صحیح ہے تین صورتون کا ذکر کیا جاتا ہے

پہلی صورت مال بیع کو بائع اوسکی قیمت سے زائد کے ساتھ فروخت کرے جسپر کہ تراضی طرفین (بائع و مشتری کا) ہوئی ہو بعد ازان قیمت مقررہ کے عوض مین مشتری کسی عوض قلیل یا ایسی متاع کو بائع سے

فصل حیل اسقاط

تو حکم شرعی کے مشتبہ ہونے کی کوئی وجہ نہین ہی لہذا بائع کا بینہ مسموع ہوگا اسلیے کہ وہ منکر ہی
اور منکر پر فقط قسم متوجہ ہوتی ہی اور اوسکا بینہ مقبول نہین ہوتا اور مشتری کا بینہ
بے اشکال مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ مدعی اور خارج ہی اور جبکہ باہم بائع و مشتری کسی ثمن کا
حکم کردیا جائے تو شفیع کو اوسی ثمن کے ساتھ دار مبیع کے اخذ کرنے اور چھوڑ دینے مین اختیار ہوگا
دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص مدعی ہو کہ مین نے اپنے حصہ کو فلان اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا ہی
اور اجنبی مذکور اوس سے انکار کرے تو شریک بائع کے لیے ظاہر اقرار کے موافق ثبوت شفعہ
کا حکم کیا جائیگا اسلیے کہ حق شفعہ کے ثبوت مین تحقق بیع کافی ہی جسکے ثبوت مین اقرار بائع کافی ہی
اور بائع کے اقرار کا حق مشتری مین نافذ نہونا خود بائع کے حق مین بھی نافذ نہونے کو مستلزم نہین ہی
اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ حق شفعہ کا ثابت ہونا ثبوت ابتیاع (خرید کرنا) پر موقوف ہی علاوہ برین
شفیع کو مشتری سے اخذ کرنے کا استحقاق ہوتا ہی اور صورت فرض مین کوئی مشتری متحقق نہین
ہوا لہذا شفعہ بھی ثابت نہوگا اور شاید کہ قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی
تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص مدعی ہو کہ میرے شریک نے فلان مکان کے حصہ کو میرے بعد خرید کیا ہی
اور شریک انکار کرے تو اوسکا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اس لیے کہ وہ منکر ہی
پس اگر شریک مذکور حلف کرے کہ مجھپر کسی شخص کو استحقاق شفعہ حاصل نہین ہی تو جائز ہوگا اور
اوسکو مدعی کے بعد خرید کرنے پر قسم کھانے کی تکلیف نہ دیجائیگی اور اگر وہ دونون شریکون مین
ہر ایک شخص مدعی ہو کہ مین احق ہون لہذا میرے ہی لیے اوسمین شفعہ کا استحقاق ہی تو اون دونون
مین سے ہر ایک شخص مدعی قرار دیا جائیگا اور جبکہ اون دونون مین سے کسی کے پاس بینہ موجود نہو
تو ہر ایک کو دوسرے کے دعوے کی نفی پر قسم دیجائیگی اور بعد قسم اوس مکان مین وہ دونون
شریک کردیے جائینگے اسلیے کہ انحصار حق اون دونون مین مفروض ہی اور اونمین سے

فيكون البينة بينة المشتري واذا ادعى بانه شفيع ... الشفيع ... واذا ادعى ... سوى اجنبي فانكر الاجنبي قضى بالشفعة للشريك بظاهر الاقرار ... فالقول قول المنكر مع يمينه فان حلف انه لا يستحق عليه شفعة جاز ولا يكلف اليمين انه لم يشتر بعده ... حلف كل منهما ... لعدم البينة ... بحلف كل منهما الصاحبه وثبتت الدار بينهما

المقصد الخامس في التنازع وفيه مسائل الاول اذا اختلفا في الثمن فالقول قول المشتري مع يمينه

الزام دیا جائیگا جسپر کہ شفیع نے قسم کہائی ہے پانچوان مقصد اون احکام کے بیان مین جو نزاع شفیع و مشتری وغیرہ سے متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ مقدار ثمن مین شفیع و مشتری اختلاف کرین اور اون دونون مین سے کسیکے پاس بینہ نہو تو مشتری کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ مشتری کے قبضہ سے قیمت کا انتزاع کیا جاتا ہے لہذا قدر متیقن پر اکتفا کیجائیگی اور شفیع کا قول خلاف اصل ہے اسلیے کہ وہ زیادتی ثمن کا مدعی ہے اور اصل عدم زیادتی ہے اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص بینہ قائم کریگا تو اوسکے موافق حکم کیا جائیگا اور بائع کی شہادت کا اون دونون مین سے کسی کے لیے بہی اعتبار نکیا جائیگا اسلیے کہ بائع کا اپنی شہادت مین جالب نفع ہونا محتمل ہے اور اگر اون دونون (مشتری و شفیع) مین سے ہر ایک شخص بینہ قائم کرے تو بینہ مشتری کے موافق حکم کیا جائیگا اسلیے مشتری ہی الزام زیادت ثمن کا مدعی ہے جسکا ثبوت اوسکے بینہ سے مفروض ہے اور شفیع اوسکا منکر ہے اور منکر کے بینہ کا [illegible] اعتبار نہین ہے بلکہ اوسپر فقط قسم متوجہ ہوتی ہے جبکہ مدعی کے پاس بینہ نہو لیکن اس [illegible] مین بینہ شفیع کے موافق حکم کرنا بہی محتمل ہے اسلیے کہ وہ خارج ہے جو بینہ خارج مقدم ہوا اور اگر بمقدار ثمن مین مابین بائع و مشتری اختلاف واقع ہو پس اگر اون دونون مین سے ایک کے لیے بینہ موجود ہو تو اوسکے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر دونون کے پاس بینہ موجود ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اون دونون مین قرعہ کے ساتھ حکم کیا جائیگا اسلیے کہ قرعہ ہر امر مشتبہ کے لیے مقرر ہوا ہے اور اس قول مین اشکال ہے اسلیے کہ قرعہ فقط اوسی مقام سے مخصوص ہے جہان پر حکم شرعی مشتبہ ہو اور اس مقام پر حکم شرعی مشتبہ نہین ہے اسلیے کہ جب بقاعدہ شرع کی صورت مین (جیسا کہ محل بحث مین مفروض ہے) قول بائع کے مع قسم مقبول ہونے اور اوسکے منکر قرار پانے پر فتوی کا استقرار ہو چکا اور اسکو خود شیخ علیہ الرحمہ نے بہی اختیار فرمایا ہے

کسیکو ترجیح نہین ہی اور اگر اون دونون مین سے ایک شریک کے پاس فقط اوسکے خرید کرنیکا بینہ موجود ہو اور اوسکے مقدم ہونے سے کچھ تعرض نکرے تو اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا کیونکہ اوس مین کوئی فائدہ نہین ہو اسلیے کہ مطلق شرا محل نزاع نہین ہی ہان اگر اون دونون مین سے ایک شخص کا بینہ اوسکے خرید کرنے مین مقدم ہونے کی شہادت دے تو اوسکے موافق حکم کیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا کوئی معارض نہین ہی اور اگر اون دونون کے لیے بینہ موجود ہو اور ہر ایک کا بینہ اوسکے مطلق شرا (خرید کرنا) کی شہادت دے اور اوسکے مقدم یا موخر ہونے سے متعرض نہو یا ایک ہی تاریخ مین خرید کرنے کو بیان کرے تو کسیکو ترجیح نہ دیجائیگی اور اگر ہر ایک کا بینہ خرید کر نیمین اوسکے مقدم ہونے کی شہادت دے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ قرعہ کا استعمال کیا جائیگا اسلیے کہ وہ ہر امر مشتبہ کے لیے مشروع ہوا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ تعارض کیوجہ سے دونون بینے ساقط کردیے جائینگے اور مکان مذکور اون دونون مین شرکت پر باقی رہیگا چوتھا مسئلہ جبکہ احد الشریکین (دو شریکون مین سے ایک) شریک متاخر پر حصۂ مکان کی اشترا (خرید کرنا) اور شریک متاخر اوسکے بواسطہ ارث پہونچنے کا دعوی کرے اور اون دونون مین سے ہر ایک شریک اپنے دعوے پر بینہ قائم کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اسلیے اون دونون کے دعوی مین تعارض متحقق ہی اور اگر شریک متاخر حصۂ مکان کے بذریعہ ودیعت موجود ہونیکا اور شفیع بذریعہ اشترا منتقل ہونیکا دعوی کرے اور اونمین سے ہر ایک شخص اپنے دعوے پر بینہ قائم کرے تو شفیع (مدعی شفعہ) کے بینہ کو ترجیح دیجائیگی اسلیے کہ مال کا بذریعہ ودیعت موجود ہونا منافی اشترا (خرید کرنا) نہین ہی کیونکہ مودع (مالک ودیعت) کا حصۂ مذکور کو ودیعت رکھنے کے بعد فروخت کردینا ممکن ہی اور اگر شفیع (مدعی شفعہ) کا بینہ شریک متاخر کے فقط

کتاب الشفعہ

ہو نہیں ہوا اور نہ ظاہر میں واقع ہوا اور ایسی صورت میں ... شفعہ [illegible]

[illegible]

كتاب اللقطة الملقوط اما انسان او حيوان او غيرهما فالقسم الاول يسمى لقيطا وملقوطا ومنبوذا والنظر فيه يستدعي مقاصد ثلاثة الاول في الملقوط وهو كل صبي ضايع لا كافل له ولا ريب في تعلق الحكم بالتقاط الطفل غير المميز وسقوطه في طرف البالغ العاقل وفي الطفل المميز تردد والاشبه جواز التقاطه لصغره وعجزه عن دفع ضرورة ولو كان له اب او جد او ام اجبر الموجود منهم على اخذه ولو سبق اليه ملتقط ثم نبذه فاخذه غيره الزم الاول اخذه ولو التقط مملوكا ذكرا او انثى لزمه حفظه وايصاله الى صاحبه

کتاب اللقطہ لقطہ کا عرف فقہاء مین اوس مال افتادہ اور طفل ضائع پر اطلاق کیا جاتا ہی جو کسی جگہ سے اوٹھا لیا جائے اور ملقوط (وہ مال افتادہ و طفل ضائع جو کسی مقام سے اوٹھا لیا جائے) کی باعتبار احکام تین قسمین ہین اول انسان دوم حیوان سوم وہ مال جو پہلی دونون قسمون کے علاوہ ہو جیسے طلا و نقرہ وغیرہ پس **قسم اول** (انسان) لقیط اور ملقوط اور منبوذ کہتے ہین اور یہ قسم تین مقصدون کے بیان کو مستدعی ہی پہلا مقصد لقیط کے بیان مین لقیط سے وہ انسان ضائع مراد ہی جسکا کوئی کفیل نہو اور طفل غیر ممیز (جو تمیز نرکھتا ہو جیسے دو سالہ یا سہ سالہ) کے التقاط (اوٹھا لینا) سے حکم لقطہ کے متعلق ہونیمین کوئی شک نہین ہی جسطرح کہ بالغ عاقل کے التقاط سے حکم لقطہ کے ساقط ہونے مین کوئی کلام نہین ہی اسلیے کہ وہ اپنے نفس کو ضرر سے محفوظ رکھسکتا ہی اور آیا طفل ممیز (جو تمیز رکھتا ہو جیسے دہ سالہ و یازدہ سالہ) کے التقاط سے بھی احکام لقطہ متعلق ہونگے یا نہین اسمین تردد ہی لکن اوسکے التقاط کا جائز ہونا اشبہ ہی اسلیے کہ وہ صغیر السن ہی اور اپنے ضرر کے دفع کرنے سے عاجز ہی اور اگر کسی طفل ضائع کا باپ یا دادا یا اوسکی مان موجود ہو تو اوسکے اخذ کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی لقیط (انسان ضائع) کے اخذ کرنے مین سبقت کرے بعد ازان اوسکو چھوڑ دے اور کوئی دوسرا شخص اخذ کرلے تو شخص اول پر اوسکا اخذ کرنا لازم کیا جائیگا اسلیے کہ احکام التقاط اوس سے متعلق ہو چکے تھے لہذا اونکا استصحاب کیا جائیگا اور اوسکے چھوڑ دینے سے وہ احکام برطرف ہونگے کیونکہ اسپر کوئی دلیل نہین ہی اور اگر کوئی شخص کسی مملوک کا التقاط کرے تو اوسپر مملوک مذکور کی حفاظت لازم اور اوسکے مالک کے پاس پہونچا دینا واجب ہوگا اور ملتقط (اخذ کرنیوالا)

[illegible] تاریخ [illegible] شریک کا [illegible] تاریخ سے
پہلے کی [illegible] مالک ودیعت کا حصہ مذکور کو شریک کے پاس ودیعت رکھنا بیان کرے
[illegible] کہ شفیع [illegible] برا سطہ انتقال شریک کیطرف منتقل ہونیکا دعوی کرتا ہو تو
شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ بینہ شریک کو (حصہ مذکورہ) بوجہ ودیعت منتقل ہونیکا مدعی ہے ترجیح دیجائیگی
اسلیئے کہ وہ حصہ مذکورہ کے [illegible] مالک ہونیکا مدعی ہے اسلیئے کہ مال ودیعت کا [illegible]
[illegible] بینہ شفیع [illegible] صورت بیع کا [illegible] ہونا معلوم ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] ودیعت [illegible] شریک کی [illegible]
[illegible] ودیعت [illegible] ثابت ہو [illegible] کو [illegible]
حق شفعہ باطل ہوگا اور اگر [illegible] کی تکذیب کی تو شفیع کے بینہ [illegible] حکم کیا جائیگا اور اگر
بینہ شفیع یہ ہو کہ بائع نے حصہ مذکورہ کو اوس وقت فروخت کیا تھا جس وقت کہ وہ اوسکا مالک تھا
اور بینہ شریک فقط اوسکے پاس ودیعت رکھنے کی شہادت دے اور حصہ مذکورہ کے مملوک
ہونے سے تعرض نکرے تو بینہ شفیع کے موافق حکم کیا جائیگا اور موقع مراسلت نکیجائیگی اسلیئے کہ
اس صورت میں مراسلت کرنیکے کوئی معنی نہیں ہیں کیونکہ دونوں بینوں میں تعارض نہیں ہے اور عقد بیع کا
ودیعت رکھنے کے بعد واقع ہونا ممکن ہے پانچواں مسئلہ جبکہ ثمن بیع کے مغصوب ہونے اور عقد بیع
فاسد ہونے پر بائع ومشتری اتفاق کریں اور شفیع انکار کرے تو اوسی کا قول مقبول ہوگا و بائع
ومشتری سے غصبیت ثمن اور فساد بیع کا دعوی بدون بینہ مسموع نہوگا اور اقرار کا ضرر فقط
مقر سے متعلق ہوتا ہے اور جو غیر پر نافذ نہیں ہوتا اور ان دونوں کو شفیع سے قسم لینے کا استحقاق بھی نہوگا
ہاں اگر ثمن کے مغصوب ہونے [illegible] علم شفیع کا بھی دعوی کیا جائے تو شفیع کو نفی علم پر قسم کھانیکی تکلیف دیجائیگی

ان الثمن غصب و انکر الشفیع فالقول [illegible] علیہ السلام

استیمان وفیہ امانۃ لما سبق ... انہ اشبہ ... ولو التقطہ ... استقرار لہ فی موضع التقاطہ ووجد ... بیع ... نسب ... بنتزع من ... یدہ لا ... یبن من نسبہ ضیاع نسبہ فانہ انما ... یطلب فی موضع التقاطہ والوجہ الجواز ولا ولاء للملتقط بل ھو ... سلطانا ینفق علیہ استعان بہ ... استعان المسلمین وبذل النفقۃ علیھم ... علی الکفایۃ ...

استیمان ہی اور فاسق مین صفت امانت مفقود ہی لکن انتزاع کرنا اشبہ ہی اسلیے (امین سمجھا)

کہ مسلم مطلقا محل امانت ہی اور حضانت کا استیمان حقیقی ہونا مسلم نہین ہی اور اشتراط عدالت

خلاف اصل ہی علاوہ برین اگر ملتقط کا عادل ہونا شرط ہوتا تو کافر کو محکوم بکفر کا

التقاط کرنا بھی جائز نہوتا حالانکہ وہ بلاخلاف جائز ہی اور اگر کسی لقیط کو وہ شخص

بدوی (صحرا نشین) اخذ کرے جسکو مقام التقاط (اخذ کرنا) پر استقرار نہو یا وہ شخص

حضری (شہری) اخذ کرے جو مع لقیط سفر کرنیکا ارادہ رکھتا ہو تو بعض علما

نے فرمایا ہی کہ لقیط کا اوس کے ہاتھ سے انتزاع کر لینا واجب ہوگا اسلیے کہ اوسکے

پاس باقی رکھنے مین نسب لقیط کے ضائع ہونیکا خوف ہی کیونکہ لقیط کا غالبا موضع

التقاط ہی پر تفحص کیا جاتا ہی لکن ان دونون (بدوی و مرید سفر) کے التقاط کا جواز

ہوا ہی اسلیے وجہ نہین ہی کیونکہ محل نزاع کو عموم اقوال شامل ہی اور انتزاع کا واجب ہونا

مخالف اصل ہی اور ہمارے یہان التقاط کیلیے ولاء نہین ہی لہذا ملتقط کو فقدان

وارث کے صورت مین ولاء عتق و ضمان جریرہ کیطرح اوسکی میراث کا استحقاق

نہوگا (یہان ولاء التقاط کا قول بعض عامہ سے منقول ہی) بلکہ لقیط خود مختار ہی جسکو

چاہے اپنا ضامن جریرہ مقرر کرے پس ضامن جریرہ کو عدم وارث کی صورت

مین اوسکی میراث کا استحقاق ہوگا اور جبکہ ملتقط کے پاس کوئی ایسا حاکم شرع

موجود ہو جو بیت المال سے لقیط پر انفاق کر سکتا ہو تو اوسپر حاکم مذکور سے استعانت

کرنا لازم ہوگا اور اگر حاکم شرع نہو تو مسلمین سے استعانت کرنا واجب ہوگا

اور نفقہ کا بذل کرنا مسلمین پر لقیط کے لیئے کفایۃ واجب ہوگا

اسلیے کہ نفس محترمہ سے حالت قدرت مین ضرر کا دور کرنا لازم ہی اور ملتقط اپنے

ولو ابق منه او ضاع من غير تفريط له لم يضمن ولو كان بتفريط ضمن ولو اختلفا في التفريط ولا بينة فالقول قول الملتقط مع يمينه ولو انفق عليه رجع في النفقة اذا تعذر استيفاؤها

کو اوسکا تحریک (ملک مین لانا) صحیح نہوگا خواہ وہ مملوک لڑکا ہو یا لڑکی اور اگر مملوک مذکور اوسکے پاس سے بدون تفریط بھاگ جائے یا بدون تفریط تلف ہو جائے تو ملتقط اوسکا ضامن نہوگا اس لیے کہ وہ حکم امین رکھتا ہے اور اگر اوسکی تفریط سے بھاگ جائے یا تلف ہو جائے تو ضامن ہوگا اور اگر تحقق تفریط مین مملوک مذکور کا مالک اور ملتقط اختلاف کرین اور اونمین سے کسی کے پاس بینہ نہو تو قول ملتقط اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر مملوک مذکور پر ملتقط نے انفاق کیا ہو اور مقدار نفقہ کا مالک مملوک سے وصول کرنا متعذر (دشوار) ہو تو بعوض نفقہ اوسکا فروخت کرنا صحیح ہوگا

دوسرا مقصد ملتقط کے بیان مین اور ملتقط کا احکام لقطہ کے متعلق ہونے مین بالغ اور عاقل اور حر (آزاد) ہونا شرط ہے پس التقاط طفل و مجنون کے لیئے کوئی حکم نہوگا اور اسیطرح التقاط عبد (مملوک) پر بھی کوئی حکم مترتب نہوگا اسلیے کہ منافع عبد پر اوسکے آقا کو تسلط ہوتا ہے جسکی وجہ سے اوسکو تحفظ لقیط پر قدرت حاصل نہین ہوتی اور اگر عبد کو اوسکا آقا اجازت دے تو اوسکا التقاط کرنا صحیح ہوگا اور اوس سے حکم ملتقط متعلق ہوگا جسطرح کہ آقا کو کسی لقیط کا اخذ کرکے حوالہ عبد کرنا صحیح ہے اور جبکہ لقیط محکوم باسلام ہو تو اوسکے ملتقط کا مسلم ہونا بھی شرط ہوگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہے کہ شرط ہوگا اسلیے کہ کافر کو اوس ملقوط پر تسلط نہین ہو سکتا جو ظاہرا محکوم باسلام ہو علاوہ برین کافر کے ملقوط مسلم (جو بظاہر محکوم باسلام ہو) کو برگشتہ از دین کر دینے سے امن حاصل نہین ہے اور اگر ملتقط فاسق ہو تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ حاکم شرع کو لقیط کا اوس سے انتزاع کرکے کسی عادل کے سپرد کرنا واجب ہوگا اس لیے کہ لقیط کے حضانت (تربیت) اہلیت

الثاني في الملتقط ويراعى فيه البلوغ والعقل والحرية فلا حكم لالتقاط الصبي ولا المجنون ولا العبد لانه مشغول باستيفاء منافعه بالمولى ... ولو اذن له المولى صح ... ويراعى فيه الاسلام ... ولو كان الملتقط فاسقا ... ويدفعه الى عدل لان حضانته ...

ولو كان على الدابة او جمل او وجد في خيمة او فسطاط قضي له بذلك وبما فيه رخيمة والفسطاط وجد في دار لا مالك لها فيها يوجد بين يديه او الى جانبه تردد اشبهه انه لا يقضي له وكذا لو كان البحث علی دكة وعليها متاع وجلس القضاء له اشنا او خصوصا اذا كان هناك يد متصرف فيه

الثالثة لا يجب الاشهاد عند اخذ اللقيط لانه امانة فهو كالاستيداع

الرابعة اذا كان للمنبوذ مال افتقر الملتقط في الانفاق عليه الى اذن الحاكم لانه لا ولاية له في ماله فان انفق بدون اذنه ضمن ولو تعذر انفق ولا ضمان عليه لتحقق الضرورة

الخامسة الملقوط في دار الاسلام

اور اسیطرح اگر لقیط کسی چوپایہ یا اونٹ پر سوار ہو یا کسی خیمہ یا خرگاہ مین موجود ہو تو اوسپر بھی اوسیکی ملکیت کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح جو اشیاء کہ خیمہ وغیرہ مین موجود ہون وہ بھی اوسیکی مملوک قرار دیجائینگی اور ہمیطرح اگر وہ کسی ایسے مکان مین موجود ہو جسکا کوئی مالک معلوم نہو تو وہ مکان بھی اوسی کا مملوک قرار دیا جائیگا اور اگر کوئی شی لقیط کے سامنے یا اوسکے پہلو مین رکھی ہوئی ہو تو آیا اوسپر بھی ملکیت لقیط ہی کا حکم کیا جائیگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن اوسپر ملکیت لقیط کا حکم نکرنا اشبہ ہی اسلیے کہ کسی شی کے سامنے یا پہلو مین ہونے سے قبضہ کا حکم کرنا مشکل ہی اور اصل عدم ملکیت ہی اور یہی بحث اوس صورت مین بھی جاری ہوگی جبکہ لقیط کسی دکہ (چبوترہ) پر بیٹھا ہو اور اوسپر کوئی متاع رکھی ہو بلکہ اس صورت مین ملکیت لقیط کا حکم نکرنا اوضح دکھا ہوتا ہے خصوصاً جبکہ متاع مذکور پر کسی شخص کا تصرف ہوتا ہو تیسرا مسئلہ اخذ لقیط کے وقت کسی کا شاہد کرنا واجب نہین ہی اسلیے کہ وہ امانت ہی پس مثل استیداع (امانت رکھنا) ہی جسمین شاہد کرنا واجب نہین ہی چوتھا مسئلہ جبکہ منبوذ (لقیط) کے پاس کوئی مال ہو تو ملتقط کو لقیط پر مال مذکور کے انفاق کرنے مین حاکم شرع کی اجازت کا حاصل کرنا ضرور ہوگا اسلیے کہ ملتقط کو اوسکے مال پر کوئی ولایت حاصل نہین ہی پس اگر بدون اجازت حاکم اوس مال مین سے انفاق کرنیکی طرف سبادرت (مسارعت) کریگا تو ضامن ہوگا اسلیے کہ یہ انفاق وہ تصرف ہی جو مال غیر مین بدون ضرورت واقع ہوا ہی اور اگر حاکم شرع کی اجازت کا حاصل کرنا متعذر (دشوار) ہو تو اوسمین سے لقیط پر انفاق کرنا جائز ہوگا اور ملتقط سے اوسکی ضمانت بھی متعلق نہوگی اسلیے کہ اس صورت مین ضرورت متحقق ہی پانچوان مسئلہ جو لقیط کہ دار الاسلام (وہ بلد جسمین احکام

اگرچہ لقیط کی حفاظت واجب ہی لکن اوسپر انفاق کرنا اوسیوقت واجب ہوگا جبکہ کوئی دوسرا شخص بہم نہ پہونچے اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ ضرورت کا دور کرنا تبرع (احسان کرنا) پر موقوف نہین ہی بلکہ بطور قرض یا بقصد رجوع انفاق کرنا دفع ضرورت کے لیے کافی ہی اور اگر دونون امر (انفاق حاکم و انفاق مسلمین) متعذر ہون تو ملتقط پر انفاق کرنا لازم ہوگا پس اگر بقصد رجوع انفاق کرے تو اوسکو لقیط سے اوسکی موسر ہونے کے بعد بقدار نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر بقصد تبرع انفاق کرے تو مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو کسی دوسرے شخص سے استعانت کرنا ممکن ہو اور باوجود اسکے انفاق کرے تب بھی مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اگرچہ بقصد رجوع انفاق کیا ہو تیسرا مقصد احکام لقیط کے بیان مین اور وہ کئی مسئلہ ہین پہلا مسئلہ شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ لقیط کا اخذ کرنا واجب کفائی ہی اسلیے کہ اوسکا اخذ کرنا از قبیل اعانت علی البر (امر خیر پر مدد کرنا) ہی کیونکہ وہ مضطر ہی جسکی ضرورت کا دفع کرنا لازم ہی لکن اوسکا مستحب ہونا بے وجہ نہین ہی اسلیے کہ اصل عدم وجوب ہی دوسرا مسئلہ لقیط کو شخص کبیر کیطرح اہلیت ملک (مالک ہونے کی قابلیت) حاصل ہی اور اوسکا کسی نقد یا جنس وغیرہ پر قابض ہونا قبضہ بالغ کیطرح اوسکے مملوک ہونے پر دلالت کرتا ہی اسلیے کہ اوسکو اہلیت تملک حاصل ہی پس جبکہ لقیط کے پاس کوئی کپڑا موجود ہو تو اوسپر ملک لقیط کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح اگر اوسکے نیچے کوئی کپڑا از قسم فرش وغیرہ یا اوسکے اوپر از قسم لحاف وغیرہ موجود ہو تو اوسپر بھی ملک لقیط ہی کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح اگر اوسکے کپڑے مین کوئی شے (جیسے درہم و دینار وغیرہ) بندھی ہوئی ہو تو اوسپر بھی اوسی کی مملوک ہونیکا حکم کیا جائیگا

نابالغ کے مثل قرار دیا جائیگا جبکہ عضو پر کسی شخص نے جنایت کی ہو پس جسطرح
کہ طفل مذکور کے باپ یا حاکم شرع کو اوسکے لیے قصاص یا دیت کا اخذ کرنا صحیح
نہین ہوتا اور اوسکے حق کا تا زمان بلوغ موخر کرنا لازم ہوتا ہی اسیطرح لقیط
صغیر کے لیے بھی قصاص و دیت کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اور تا زمان بلوغ اوسکے
اخذ کرنے مین تاخیر کیجائیگی اور اگر قائل ہون کہ ولی طفل کو مراعات مصلحت کے
ساتھ دیت کا اخذ کرنا جبکہ اوسپر از راہ خطا جنایت ہوئی ہو یا قصاص کا اخذ کرنا
جبکہ اوسپر از راہ عمد جنایت ہوئی ہو جائز ہی تو خوب ہو اسلیے کہ اخذ حق مین
باوجود تحقق سبب کے تاخیر کرنا بے معنی ہی اور ملتقط کو اخذ دیت و قصاص کا اوسکے لیے
ہونا صحیح نہین ہی اسلیے کہ اوسکو حضانت (تربیت) کے علاوہ لقیط پر کسی قسم کی
ولایت نہین ہی **ساتوان مسئلہ** جبکہ لقیط کو اوسکے بالغ ہونے کے بعد کوئی
شخص زنا کی نسبت دے اور اوسکی رقیت کا مدعی ہو اور لقیط مذکور اپنی حریت
کا مدعی ہو پس شیخ الطائفہ رح کے اس مسئلہ مین دو قول ہین اول یہ کہ قاذف (زنا
کی نسبت دینے والا) پر حد نہوگی اسلیے کہ لقیط کے حریت کا حکم یقینی نہین ہی بلکہ ظاہری
ہی جسمین احتمال خلاف بھی موجود ہی پس اسصورت مین وہ اشتباہ متحقق ہوگا جسکی
وجہ سے حد ساقط ہوجاتی ہی دوم یہ کہ قاذف پر حد جاری کیجائیگی اسلیے کہ لقیط ظاہر الحکم
حریت ہی اور امور شرعیہ غالباً ظاہر ہی پر منوط (متعلق) ہین لہذا اوسپر حد جاری کیجائیگی جسطرح
کہ جانے لقیط پر قصاص ہوتا ہی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی **آٹھوان
مسئلہ** اگر کوئی لقیط اپنے مملوک ہونیکا اقرار کرے تو مقبول ہوگا بشرطیکہ وہ بالغ رشید ہو
اور اوسکی حریت معلوم نہو اور وہ خود بھی قبل ازین اپنی حریت کا مدعی نہوا ہو اسلیے کہ عقلا

ولا یقتص له الولی ولا یاخذ الدیة بل یؤخر حقه الی بلوغه وقیل یجوز ان یستوفی الولی الدیة مع الغبطة ان کانت خطاء والقصاص ان کانت عمداً اذ لا معنی للتاخیر مع وجود السبب ولا یتولی الملتقط ذلک اذ لا ولایة له عدا الحضانة

السابعة اذا بلغ فقذفه قاذف وقال انت رق فقال بل انا حر قال الشیخ رحمه الله ان صدقه ... اصالة ... احتمال الرق بل علی ... سقوط الحد وهو احتمال یتحقق الاشتباه الموجب لسقوط الحد والثانی یحد لانه محکوم بحریته ظاهراً والامور الشرعیة منوطة بالظاهر فیثبت الحد کثبوت القصاص والاخیر اشبه

الثامنة یقبل اقرار اللقیط علی نفسه بالرق اذا کان بالغاً رشیداً ولم تعرف حریته ولا کان مدعیاً لها

اسلام نافذ ہوتے ہون) سے اخذ کیا جائے وہ محکوم باسلام ہوگا اگرچہ اوسپر
اہل کفر نے قبضہ کیا ہو بشرطیکہ اوسمین کوئی ایسا مسلم موجود ہو جس سے لقیط مذکور
کی ولادت ممکن ہو اسلیے کہ اس صورت مین اوسکے مولود مسلم ہونیکا احتمال ہے اگرچہ
بعید ہو تاکہ حکم اسلام کو حکم کفر پر غلبہ رہے اور اگر اوسمین کوئی مسلم بصفت مذکورہ موجود
نہو تو لقیط مذکور پر حکم رقیت (مملوک ہونا) جاری کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی لقیط
دار الشرک (وہ بلد جسمین احکام اسلام نافذ نہوتے ہون) سے اخذ کیا جائے اور اوسمین
کوئی ایسا مسلم موجود نہو جس سے لقیط مذکور کی ولادت کا احتمال ہو تو اوسپر بھی حکم
رقیت جاری کیا جائیگا چھٹا مسئلہ جبکہ نسب لقیط مجہول ہو اور اوسکا کوئی شخص
ضامن جریرہ بھی نہو تو اوسکا عاقلہ (دیت کا ادا کرنیوالا) ہمارے نزدیک فقط امام
علیہ السلام قرار پائینگے تاوقتیکہ وہ صغیر السن ہو خواہ اوسنے عمداً جنایت کی ہو یا
خطاءً اور اگر بالغ ہونے کے بعد کسی پر از راہ عمد جنایت کرے تو اوس سے
قصاص لیا جائیگا اور اگر از راہ خطا جنایت کرے تو اوسکی دیت کا ادا کرنا امام
علیہ السلام سے متعلق ہوگا اور اگر اوسکی جنایت شبیہ عمد ہو تو دیت کا ادا کرنا
اوسکے مال سے متعلق ہوگا اور اگر لقیط صغیر السن (نابالغ) کو کوئی شخص
عمداً قتل کرڈالے تو جانی (جنایت کرنیوالا) سے قصاص لیا جائیگا اور اگر خطاءً
قتل کرے تو اوس سے دیت لی جائیگی اور اگر اعضاء لقیط مین سے کسی عضو پر
کوئی شخص جنایت کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اوسکے لیے قصاص
یا دیت کا اخذ کرنا صحیح نہ ہوگا اسلیے کہ لقیط کے نابالغ ہونے کی حالت مین معلوم
نہین ہوسکتا کہ بالغ ہونے کے بعد اوسکی مراد کیا ہوگی اور لقیط صغیر اوس طفل

کے لیے ترک کرے اور شرائط التقاط مین وہ دونون مساوی ہون تو قرعہ ڈالا جائیگا اسلیے کہ عدم رجحان مفروض ہو اور اون دونون کا شریک کر دینا باوقات ضرر طفل کو مستلزم ہوتا ہی لکن حق حضانت مین اون دونون کے مشترک رہنے کا بھی احتمال ہی بشرطیکہ ضرر طفل کا تحفظ ممکن ہو ہان اگر ضرر کا تحفظ ممکن نہو تو قرعہ متعین ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص اپنے حق حضانت کو دوسرے کے لیے چھوڑ دیوے تو صحیح ہوگا اور اوسکے چھوڑ دینے مین حاکم شرع کی اجازت کا حاصل کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ ملک حضانت اونھین دونون مین منحصر ہی تیسرا مسئلہ جبکہ کسی طفل کو دو شخص التقاط کرین اور ہر ایک مین شرائط التقاط اسطرح مجتمع ہون کہ اگر وہ تنہا التقاط کرتا تو طفل مذکور اوسکے پاس باقی رکھا جاتا اور اخذ طفل مین وہ دونون نزاع کرین تو قرعہ ڈالا جائیگا خواہ وہ دونون شخص توانگر (خوشحال) ہون یا اونمین سے ایک شخص توانگر اور دوسرا معسر (تنگدست) ہو اور خواہ وہ دونون حاضر ہون یا اونمین سے ایک شخص حاضر ہو اور دوسرا غائب اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص کافر اور دوسرا مسلم ہو تب بھی قرعہ ڈالا جائیگا بشرطیکہ طفل ملقوط محکوم بکفر ہو اسلیے کہ ہر ایک کو اہلیت حضانت حاصل ہی اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص طفل مذکور کے لیے کسی علامت کو بیان کرے (جیسے اوسکا خال دار ہونا) تو اوسکے موافق حکم نکیا جائیگا بلکہ فقط قرعہ سے ترجیح دینا متعین رہیگا چوتھا مسئلہ جبکہ طفل ملقوط کی نبوت (ولادت) کا دو شخص دعوے کرین اور اونمین سے ایک شخص کے پاس بینہ موجود ہو تو اوسکے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر دونون کے پاس بینہ موجود ہو تو قرعہ ڈالا جائیگا اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے کسی کے پاس بینہ موجود نہو تب بھی قرعہ ڈالا جائیگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص نے

کا اقرار اوسکے ضرر پر مقبول ہوتا ہے نواں مسئلہ اگر کوئی شخص اجنبی کسی لقیط کی بنوت (ولدیت) کا مدعی ہو تو اوسکا قول مقبول ہوگا جبکہ مدعی باپ ہو اگرچہ کوئی بینہ قائم نکرے اسلیے کہ لقیط مجہول النسب ہے پس مدعی مذکور اوسکے ساتھہ بہ نسبت باقی لوگون کے احق ہوگا خواہ وہ مدعی حر (آزاد) ہو یا عبد مسلم ہو یا کافر اوسیطرح اگر مدعی مذکور دو مرد ہون تب بھی یہی حکم ہو اور اگر قائل ہون کہ محض اقرارات اوسوقت تک نسب ثابت نہوگا جبتک کہ لقیط اپنے بالغ اور رشید ہونے کے بعد اوسکی تصدیق نکرے تو خوب ہو اور جبکہ کوئی لقیط دار الاسلام مین موجود ہو تو اوسکی رقیت (مملوک ہونا) اور کفر کا حکم نکیا جائیگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کافر اوسکی بنوت (ولدیت) پر بینہ قائم کردے تو اوسکے کفر کا و الا اسلام کا حکم جاری کیا جائیگا اسلیے کہ وہ دار الاسلام مین پایا گیا ہے اگرچہ اوسکا نسب بوجہ بینہ کافر سے ملحق ہو جائے اور قول اول اولی ہے اسلیے کہ قول بینہ کو تبعیت دار الاسلام کی بہ نسبت قوت ہے اور اسی مقام سے احکام نزاع بھی ملحق کیے جاتے ہین جسکا بیان پانچ مسئلون مین کیا جاتا ہے پہلا مسئلہ اگر مقدار انفاق مین مابین لقیط و ملتقط اختلاف واقع ہو تو مقدار متعارف کی بہ نسبت ملتقط کا قول اوسکی قسم کے ساتھہ مقبول ہوگا اور اگر مقدار متعارف سے زائد کا مدعی ہو تو زیادتی کی نفی مین قول ملقوط کا اعتبار کیا جائیگا اسلیے کہ اصل عدم زیادتی ہے اور اگر اوسکے اصل انفاق کا انکار کرے تو ملتقط کا قول اوسکی قسم کے ساتھہ مقبول ہوگا اور اگر لقیط کے پاس کچھہ مال موجود ہو اور ملتقط اوسکے انفاق کا مدعی ہو اور لقیط اسکا انکار کرے تب بھی ملتقط ہی کا قول اوسکی قسم کے ساتھہ مقبول ہوگا اسلیے کہ مال مذکور کا وہ امین ہے جسکی طرف صورت انکار مین فقط قسم متوجہ ہوتی ہے دوسرا مسئلہ اگر التقاط طفل مین دو شخص باہم نزاع کرین اور ہر ایک شخص اوسکے التقاط کا مدعی ہو اور اپنے حق حضانت کو دوسرے

وہ مصالح مسلمین کے لیے منصوب ہی پس اگر حاکم شرع کے پاس کوئی چراگاہ موجود ہوگی تو شتر مذکور کو برامانت (مشقت) اوسمین چھوڑ دیگا اور اگر چراگاہ نہو تو اوسکو فروخت کریگا اور قیمت کو مالک شتر کے لیے محفوظ رکھیگا اور دابۂ ضالہ (اسپ گم شدہ) کا بھی یہی حکم ہی اور آیا بقر و حمار کا بھی یہی حکم ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اون دونون کا مساوی شتر ہونا اظہر ہی اسلیے کہ اخذ شتر کی جو مخالفت حدیث شریف مین وارد ہوئی ہی اوسکے فحوی سے یہی مفہوم ہوتا ہی (اپنے مساوی شتر ہونا) اور اگر شتر کو کوئی شخص ایسے مقام مشقت پر چھوڑ دے جہان آب و گیاہ موجود نہو تو اوسکا اخذ کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ وہ بمنزلۂ تالف (ہلاک شدہ) ہی اور جو شخص کہ اوسکو اخذ کریگا وہ اوسکا مالک ہو جائیگا اور اوسکا ضامن بھی نہوگا کیونکہ وہ شی مباح کا حکم رکھتا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص دابہ (اسپ) اور بقر اور حمار کو ایسے مقام مشقت پر چھوڑ دیوے جہان آب و گیاہ میسر نہو تو اونکا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر شاۃ ضالہ (گوسپند) کسی بیابان مین موجود ہو تو اوسکا اخذ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ وہ بڑے درندون سے بھی اپنی حفاظت نہین کرسکتے لہذا وہ معرض تلف مین ہی اور آخذ شاۃ کو اختیار ہی چاہے تملک کا قصد کرے اور مالک شاۃ کے لیے ضامن رہے جو بلا تردد نہین ہی اسلیے کہ وہ شی مباح کا حکم رکھتی ہی اور چاہے اوسکو اپنے قبضہ مین مالک کے لیے بطور امانت باقی رکھے جس مین وہ ضامن نہین ہوتا اور چاہے اوسکو حاکم شرع کے سپرد کرے تا کہ وہ اوسکی حفاظت کرے یا اوسکو فروخت کرکے اوسکی قیمت کو مالک کے پاس پہونچا دے اور اسیطرح جو حیوان کہ درندہ صغیر سے اپنی حفاظت نکر سکتا ہو (جیسے بچہ شتر و گاؤ و اسپ و خر وغیرہ) او سپر بھی حکم شاۃ جاری کیا جائیگا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ حیوانات مذکورہ بالخصوص منصوص نہین ہین پس اونکا شاۃ ضالہ سے

اوسکا التقاط کیا ہو تو اوسکے ثبوت نسب مین کوئی دخل نہوگا اسلیے کہ قبضہ کیے

ثبوت نسب مین کوئی حکم نہین ہوتا بخلاف اسکے کہ قبضہ کے لیے اوسمین اثر ہوتا ہے

پانچوان مسئلہ جبکہ کسی طفل لقیط کی ثبوت مین کافر اور مسلم باہم اختلاف کرین تو

شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مسلم کو کافر پر ترجیح دیجایگی اسلیے کہ مسلم [illegible]

غلبہ حاصل ہو اور [illegible] کہ حق اسلام و حریت کا ثبوت نسب [illegible]

نہین ہوا اور [illegible] مین وہ سب [illegible] بدون بینہ کے ترجیح نہونی چاہیے

دوسری قسم [illegible] کے بیان مین اور اس مین تین امر قابل بیان ہین

ماخوذ - آخذ - حکم - امر اول - ماخوذ کے بیان مین پس ماخوذ سے مراد [illegible]

[illegible] کوئی شخص [illegible] وہ اخذ کیا جائے اور اوسکو ضالہ کہتے ہین اور

اوسکا [illegible] اخذ کرنا [illegible] تو اخذ کرنے مین [illegible] تلف ہونے کا

خوف ہے تو اخذ کرنا [illegible] اور وقت اخذ کسی [illegible] گواہ کر دینا

سنت ہے اسلیے کہ [illegible] حادث ہو [illegible] حاصل نہین

ہے [illegible] مگر [illegible] اور [illegible]

صورت مین اخذ کرنا جائز نہین ہے جبکہ وہ [illegible] گیا [illegible] اور

آب و گیاہ تک اوسکا [illegible] ممکن ہو اسلیے کہ [illegible] نے ارشاد فرمایا ہے خفہ حذاوہ

[illegible] (اوسکا [illegible] اوسکی [illegible] ہے اور اوسکا [illegible] اوسکی مشک ہے

اوسکو چھوڑ دو) پس اگر کوئی شخص اوسکو اخذ کر [illegible] ہوگا اور بعد اخذ اوسکے

چھوڑ دینے سے بری الذمہ نہوگا ہان اگر [illegible] کے سپرد کریگا تو بری الذمہ

ہو جائیگا اور اگر اوسکا مالک مفقود ہو تو [illegible] شرع کے سپرد کریگا کیونکہ وہ

جواز اخذ پر قطع (جزم) فرمایا ہی اسلیے کہ اوسکا اخذ کرنا اکتساب مال کی قبیل سے ہی جسکا
اون دونون سے واقع ہونا صحیح ہی اور اونکے ولی کو مال لقطہ کا اون دونون سے
انتزاع کرنا اور سال بھر تک تعریف کرنا واجب ہوگا پس اگر سال بھر کے بعد اوسکا
مالک پیدا نہوا و طفل و مجنون کے لیے اوسکے مالک ہونے اور مالک کے واسطے ضمانت
رہنے مین کوئی فائدہ و مصلحت ہو تو ولی کو ضمانت کے ساتھہ مال لقطہ کا اونکی ملک مین داخل کرنا
معین ہوگا اور اگر اس مین کوئی فائدہ مصلحت اونکے لیے نہو تو ولی کو اوسکا بطور امانت
باقی رکھنا اور حفاظت کرنا لازم ہوگا اور آیا عبد کا بدون اذن مالک التقاط کرنا جائز ہی یا نہین
اسمین تردد ہی لکن اوسکا جائز ہونا اشبہ ہی اسلیے کہ عبد کو حفظ مال کی اہلیت حاصل ہی اور
آیا واجد حیوان کا مسلم ہونا بھی شرط ہی یا نہین اشبہ عدم اشتراط ہی اسلیے کہ کافر مین حیوان کی
تعریف کرنے اور بطور امانت باقی رکھنے اور ضمانت کے ساتھہ مالک ہونے کی قابلیت
حاصل ہی اور واجد حیوان کا عادل ہونا بطریق اولی شرط نہین ہی امر سوم احکام ضالہ کے
بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ آخذ کو ایسا حاکم شرع کے پاس پہونچنا متعذر
ہو جو ضالہ پر انفاق کرے تو اوسکو اپنے پاس سے انفاق کرنا واجب اور مالک ضالہ سے
مقدار نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوسکو مطالبہ کرنا صحیح نہوگا
اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوس حیوان کا محفوظ رکھنا واجب ہی جو بدون انفاق تمام
نہین ہوسکتا اور فعل واجب پر عوض کا مطالبہ جائز نہین ہی لکن مطالبہ کا صحیح ہونا ہی وجہ
نہین ہی تا کہ التقاط کیوجہ سے آخذ کیطرف کوئی ضرر عائد نہو اس لیے کہ ضرر ملتقط اوسکے
عدم اخذ کو مقتضی ہی جس مین لقطہ اور مالک کا ضرر لازم آتا ہی اور فعل واجب پر عوض کا
مطالبہ اوسوقت جائز نہین ہی جبکہ اجازت مالک حاصل نہو اور امام [illegible] علیہ السلام

... النعريف عنها سنة فان ... الغبطة ... تمليكه و تضمينه ... ابقاها امانة ... وفي العبد تردد ... اشبه الجواز لان له اهلية الحفظ وهل يشترط الاسلام ... اشبه لا ... واولى منه ... العدالة ... الثالث في الاحكام وهي مسائل الاولى اذا لم يجد سلطانا ينفق على الضالة انفق من نفسه ورجع به ... الحفظ ... وهو بعيد ... والوجه ... دفعا للتوجه الضرر بالالتقاط

لم یکن کالصغیر کانت کالابل او اخذها منعه من العمران لم یجل ولو وجدها الضوال السباع بسرعة العدو ولا یاخذها اتفاقا علی الا یعصمه الا للمسلم ملکا تصدیقا للنفاقا ولا الی میراده ولا یاخذ الفتان

یلحق کرنا اقبیل قیاس ہو جو ہمارے نزدیک جائز نہین ہو اور اگر ہرن یا گورخر کے بچے مملوک ہونے کے بعد گم ہوجائین تو اونکا اخذ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ مال مسلم محترم ہی لہذا اونمین تصرف کرنا جائز نہوگا تاوقتیکہ کسی دلیل معتبر سے اوسکی اباحت ثابت نہو علاوہ برین بچہ ہائے مذکورہ سرعت عدو (دوڑنا) کیوجہ سے اپنی حفاظت کرسکتے ہین اور آب و گیاہ بیابان سے سیر و سیراب ہوسکتے ہین اور اگر آبادی مین حیوانات گم شدہ موجود ہون تو اونکا اخذ کرنا مباح نہوگا خواہ اپنی حفاظت کرسکتے ہون جیسے شتر و گاؤ وغیرہ یا نہ کرسکتے ہون جیسے بچہ شتر و گاؤ اور اگر کوئی شخص اونکو آبادی مین اخذ کریگا تو اوسکو اختیار ہوگا چاہے مالک کے لیے اونکو بطور امانت اپنے پاس رہنے دے اور اس صورت مین آخذ کو اونپر انفاق کرنا لازم ہوگا اور مالک سے اوس نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور چاہے اونکو حاکم شرع کے سپرد کردے اور اگر حاکم شرع تک اوسکا پہونچنا متعذر ہو تو اوسکو حیوانات مذکورہ پر انفاق کرنا لازم ہوگا اور مالک سے مقدار نفقہ کے مطالبہ کرنیکا اوسکو استحقاق حاصل ہوگا اور اگر آبادی مین کوئی شاۃ ضالہ موجود ہو اور کوئی شخص اوسکو اخذ کرے تو شاۃ مذکورہ کو تین روز تک اپنے پاس محفوظ رکھیگا پس اگر تین روز تک اوسکا مالک پیدا ہو تو واجد (پانے والا) کو اوسکا فروخت کرنا اور اوسکی قیمت کے ... تصدق کرنا صحیح ہوگا اور کلب صید (سگ شکاری) کا التقاط کرنا جائز ہو اور ملتقط پر سال بھر تک اوسکی تعریف لازم ہوگی اور سال بھر کے بعد اوسکو سگ مذکور سے منتفع ہونا صحیح ہوگا اور صورت تلف مین مالک کے لیے اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور وہم واجد (پانیوالا) کے بیانات ہین اور ہر بالغ عاقل کو ضالہ (حیوان گم شدہ) کا اخذ کرنا صحیح ہو اور آیا طفل نابالغ اور مجنون کو بھی اوسکا اخذ کرنا صحیح ہو یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے

من الابل والبقر ولو اخذها کان بالخیار بین امساکها لصاحبها امانة وعلیه نفقتها من غیر رجوع بها او بیعها الی الحاکم ولو لم یجد حاکما انفق ورجع بالنفقة وان کان شاة تحبسها ثلاثة ایام فان لم یات صاحبها باعها الواجد وتصدق بثمنها ویجوز التقاط کلب الصید ... اذا شاء ویضمن قیمتها

الواجد ویصح اخذ الضالة لکل عاقل بالغ اما الصبی والمجنون فیقطع الشیخ

ھی حستال ہو بلکہ مدعی مذکور (زید) کو اصلی شہود (حامد و محمود) کے حاضر کرنے کی تکلیف دیجائیگی تاکہ وہ عین غلام کے مشاہدہ کرنے کی شہادت ادا کریں اور اگر اون شہود (حامد و محمود) کا حاضر کرنا متعذر ہو تو قابض غلام پر اوسکا اونکے بلد تک پہونچا دینا یا اوسکا خود مدعی یا کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دینا واجب نہوگا جو اونکے بلد تک پہونچا دیوے اسلیے کہ اوسپر کوئی حق ثابت نہین ہو ہان اگر حاکم کے نزدیک ایصال غلام مین کوئی مصلحت ہو تو اوسکو قابض کا ایصال غلام پر امور کرنا جائز ہوگا اور اگر وہ غلام قبل وصول یا بعد وصول (پہونچا دینا ۱۲) تلف ہو جائے اور مدعی (زید) کا دعوی ثابت نہوا ہو تو اوس پر قیمت غلام اور اجرت ایصال کی ضمانت متعلق ہوگی قسم سوم جس مین لقطہ بالمعنی الاخص (مال صامت جیسے طلا و نقرہ و پارچہ و جواہر وغیرہ) کا بیان کیا جاتا ہو اور اوسمین تین امر قابل ذکر ہین پہلا امر لقطہ سے وہ مال ضائع مراد ہو جو کسی مقام سے اخذ کیا گیا ہو اور اوسپر کوئی شخص قابض نہو پس جب مال کی قیمت ایک درہم سے کم ہو اوسکا اخذ کرنا اور اوسکے ساتھ منتفع ہونا بدون تعریف جائز ہو اور جب مال کی قیمت اوس سے زائد ہو پس اگر حرم مین موجود ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوسکا اخذ کرنا حرام ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مکروہ ہوگا اور یہی قول اشبہ ہو اور لقطہ حرم کا بدون قصد تعریف اخذ کرنا حلال نہین ہو اور سال بھر تک اوسکی تعریف کرنا واجب ہو پس اگر اوسکا مالک پیدا ہو تو اوسکے سپرد کرنا لازم ہوگا والا اوسکے ساتھ تصدق کرنا یا اوسکا بطور امانت باقی رکھنا متعین ہوگا اور آخذ کے لیے اوسکا تملک کرنا صحیح نہین ہو اور اگر حول تعریف کے بعد آخذ اوسکے ساتھ تصدق کردے بعد ازان اوسکا مالک تصدق پر راضی نہو تو آیا آخذ سے اوسکی ضمانت متعلق ہوگی یا نہین اسمین دو قول ہین لکن اون دونون مین اوسکے

اُسکیطرف سے اجازت التقاط کا حاصل ہونا اجازت مالک کے قائم مقام ہو دوسرا مسئلہ جبکہ لقطہ کے لیے کوئی منفعت موجود ہو جیسے سوار ہونا یا صوف و شیر وغیرہ کا حاصل ہونا یا خدمت لینا تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہو کہ ملتقط کے لیے یہ منفعت اوسکے انفاق کے مقابل قرار پائیگی خواہ اوسکے مساوی ہو یا نہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ نفقہ اور قیمتِ منفعت مین نظر کیجائیگی اور ملتقط و مالک حیوان کو باہم تقاصّ کرنا صحیح ہوگا تاکہ اون دونون مین سے کسی پر ظلم نہونے پائے اور یہی قول اشبہ اور اُصول مذہب کے موافق ہو تیسرا مسئلہ آخذ ضالہ سے حول تعریف کے بعد اوسکی ضمانت متعلق نہوگی ہان اگر اوسکے تملک کا قصد کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر اوسکی حفاظت کا قصد کریگا تو بدونِ تعدّی و تفریط اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ امین ہو اور اگر قصد تملک کے بعد اوسکی حفاظت کا قصد کریگا تو ضمانت باقی رہیگی اور اگر قصد حفاظت کے بعد اوسکے تملک کا قصد کریگا تو ضمانت لازم ہوگی چوتھا مسئلہ شیخ الطائفہ رہ نے فرمایا ہو کہ مملوک بالغ یا مراہق (قریب البلوغ) کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اور مملوک مذکور پر اوس ضالہ کا حکم جاری کیا جائیگا جو اپنے نفس کی حفاظت پر قادر ہو اور مملوک صغیر کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ مملوک صغیر معرض تلف مین ہوتا ہو پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص (زید) اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے بلد مین کسی شخص (عمر) کے پاس اپنے غلام کے موجود ہونیکا مدّعی ہو بعد ازان وہ شخص (زید) ایسے شاہدون (خالد و بکر) کو حاکم کے پاس حاضر کرے جنھون نے غلام مذکور کے اوصاف کو اوسکے شہود (حامد و محمود) سے سنا ہو تو فقط اس شہادت کی بنا پر غلام مذکور کا اوس شخص (زید) کے حوالہ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوصاف کے مساوی اور مشترک ہونیکا

اخذ کرنا ہر شخص کے لیے اور خصوص فاسق کے لیے مکروہ ہے اور اوس فاسق کے لیے التقاط کرنے مین کراہت زائد ہے جو تنگدست بھی ہو اور لقطہ پر شاہد کر لینا مستحب ہے اور اسمقام پر پانچ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جو مال کسی بیابان یا ایسے مکان خراب مین موجود ہو جسکے اہل ہلاک ہو گئے ہون تو واجد (پانے والا) کو اوسکا استحقاق حاصل اور بدون تعریف اوسکے ساتھ منتفع ہونا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسی زمین مین مدفون پائے جسکا کوئی مالک اور بائع نہو تو اوسکا استحقاق بھی واجد ہی کے لیے حاصل ہوگا اور تعریف کی حاجت نہوگی اور اگر اوس زمین کے لیے کوئی مالک یا بائع موجود ہو تو اوسکی تعریف کریگا پس اگر مالک خواہ بائع نے اوسکے اوصاف مشخصہ کو بیان کر دیا تو وہ اوسکے ساتھ احق (سزاوار تر) ہوگا والا اوسکا استحقاق خود واجد کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر چار پائے کے شکم مین کوئی مال موجود ہو اور بائع اوسکے اوصاف و علامات کو بیان کرے تو وہ بھی واجد ہی کا مال ہوگا لکن اگر کوئی مال شکم ماہی مین موجود ہو تو اوسکا استحقاق واجد کو حاصل ہوگا اسلیے کہ بائع کو اپنے مطلع نہونے کیوجہ سے اوسکے تملک کا قصد نہین ہوتا دوسرا مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس کوئی دزد (چور) کسی مال کو امانت رکھے اور اوس شخص کو مال مذکور کا ملک مودع سے نہونا معلوم ہو تو اوس مال کا مودع پر رد کرنا جائز نہوگا خواہ مسلم ہو یا کافر اسلیے کہ وہ غاصب ہے پس اگر مال مذکور کا مالک معلوم ہو جائے تو اوسکے حوالہ کرنا معین ہوگا والا اوسپر حکم لقطہ جاری کیا جائیگا تیسرا مسئلہ اگر کسی شخص کے مکان یا صندوق مین کوئی مال موجود ہو اور اوسکو مال مذکور کا مالک معلوم نہو پس اگر اوسکے مکان مین کوئی دوسرا شخص بھی داخل ہوتا ہو یا اوسکے صندوق مین کوئی دوسرا شخص بھی تصرف کرتا ہو تو اوس مال پر حکم لقطہ متعلق ہوگا والا اوسپر اوسی کی ملک کا حکم کیا جائیگا چوتھا مسئلہ حول تعریف کے گذرنے سے قبل مال لقطہ ملک ملتقط مین داخل نہین ہوتا

ضامن نہونیکا قول ارجح ہی اسلیے کہ مال مذکور اوسکے پاس بطور امانت موجود تھا
جسکو اوسنے بوجہ مشروع صرف کیا ہی اور اگر مال مذکور کو کوئی شخص غیر حرم سے اخذ کرے تو
(یعنے لقطہ کی اوس مقدار کو جو درہم کے مساوی یا اوس سے زیادہ ہو)
سال بھر تک اوسکا تعریف کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ سال بھر تک وہ مال باقی رہ سکتا ہو جیسے
کپڑا اور متاع اور سونا اور چاندی وغیرہ اور انقضاء سال کے بعد آخذ کو ضمانت قیمت
کے ساتھ اوسکے تملک کرنے اور از جانب مالک اوسکے ساتھ تصدق کرنے اور بدون ضمانت
اپنے پاس مالک کے لیے بطریق امانت باقی رکھنے مین اختیار حاصل ہوگا اور جس صورت مین کہ
مال لقطہ کے ساتھ تصدق کیا جائے اور مالک مال حاضر ہو کر اوسپر راضی نہو تو ملتقط پر
اوسکی مثل یا قیمت کی ضمانت متعلق ہوگی اور اگر سال بھر تک وہ مال باقی نہ رہ سکتا ہو جیسے
طعام وغیرہ تو آخذ کو اپنے نفس پر اوسکی قیمت کا مقرر کرنا اور اوس سے منتفع ہونا جائز ہوگا
اور اوسکو مال مذکور کا حاکم شرع کے سپرد کر دینا بھی صحیح ہی اور اس صورت مین ضامن
بھی نہوگا اور اگر مال لقطہ اپنے باقی رہنے مین علاج کا محتاج ہو جیسے خرماے تازہ کہ
اوسکو خشک کرنے کی حاجت ہوتی ہی تو آخذ کو اوسکی خبر کا حاکم شرع تک پہونچانا معین ہوگا
تاکہ حاکم شرع اوسمین سے بعض مال کو فروخت کرکے باقی مال کی اصلاح مین صرف کرے
اور اگر حاکم کے نزدیک مجموع مال کے فروخت کرنے اور اوسکی قیمت کے تعریف کرنے مین
کوئی فائدہ ہو تو جائز ہوگا اور آیا نعلین اور مطہرۂ آب (وہ ظرف چرمی ہی جس مین طہارت
کے لیے پانی لیا جاتا ہی) اور تازیانہ کا التقاط کرنا بھی جائز ہی یا نہین اس مین اختلاف ہی
لکن اوسکا جائز ہونا اظہر ہی اگرچہ مکروہ ہی اور سیطح عصا اور میخ اور ریسمان اور
زانو بند شتر وغیرہ (جن آلات کا نفع زائد اور قیمت کم ہو) کے التقاط مین بھی خلاف
ہی اور اوسکا مکروہ ہونا اظہر ہی اور لقطہ کا مطلقًا (درہم سے زیادہ ہو یا نہو)

مقاط کرے اور اوسکے آقا کو اطلاع نہو بعد ازان غلام مذکور اوس مال کی ایک سال تک
ریف کرے پھر اوسکو تلف کردے تو مال مذکور کی ضمانت اوسکے رقبہ (ذمہ) سے
تعلق ہوگی اور آزاد ہونے کے بعد وصول کیا جائیگا جسطرح کہ قرض (یعنے غلام کے ۱۲) فاسد مین وصول
یا جاتا ہو اور اگر قبل تعریف اوسکے آقا کو اطلاع ہو اور مال لقطہ کا اوس سے انتزاع نکرے
اوسکی ضمانت آقا سے متعلق ہوگی اسلیے کہ اوسنے بوجہ اہمال (چھوڑ دینا) اوسمین تفریط کی بشر
رطیکہ غلام مذکور امین نہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکا اجازت
دینا مفروض ہو اور اصل عدم ضمان اور برارت ذمہ ہو اور اگر مال لقطہ کی یکسال تک
لام تعریف کرے تو آقا کو اوسکے مالک ہونے کا اختیار ہوگا اور درصورت تملک اوسکی قیمت کا
ضامن ہوگا اور اگر آقا نے غلام اوس سے مال لقطہ کا انتزاع کرلے تو اوسپر تعریف کرنا لازم
ہوگا اور حول تعریف کے بعد اوسکو مال مذکور کا بشرط ضمانت تملک کرنا یا بشرط ضمانت (یعنے آقا پر ۱۲) اوسکے ساتھ
صدق کرنا یا بدون ضمانت مالک کے لیے اوسکا بطور امانت باقی رکھنا صحیح ہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر
ل لقطہ کا کوئی شخص مدعی ہو تو بدون بینہ اوسکے حوالہ کرنا صحیح نہوگا اور فقط اوسکے وصف کا بیان کرنا
فی نہوگا اور اگر مدعی مذکور اوسکے ایسے اوصاف کو بیان کرے جنپر غیر مالک کو غالبا اطلاع نہین ہو سکتی مثلاً
شک کے اوس رشتہ کو بیان کرنا جس سے اوسکا سر باندھا جاتا ہو یا ظرف کے اوس جلد کو بیان کرنا جو اوسکے
سر پر ڈالی جاتی ہو یا مال کے وزن یا نقد کو بیان کرے پس اگر ملتقط اوسکو از راہ تبرع (احسان) مدعی
مذکور کے حوالہ کرنا چاہے تو اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا اور اگر اوسکے حوالہ نکرے تو اوسکا مجبور کرنا صحیح نہوگا
بشرطیکہ امور مذکورہ سے مدعی کے راستگو ہونیکا قطع حاصل نہو والا اوسکے سپرد کرنا متعین ہوگا اور اسمین دو
فرعین مذکور ہوتی ہین **فرع اوّل** اگر بیان وصف کی بنا پر مال لقطہ کو ملتقط کسی مدعی کے حوالہ کردے بعد ازان
کوئی دوسرا شخص اوسکا مدعی ہو اور اپنے دعوی کے ثبوت پر بینہ قائم کردے تو اوسکو مدعی اوّل سے

قصد رکھتا ہو اور اگر مالک کے لیے اپنے پاس بطور امانت باقی رکھنے کا قصد رکھتا ہو تو تعریف کرنا لازم نہوگا اور اس قول مین اشکال ہو اسلیے کہ لقطہ کا حال اور اسکے مالک پر مخفی ہو اور بقدر امکان اوسکا مالک تک پہونچانا لازم ہو جو بدون تعریف حاصل نہین ہو سکتا اور قصد تملک کو اسمین کوئی دخل نہین ہو اور نصوص مین بھی اوسکے تعریف کرنے کا حکم مطلقاً وارد ہوا ہو اور مال لقطہ کا مال مجہول المالک پر قیاس کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ وہان بغیر تعریف کرنیکا حکم نہین ہوا اور ملتقط کو مال لقطہ کا بدون تعریف تملک کرنا جائز نہین ہو اگرچہ اوسکے پاس کئی سال تک باقی رہے اور حول تعریف مین مال لقطہ پر حکم امانت جاری کیا جائیگا پس اگر مدت حول مین بدون تعدی و تفریط تلف ہو گا تو ملتقط اوسکا ضامن نہوگا اور اوسکا تلف مالک سے متعلق ہوگا اور اگر مال لقطہ مین کوئی زیادتی ہم پہونچے تو وہ بھی مالک کا مال ہوگا خواہ متصل ہو (جیسے حیوان کا فربہ ہوجانا) یا منفصل (جیسے حیوان سے بچہ کا پیدا ہونا) اور سال تعریف کے بعد اوسکی ضمانت ملتقط سے متعلق ہوگی بشرطیکہ اوسکے تملک کا قصد کرے اور اگر امانت کا قصد کریگا تو ضامن نہوگا اور اگر ملتقط اوسکے تملک کی نیت کرے بعد ازان اوسکا مالک ظاہر ہو تو اوسکو مال لقطہ کے انتزاع کرنے کا استحقاق حاصل نہوگا بلکہ اوسکے مثل کا مطالبہ کرنا اگر مثلی ہو اور اوسکی قیمت کا مطالبہ کرنا اگر مثلی نہو صحیح ہوگا اور اگر عین مال کو ملتقط اوسکے حوالہ کرے تو جائز ہوگا اور ملتقط کو اوسکی نماء منفصل کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ وہ اوسکی ملک سے حاصل ہوئی ہو اور اگر مال لقطہ مین قصد تملک کے بعد کوئی عیب حادث ہو اور ملتقط اوسکو مع ارش مالک کے سپرد کرنا چاہے تو جائز ہوگا اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ تملک ملتقط کے بعد مالک کا حق غیر عین سے متعلق ہوا ہو لہذا مالک پر عین معیب کا قبول کرنا لازم نہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی غلام بدون اجازت آقا کسی کا

الرابعة

اذا التقط العبد

التقاط کرے

کتاب الفرائض فرائض سے اس مقام پر وہ سہام (حصے) مقدّرہ مراد ہیں جو کتاب اللہ (قرآن مجید) میں بحصص سہام مقدرہ (مقرر) ہوئے ہیں اور اس کتاب میں تین مطالب قابل بیان ہیں **پہلا مطلب** مقدمات ارث کے بیان میں اور وہ چار ہیں **پہلا مقدمہ** موجبات ارث کے بیان میں اور اوسکی دو قسمیں ہیں **قسم اول نسب** ہے جس سے احد الشخصین کا بوجہ ولادت دوسرے شخص کے ساتھ بوجہ شرعی اسطرح متصل ہونا مراد ہے کہ اوس پر نظر عرف میں اسم نسب صادق آتا ہو خواہ اون دونوں میں سے ایک شخص دوسرے شخص کیطرف منتہی ہو جیسے باپ اور بیٹا یا وہ دونوں کسی تیسرے شخص کیطرف منتہی ہوں جیسے دو بھائی **قسم دوم سبب** ہے جس سے احد الشخصین کا دوسرے شخص سے بوجہ زوجیت یا بوجہ ولا متصل ہونا مراد ہے اور نسب کے تین مرتبے ہیں **پہلا مرتبہ** ماں باپ اور اولاد اگرچہ پست تر (جیسے پوتا پوتی نواسا نواسی اور اونکی اولاد اور اونکی اولاد کی اولاد اور علیٰ ہذا القیاس) ہوں **دوسرا مرتبہ** اخوۃ (بھائی بہن) اور اونکی اولاد اگرچہ پست ہوں اور اجداد (دادا دادی اور نانا نانی) اگرچہ بلند تر ہوں (جیسے پردادا اور پردادی اور پرنانا اور پرنانی اور اونکے آبا و اجداد اور علیٰ ہذا القیاس) **تیسرا مرتبہ** اخوال (ماموں اور خالہ) و اعمام (چچا اور پھوپی) (اگرچہ بلند تر ہوں جیسے ماں باپ یا اجداد کے اعمام و اخوال) اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہوں اور سبب کی دو قسمیں ہیں زوجیت اور ولاء اور ولاء کے تین مرتبے ہیں **پہلا مرتبہ** ولاء عتق **دوسرا مرتبہ** ولاء ضمان جریرہ **تیسرا مرتبہ** ولاء امامت اور ورثہ کی کئی قسمیں ہیں پس بعض وہ وارث ہیں جو ہمیشہ بفرض وارث ہوتے ہیں اور اون سے منجملہ انساب ماں مراد ہے پس صورت مشارکت میں

اوسکے انتزاع کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ قول بینہ حجت شرعیہ ہو اور بیان صفت اوسکا معارضہ نہیں کرسکتا اور اگر مدعی اول کے پاس مال لقطہ تلف ہوگیا ہو تو اوسکو اوسکے عوض کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکے قبضہ کا فاسد ہونا معلوم ہوگیا اور اوسکو ملتقط سے مطالبہ کرنیکا بھی استحقاق حاصل ہو اسلیے کہ اوسنے مال مذکور کو غیر مستحق کے حوالہ کردیا ہو لہذا مدعی دوم اور اوسکے مال مین سبب حیلولت وہی ہو پس اگر مدعی ثانی (جسنے بینہ قائم کیا ہو) نے ملتقط سے مطالبہ کیا تو ملتقط کو مدعی اول کیطرف رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے فریب پایا ہو تاوقتیکہ ملتقط نے اوسکی ملک کا اقرار نکیا ہو ورنہ اوسکا رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین خود ملتقط کو مدعی ثانی کے بینہ کی دروغگوئی کا اعتراف ہو اور اگر اوسنے مدعی اول سے مطالبہ کیا تو مدعی اول کو ملتقط کیطرف رجوع کرنا صحیح نہوگا جیسکی توضیح ہو **فرع دوم** اگر کوئی شخص مال لقطہ کا مدعی ہو اور بینہ قائم کرے اور مال لقطہ اوسکے حوالہ کردیا جائے بعد ازان کوئی دوسرا شخص بھی اوسکا مدعی ہو اور بینہ قائم کرے پس اگر اون دونون مین سے کسی بینہ کو ترجیح حاصل نہو تو اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا پس اگر مدعی دوم کے نام پر قرعہ خارج ہوا تو مال لقطہ کا مدعی اول سے انتزاع کرنا اور مدعی دوم کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر مال لقطہ تلف ہوجائے تو ملتقط اوسکا ضامن نہوگا بشرطیکہ اوسنے مال لقطہ کو حاکم شرع کے حکم سے مدعی اول کے حوالہ کیا ہو اور اگر اوسنے اپنے اجتہاد کیوجہ سے اوسکے حوالہ کیا ہوگا تو ضامن ہوگا اور اگر انقضاء سال کے بعد بینہ قائم ہو اور ملتقط اوسکا تملک کرچکا ہو اور اوسکے عوض کو مدعی اول کے سپرد کرچکا ہو تو ملتقط سے مدعی دوم کے لیے مال لقطہ کی ضمانت بہر حال متعلق ہوگی خواہ وہ عوض (جو مدعی اول کو دیا ہو) باقی ہو یا تلف ہوچکا ہو اسلیے کہ مدعی دوم کا حق اوسکے ذمہ پر ثابت ہو اور مدعی اول کے حوالہ کرنے سے ساقط نہین ہوا اور ملتقط کو مدعی اول کیطرف رجوع کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ حکم اول کا بطلان متحقق ہوگیا۔ فقط

الا على السواء والزوج والزوجة من سهمين ... نادرا ومنهم من يرث بالفرض تارة وبالقرابة اخرى وهم الاب والبنت او البنات والاخت او الاخوات وكلالة الام ومن عداهم لا يرث الا بالقرابة فان انفرد احد منهم ... فرض له فالمال له ... ولو اخذ المال له مناسبا كالاو صاحبا وان شاركه من له فرض له فالمال لهما فان اختلفت الوصلة فلكل طائفة نصيب من يتقرب به كالخال او الاخوال مع العم او الاعمام فالاخوال نصيب الام وهو الثلث وللاعمام نصيب الاب وهو الثلثان فان كان الوارث ذا فرض اخذ نصيبه فان بقي معه مساو كان الرد عليه ... نصيبهما

میت کی ہمیشہ بفرض وارث ہوتی ہے البتہ (کبھی صورت انفراد) اوسپر رد بھی ہوتا ہے
اور منجملہ اسباب زوج و زوجہ مراد ہین البتہ صورت نادرہ (جبکہ زوج
اور امام ع کے علاوہ کوئی وارث نہو) مین خصوص زوج پر رد بھی ہوتا ہے اور بعض
وہ وارث ہین جو کبھی بفرض اور کبھی بقرابت وارث ہوتے ہین اور اون سے
باپ اور بیٹی اور بیٹیان اور بہن اور بہنین اور کلالۃ الام (اخیافی بھائی یا بہن)
مراد ہین اور ان لوگون کے علاوہ جو وارث ہین جیسے اخوۃ اور اعمام و اخوال
اور اجداد وغیرہم) وہ ہمیشہ بقرابت وارث ہوتے ہین پس جبکہ کوئی وارث منجملہ
اون لوگون کے موجود ہو جنکے لیے کوئی فرض نہین ہے اور اوسکے ساتھ کوئی
دوسرا وارث شریک نہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسی کے لیے حاصل ہوگا
خواہ وہ وارث نسبی ہو جیسے عم یا سببی ہو جیسے معتق اور اسیطرح اگر وارث
مذکور کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بھی لیا شریک ہو جاوے جسکے لیے فرض نہوا گر
تو مجموع مال کا استحقاق اون دونون کو حاصل ہوگا اور اگر قرابت مین اختلاف ہو
تو ہر طائفہ (گروہ) کو اوس شخص کا نصیب دیا جائیگا جسکے توسط سے وہ قرابت رکھتا ہے
جیسے خال یا اخوال کا عم یا اعمام کے ساتھ موجود ہونا پس اس صورت مین اخوال
کے لیے نصیب ام (ثلث) کا استحقاق اور اعمام کے لیے نصیب اب (دو ثلث)
کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کوئی وارث صاحب فرض ہو تو اوسکو اپنے نصیب کا اخذ
کرنا ہوگا پس اگر اوسکے ساتھ کوئی دوسرا شخص ایسا موجود نہو جو باعتبار طبقہ اوسکا
مساوی ہو تو باقی مال بھی اوسی پر رد کیا جائیگا جیسے بنت (میت کی بیٹی) اور اخ
میت کا بھائی، یا اخت (میت کی بہن) اور عم (میت کا چچا) پس بنت و اخت مین سے

شخص ہی کہ اس
شرع مین اوس مال سے کسی انسان کو
جسکا استحقاق کسی شخص کو موت سے کسی کے بعد پیدا
ہوتا ہے اور اوس مال کا ذکر قرآن مجید مین
بالاجمال ہو اور تفصیل سے بعض
سبب حاصل ہو اور فرائض مجید مین اور
بعض سہام ایسے قرآن مجید مین
اجمالاً مذکور ہین

مین واقع
ہوا ہے جس سے سہام
اولی الارحام مراد ہین بنا برآن علیہ
کتاب المیراث کو کتاب الفرائض سے تعبیر کرنا
مین باہم نسبت ہے کیونکہ وہ سہام مفصلہ بھی مذکور
ہو سکتے ہین جو قرآن شریف مین مقدر ہو سکتے ہین لہٰذا
اوسکو فرائض کہنا صحیح ہوا اور کبھی فرائض کا اطلاق
اون سہام پر کیا جاتا ہے جو کتاب اللہ مین تفصیلاً یا
اجمالاً مذکور ہوسکتے ہین اور عمل ہو کہ
فرائض سے سہام مفصلہ
مراد لیے جاتے ہین

خواہ اونکی تفصیل کتاب سے مستفاد ہو یا سنت سے ان دونون تقدیرون پر میراث
و فرائض مین تساوی کی نسبت ہوگی اور تقدیر اول کی بنا پر اون دونو مین عموم و خصوص
مطلق کی نسبت ہے اور علی کل تقدیر مناسبت کتاب الفرائض سے ... کو کتاب المیراث
کے ساتھ تعبیر کرنا اولی تھا ۱۲

مسئلہ

وارث بفرض سے
وہ شخص مراد ہے جسکے لیے قرآن مجید
مین سہم معین مذکور ہے اور وارث بالقرابت سے
وہ شخص مراد ہے جسکے لیے کوئی سہم معین مذکور نہین ہوا اگرچہ
اوسکے ارث کا حکم اجمالاً صادر ہوا ہے جیسے یوصیکم اللہ فی
اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین یعنی اولاد کے لیے
وقت اجتماع کوئی سہم معین نہین ہوا اگرچہ صورت
شرکت مین اونکا تفاضل مذکور ہوا ہے اور جس طرح
کہ وارثان سہام و احوال کو عموم آیہ اولی الارحام
کے ضمن مین بیان فرمایا ہے اور
اوسکے لیے کوئی سہم معین
مذکور نہین ہوا ۱۲
مخلص ...

اصل فریضہ چھ سہم قرار پائیگا منجملہ اونکے ابوین کو دو سہم (فی کس ایک سہم) اور بنت کو
تین سہم دیے جائینگے اور ایک سہم جو باقی رہا وہ اب اور بنت پر باعادہ رد کیا جائیگا
پس اون مین سے سہام کے موافق ایک حصہ اب کو اور تین حصے بنت کو دیے جائینگے
اور ام کو رد کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ وہ بوجہ اخوۃ محجوب ہی اور تیسری صورت
(ترکہ کا مقدار سہام سے ناقص رہنا) کی کئی مثالین مذکور ہوتی ہین مثال اول ابوین او
زوج اور بنتین ہین پس اس صورت مین ابوین کے لیے ثلث کا اور زوج کے لیے
ربع کا اور بنتین کے لیے ثلثین کا استحقاق ہونا چاہیے جنکا اجتماع ممکن نہین ہی مثال دوم
ابوین اور زوج اور بنت ہی پس اس صورت مین ابوین کو ثلث کا اور زوج کو ربع کا
اور بنت کو نصف کا استحقاق ہوگا جنکا اجتماع نہین ہو سکتا مثال سوم زوج یا زوجہ
اور دو کلالۃ الام اور دو اخت اعیانی یا علاتی ہی پس زوج یا زوجہ کا سہم نصف
یا ربع ہی اور دو کلالۃ الام کا ایک ثلث اور دو اخت اعیانی یا علاتی کا ثلثین ہی جو
جمع نہین ہو سکتے پس ان جملہ صورتون مین بنات یا متقرب بالاب پر نقصان وارد ہوگا
اسلیے کہ عول ہمارے نزدیک باطل ہی جسکی تفصیل آئندہ آئیگی اور اگر صاحب فرض
کے ساتھ وہ شخص مجتمع ہو جو باعتبار طبقات اوسکا مساوی ہی اور صاحب فرض نہین
ہو تو صاحب فرض کو اپنے فرض کا اور دوسرے شخص کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا
اور اسکی کئی مثالین مذکور ہوتی ہین مثال اول ابوین یا احدہما (یعنی باپ مین
سے ایک شخص) اور ایک ابن ہی پس ابوین یا احدہما کو فرض (سدس) کا اور
اور ابن کو باقی (دو ثلث یا پانچ سدس) کا استحقاق حاصل ہوگا کیونکہ ابن
کے لیے ابوین کے ساتھ کوئی فرض نہین ہی مثال دوم ابوین... زوج یا زوجہ ہی

ومثال الثالث ابوان وزوج وبنتان او ابوان وزوج وبنت او زوج او زوجة و اثنان من ولد الام مع اختين للاب والام او للاب و ان لم يكن المساوي صاحب الفرض ذا فرض ... ما بقي فمثاله ابوان او احدهما وابن او ابوان وزوج او زوجة

قسمت بقدر السهام على الفريضة وان زادت كان الزائد رد عليهم على قدر السهام ما عدا الزوج والزوجة ... لاحدهم او ينفرد بزيادة في الوصلة ولو نقصت التركة كان النقص داخلا على البنت او البنات او الاب او من يتقرب بالاب

وكانت التركة مساوية لذوي الفروض كان معهم ... الامام وان ... وارث عدا الزوج مع وجود ... مطلقا او كان غيره ... الزوجة الاقرب والابعد فلها الا نصف دالباقي رد

ہر ایک شخص کو اوسکے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال بھی اوسی پر رد کیا جائیگا اسلیے کہ وہ دونون بہ نسبت امام اور رحم کے اقرب ہین اور زوجہ پر مطلقا رد کرنا صحیح نہین ہے خواہ حضور امام ؑ کا زمانہ ہو یا غیبت کا اور اسیطرح زوج پر بھی وسوقت رد کرنا صحیح نہوگا جبکہ امام ؑ کے علاوہ کوئی وارث موجود ہو اور اگر اوسکے ساتھ کوئی دوسرا صاحب فرض بھی ایسا موجود ہو جو باعتبار طبقہ اوسکا مساوی ہو اور مجموع ترکہ بقدر سہام ہو تو اوسکا فریضہ پر تقسیم کرنا معین ہوگا اور اگر مقدار ترکہ اونکی سہام سے زائد ہو تو وہ زائد بھی اونھین پر بقدر سہام تقسیم کیا جائیگا تاوقتیکہ اونمین سے کسی وارث پر رد کرنیکا کوئی مانع نہو ورنہ فقط باقی ورثہ پر رد کیا جائیگا یا اونمین سے کوئی وارث زیادتی قرابت کے ساتھ منفرد نہو ورنہ فقط اوسی پر رد کرنا معین ہوگا اور اگر مقدار اونکے سہام سے ناقص ہو تو فقط بنت یا بنات یا اب
بیٹی ۱۲ بیٹیان ۱۲ باپ ۱۲
یا متقرب بالاب (باپ کی طرف سے قرابت رکھنے والا) پر نقصان وارد ہوگا پہلی صورت (ترکہ کا بقدر سہام ہونا) کی کئی مثالین مذکور ہوتی ہین **مثال اول** ابوین (ماں باپ) اور بنتین (دو بیٹیاں) یا بنات (تین یا زائد بیٹیاں) ہے پس اس صورت مین ابوین کو دو سدس اور بنتین یا بنات کو دو ثلث دیے جائینگے **مثال دوم** دو کلالۃ الام (اخیافی بھائی یا بہنین) اور دو اخت اعیانی یا علاتی ہے پس اس صورت مین دونون کلالۃ الام کو ایک ثلث اور دونون اخت اعیانی یا علاتی کو دو ثلث دیے جائینگے **مثال سوم** زوج اور ایک اخت علاتی ہے پس اون دونون مین سے ہر ایک کو نصف متروکہ دیا جائیگا اور **دوسری صورت** (ترکہ کا مقدار سہام سے زائد ہونا) کی مثال ابوین اور بنت اور اخوہ ہے پس اس صورت مین

بالام ... الابوان ... فقط او ابنتان ... اختان من الاب ... او اخت لاب ... زوج واخت ... الثانية ... ابوان وبنت مع اخوة

۹۱ مسلم کے وارث کافر ہونے پر اصحاب نے اتفاق کیا ہو اور اخبار کثیرہ اوسپر دلالت کرتے ہین
لکن اکثر عامہ نے اسمین اختلاف کیا ہو اور حضرت رسالتمآبؐ سے روایت کیا ہو کہ نہیوارث
اہل ملتین یعنی دو مذہبون کے لوگ باہم میراث نپائینگے اور اونکا یہ قول
ضعیف ہو اور خبر مذکور کا محل اوسکی تسلیم کے بعد توارث من الجانبین پر
ہوسکتا ہو جسکو کہ تفاعل مقتضی ہو پس احد الطرفین سے میراث کا
ثابت ہونا منافی خبر نہوگا چنانچہ روایت ابو العباس مین
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی جواب
بعینہ منقول ہوا ہو قال سمعت
اباعبد اللہ ع یقول لا یتوارث
اہل ملتین یرث ہذا
ہذا و لا یرث ہذا ان المسلم یرث الکافر
والکافر لا یرث المسلم جسکا محصل یہ ہو کہ دو ملتون کے لوگ باہم
میراث نپائینگے بلکہ فقط مسلم کو کافر کی میراث کا استحقاق ہوگا اور کافر کو مسلم کی میراث کا استحقاق نہوگا
ملخص مسالک ۹۲ اس روایت کو ابرہیم بن عبد الحمید نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے
قال قلت
لابی عبد اللہ ع نصرانی
اسلم ثم رجع الی النصرانیۃ
ثم مات قال میراثہ لولدہ
النصاری و مسلم تنصر ثم مات قال
میراثہ لولدہ المسلمین اور حاصل یہ ہو کہ مین نے
حضرت کی خدمت با سعادت مین عرض کیا کہ ایک نصرانی اسلام لایا
بعد ازان وہ پھر نصرانی ہو کر مر گیا اوسکی میراث کسکو دیجائیگی حضرت
نے ارشاد فرمایا کہ اوسکی میراث کا استحقاق اوسکی اولاد نصاری کو حاصل ہوگا
اور اگر کوئی مسلم نصرانی ہو کر مر جاوے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اوسکی میراث کا استحقاق
اوسکی اولاد مسلمین کو حاصل ہوگا اس خبر سے مرتد ملی کی میراث کے استحقاق کا

بد کو سہم زوج یا زوجہ کے بعد ما بقی کا استحقاق حاصل ہوگا کیونکہ عدم ولد کی صورت مین اوسکے لیے کوئی فرض نہین ہو مثال سوم ابن اور زوج یا زوجہ کیونکہ ابن کیلئے کوئی فرض نہین ہو مثال چہارم اخ اور زوج یا زوجہ پس اخ کے لیے کوئی فرض نہین ہو دوسرا مقدمہ موانع ارث کے بیان مین اور وہ تین ہین کفر اور قتل و رق (مملوک ہونا) جنکا ذکر تین امرون مین کیا جاتا ہو

امر اول کفر کے بیان مین پس جو کفر کہ مانع ارث ہو اوس سے وہ شی مراد ہو جسکا معتقد خارج از اسلام ہو جائے بناءً علیہ کافر ذمی (یہودی و نصرانی) اور کافر حربی اور مرتد کو مسلم کے میراث کا استحقاق نہوگا اور مسلم کو کافر کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا خواہ وہ کافر اصلی ہو یا مرتد پس اگر کوئی کافر مر جائے اور اوسکے کئی وارث کافر ہون اور فقط ایک وارث مسلمان ہو تو اوسکی میراث کا استحقاق فقط مسلم کو حاصل ہوگا اگرچہ وہ مسلم مولائے نعمت (معتق) یا ضامن جریرہ ہو اور ورثہ کفار مین سے کسی شخص کو اوسکی میراث کا استحقاق حاصل نہوگا اگرچہ اقرب ہو اور اگر کافر مر جائے اور کسی وارث مسلم کو نہ چھوڑے تو اوسکی میراث کا استحقاق وارث کافر کو حاصل ہوگا بشرطیکہ وہ (مورث) کافر اصلی ہو اور اگر کوئی میت مرتد ہو تو اوسکی میراث کا امام علیہ السلام کو استحقاق ہوگا بشرطیکہ اوسکا کوئی وارث مسلم نہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ کافر کو اوسکی میراث کا استحقاق بھی حاصل ہوگا اور یہ روایت شاذ ہو اور اگر کوئی مسلم وفات پائے اور اوسکے ورثہ کفار موجود ہون تو اونمین سے کسی شخص کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا بلکہ اوسکی میراث کا استحقاق بھی امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا بشرطیکہ اوسکے

فی الکفر ... معتقدہ عن سمت الاسلام فلا یرث ذمی ولا حربی ولا مرتد مسلما و یرث المسلم الکافر اصلیا او مرتدا ولو مات کافر و له ورثة کفار و وارث مسلم ... میراثه للمسلم ولو کان مولی نعمة او ضامن جریرة دون الکافر وان قرب ... الکافر ... وارثه ... المسلم ... الامام ...

فرمائی ہو اور یہ استدلال کیا ہو کہ زوج کو فقط نصف متروکہ کا استحقاق ہوتا ہی
اور اوسکو باقی متروکہ کا استحقاق اوسوقت حاصل ہوتا ہی
جبکہ میت کے لیے کوئی وارث محقق یا مقدر موجود نہو اور صورت
فرض مین وارث مقدر موجود ہی پس جبکہ
کافر پر اسلام پیش کیا جاوے اور وہ
اسلام کو قبول کرلے تو وارث
ہو جاویگا اور زوج پر رد
ہونے
سے
مانع
ہوگا

وارثہ مین کوئی شخص مسلم نہو اور اگر بالی میراث کے تقسیم ہونے کے قبل کوئی کافر اسلام
لے آئے اور باعتبار درجہ باقی ورثہ کا مساوی ہو تو اونکا شریک ہوگا اور اگر
باعتبار درجہ بہ نسبت باقی ورثہ کے اقرب ہو تو مجموع میراث کا استحقاق تنہا
اوسی کو حاصل ہوگا اور اگر بعد تقسیم اسلام لائے تو اوسکو میراث کے پانے کا
استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر اتحاد وارث کی صورت مین اسلام لائے تب بھی اوسکو
میراث مین سے کسی حصہ کا استحقاق نہوگا خواہ وارث نے متروکہ پر قبضہ کیا ہو یا نہ
کیا ہو اور خواہ اوسکے پاس باقی ہو یا تلف ہو چکا ہو اسلیے کہ صورت واحدہ
مین تقسیم مال صادق نہین آتی علاوہ برین اوسکے وارث نہونے پر علمانے اجماع
کا دعوی کیا ہو اور اگر کوئی مسلم وفات پائے اور امام کے علاوہ اوسکا کوئی وارث
مسلم نہو بعد ازان اوسکا وارث کافر اسلام لے آئے تو میراث پانے مین امام علیہ السلام
کی نسبت اولی ہوگا جیسا کہ روایت ابو بصیر مین وارد ہوا ہو اور بعض علمانے
فرمایا ہو کہ اگر ترکہ کے بیت المال کی طرف منتقل ہونے سے قبل اسلام لائیگا تو اوسکو
میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر انتقال ترکہ کے بعد اسلام لائیگا تو اوسکو
میراث کا استحقاق نہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ اوسکو مطلقًا میراث کے پانیکا
استحقاق نہوگا اسلیے کہ امام علیہ السلام بھی وارث واحد کے مثل ہین لہذا میراث کا استحقاق
فقط امام ع کو حاصل ہوگا اور اگر اوسکا وارث مسلم فقط زوج یا زوجہ ہو اور
دوسرا وارث کافر ہو پس اگر وہ کافر اسلام لے آئے تو اوسکو اوس مال کے اخذ کا
استحقاق حاصل ہوگا جو نصف حصہ کے بعد باقی رہتا ہو اور اسمین اشکال ہو قبل قسمت مال
کے غیر ممکن ہونے سے ناقی (پیدا) ہوتا ہو اور اگر زوجہ کے ساتھ شارک ہونے

رار دھوا ہے اور اگر بعد بلوغ کفر کو اختیار کریگی تو ابن ال [illegible] اسکا اس مال پر
استقرار ہو جائیگا جبکے وہ وارث قرار دیے گئے تھے اور [illegible] اور اولاد کی
اولاد میراث سے ممنوع کیجائیگی اور اسمین اشکال ہے اسلیے کہ [illegible] اطفال [illegible]
اپنے ابوین کے تابع اور قائم مقام ہوتے ہین اور قسمت ترکہ کا اونکے اسلام پر سابق ہونا
مانع استحقاق ہوتا ہے تیسرا مسئلہ اہل اسلام کو باہم (طرفین سے) میراث پانیکا استحقاق
حاصل ہوتا ہے اگرچہ دین و مذہب مین مختلف ہون جیسے شیعہ اور سنی اور اسیطرح اہل کفر کو
البتہ جو فرقے کہ محکوم بکفر ہین اور کسی ضروری دین کا انکار کرتے ہین جیسے غلاۃ اور خوارج [illegible] بالاتفاق [illegible]
بھی باہم (طرفین سے) میراث پانے کا استحقاق ہوتا ہے اگرچہ ملت و مشرب مین مختلف
ہون جیسے ذمی و حربی چوتھا مسئلہ مرتد فطری کا ترکہ اوسکے ارتداد کے وقت
تقسیم کیا جائیگا اور اوسکی زوجہ بائن (جدا) ہو جائیگی اور اوسکے لیے عدۂ وفات
اور اوسکا قتل کرنا واجب ہوگا
(چار مہینے دس روز) رکھیگی خواہ وہ قتل کر ڈالا جائے یا زندہ باقی رہے اور اوس سے
یا اور کسی وجہ سے مرجائے
توبہ نکرائی جائیگی اور زن مرتدہ کا قتل کرنا صحیح نہوگا بلکہ وہ حبس کیجائیگی اور
وقت نماز مین اوسپر ضرب لگائی جائیگی اور اوسکا ترکہ اوسوقت تک تقسیم نکیا جائیگا
جبتک کہ وہ وفات نپائے اور مرتد ملی سے توبہ کرائی جائیگی پس اگر اوسنے توبہ کی
اور اسلام کی طرف عود کیا فبہا والا قتل کیا جائیگا اور اوسکا متروکہ اوسوقت تک
تقسیم نکیا جائیگا جبتک کہ وفات نپائے یا قتل نہو جائے اور اوسکی زوجہ اوسوقت سے
بائن ہوگی جب سے کہ اون دونون کے دین و مذہب مین اختلاف ہوا ہے
پس اگر انقضاء عدہ کے قبل اسلام کیطرف عود کریگا تو اپنی زوجہ کے ساتھ احق ہوگا
اور اگر ایام عدہ اوسکے اسلام کیطرف عود کرنے سے قبل منقضی ہو جاینگے تو اوسکو
اپنی زوجہ پر کوئی تسلط باقی نرہیگا امر دوم قتل کے بیان مین پس [illegible] کا

فلا تتعدد فريضته عليه فيقل والزوج يرد مع الامام ممكن القسمة الزوجة فتجب فريضة لمن مع فكان زوجها دون الزوج مع الزوجة [illegible]

مسائل اربعۃ الاول

اور زوج کے ساتھ شارک ہونے کے قائل ہوں تو بیوجہ ہوگا اسلیے کہ فریضہ زوجہ کی معیت مین ترکہ کا امام ع کے ساتھ تقسیم ہونا ممکن ہے کیونکہ زوجہ پر رد نہین ہوتا بخلاف زوج کے کہ اوسپر وہ مال رد کیا جاتا ہے جو اوسکے نصیب سے فاضل رہے پس فریضہ زوج مین قسمت ترکہ متحقق نہوگی لہذا زوج پر وارث واحد کا حکم جاری ہوگا جیسکے ساتھ وارث کافر کو اسلام لانے کے بعد میراث کا استحقاق حاصل نہین ہوتا جیسے بنت (دختر١٢) مسلمہ اور اب (پدر١٢) کافر یا اخت (خواہر١٢) مسلمہ اور اخ (برادر١٢) کافر کان دونون صورتون مین میراث کا استحقاق فرضاً اور رداً فقط بنت و اخت کو حاصل ہوگا اور اب و اخ کو اسلام لانے کے بعد کچھ ندیا جائیگا اور اس مقام پر چار مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کسی طفل کے ابوین (ماں باپ) یا احدہما (بوقت انعقاد نطفہ) مسلم ہو تو وہ طفل بھی محکوم باسلام ہوگا اور اسیطرح اگر احد الابوین اوسکی طفولیت کے زمانہ مین اسلام کو قبول کرے تو اوسیوقت سے وہ طفل بھی محکوم باسلام ہوگا اور اگر بالغ ہونے (اگرچہ بعد از زمان اوسکا مرتد ہو جائے ١٢) کے بعد اسلام سے انکار کریگا تو اوسپر جبر کیا جائیگا اور اگر کفر پر اصرار کرے تو اوس سے مرتد فطری کے احکام متعلق ہونگے دوسرا مسئلہ اگر کوئی نصرانی مرجائے اور اولاد صغار (اطفال خردسال) اور ابن اخ (بھتیجا) اور ابن اخت (بھانجا) کو وارث چھوڑے اور وہ دونون (ابن اخ اور ابن اخت) مسلم ہوں تو متروکہ کے دو ثلث ابن اخ کے اور ایک ثلث ابن اخت کے حوالے کیا جائیگا اور اون دونون کو اپنے حق میراث مین سے اولاد پر بہ نسبت انفاق کرنا واجب ہوگا پس اگر وہ اولاد حالت اسلام مین بالغ ہو تو متروکہ کے پانے کا اوسکو استحقاق حاصل ہوگا جیسا کہ مالک بن اعین کی روایت

کئی مسئلے مذکور ہوتے ہیں پہلا مسئلہ جبکہ مقتول کے لیے امام ع کے سوا کوئی وارث
نہو تو امام ع کو قاتل سے قصاص کے مطالبہ کرنے یا برضاء قاتل دیت کے اخذ کرنے کا
استحقاق حاصل ہوگا اور امام ع کو عفو کرنیکا اختیار نہوگا دوسرا مسئلہ دیت پر مال مقتول
کا حکم جاری کیا جائیگا پس اوس سے مقتول کا دین ادا کیا جائیگا اور اوسکی وصیتیں
خارج کیجائینگی خواہ عمداً قتل کیا گیا ہو اور دیت لی گئی ہو یا خطاءً قتل کیا گیا ہو
تیسرا مسئلہ دیت کا متقرب بالام کے سوا ہر ایک شخص وارث ہوگا خواہ منجملہ
اقربائے نسبی ہو یا سببی [illegible] خصوص متقرب بالام کے وارث دیت ہونے اور نہ
ہونے میں بین العلماء اختلاف ہے اور احد الزوجین کو دوسرے کے
قصاص کی وراثت کا استحقاق حاصل نہیں ہوتا اور اگر اخذ دیت پر تراضی ہو جائے
تو اون دونوں کو اوس دیت سے اپنے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ
(دیت) مقتول کا مال [illegible] باقی اموال کے جملہ احکام متعلق ہونگے
جنمیں وراثت زوجین بھی داخل ہے [illegible] رق کے بیان میں پس وارث اور
مورث میں سے ہر ایک کا رق ہونا دوسرے کے لیے مانع ارث ہوتا ہے پس اگر
کوئی شخص انتقال کرے اور اوسکے بعض ورثہ حر اور بعض آخر مملوک ہوں تو میراث
کا استحقاق فقط حر کو حاصل ہوگا اگرچہ بعید ہو اور مملوک کو نہوگا اگرچہ قریب ہو
اور اگر کسی شخص کا وارث مملوک ہو اور اوس وارث کا مولود حر ہو تو مولود مذکور
اپنے باپ کے رقیت ہونے کیوجہ سے ممنوع نہوگا اسلیے کہ مولود مذکور میں مقتضی ارث
(قرابت) موجود ہے اور مانع ارث (رقیت) مفقود ہے اور اگر کسی شخص کے [illegible] ورثہ
ہوں اور اون میں سے بعض ورثہ حر اور بعض آخر مملوک ہوں اور قسمت ترکہ سے

اپنے کسی عزیز کو عمداً (قصداً) از راہ ظلم قتل کر ڈالنا اوسکو وارث مقتول سے مانع ہوتا ہے
اور اگر اوسکو کسی حق کے عوض (جیسے قصاص لینا) قتل کریگا تو مانع ارث نہو گا
اور اگر کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو از راہ خطا قتل کردے تو اوسکو علی الاشہر میراث کا
استحقاق باقی رہیگا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنے استنباط کی بنا پر ارشاد
فرمایا ہو کہ قاتل مذکور (جسنے از راہ خطا قتل کیا ہو) کو دیت مقتول کا استحقاق نہوگا
اور اوسکے علاوہ باقی ترکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور یہ قول خوب ہو لکن قول اول
اشبہ ہو اور اس حکم مین باپ اور ولد اور دیگر اقربا مساوی ہین خواہ اقربا نسبی ہون
یا سببی اور اگر مقتول کا قاتل کے سوا کوئی اور وارث نہو تو اوسکے میراث کا
استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اسلیے کہ جس شخص کا کوئی وارث نہین ہوتا
اوسکے وارث امام ع ہوتے ہین پس اوسکا ترکہ امام ع کے بیت المال کیطرف
منتقل کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کو قتل کر ڈالے اور قاتل کا کوئی مولود
موجود ہو تو اوسکو اپنے دادا (جو مقتول ہوا ہو) کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا
بشرطیکہ مقتول کے لیے کوئی ولد صلبی نہو اور مولود قاتل کا استحقاق اوسکے باپ کی
حیات کے سبب سے باطل نہوگا اور اگر قاتل کے لیے کوئی وارث کافر موجود ہو
تو وہ دونون (قاتل اور اوسکا وارث کافر) میراث مقتول سے ممنوع کیے جائینگے
اور اوسکی میراث کا امام ع کو استحقاق ہوگا اور قاتل کا وارث کافر اسلام لے آئے
حتی کہ خون کے مطالبہ کا بھی امام ع ہی کو استحقاق ہوگا ۱۲ ج
تو میراث مقتول کا اوسی کو استحقاق ہوگا اور اسیطرح خون مقتول کے مطالبہ کا بھی
اگر ترکہ اوسکا امام ع کی طرف منتقل ہوچکا ہو ۱۲ ح
اوسی کو استحقاق ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر متروکہ مقتول کے امام ع کیطرف
منتقل ہونے سے قبل اسلام لائیگا تو وارث ہوگا والا وارث نہوگا اور اسمقام پر

المقدمة الثانية

دين مستغرق للتركة لم ينتقل الى الورثة وكانت على حكم مال الميت وان لم يكن مستغرقا انتقل الى الورثة ما فضل وما قابل الدين باق على حكم مال الميت

اوسقدر دین ہو جو مستوعب ترکہ ہی تو اوسکا مال ورثہ کیطرف منتقل نہوگا اور اوس سے مال میت کا حکم متعلق ہوگا (جسکی تفصیل کتاب البحر مین مذکور ہوچکی ہی) اور اگر مستوعب ترکہ نہو تو اوسمین سے فقط وہ مقدار ورثہ کیطرف منتقل ہوگی جو ادائے دین کے بعد باقی رہیگی اور جو مقدار کہ مقابل دین قرار پائیگی وہ مال میت کے حکم پر باقی رہیگی تیسرا مقدمہ حجب کے بیان مین حجب کی دو قسمین ہین اوّل اصل میراث سے محروم کرنا دوم بعض فرض سے منع کرنا اور قسم اوّل (اصل میراث سے محروم کرنا) کا ضابطہ مراعات قرب ہی پس ولد ولد (پوتا یا نواسا) کو ولد صلبی (بیٹا یا بیٹی) کے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل نہوگا خواہ ذکر ہو یا انثی حتی کہ ابن ابن (پوتا) کو بنت صلبی (بیٹی) کے ساتھ میراث کا استحقاق نہوگا اور جبکہ اولاد الاولاد (پوتے اور پوتیان اور نواسے اور نواسیان) مجتمع ہوجائین تو اونمین سے جو شخص اقرب ہوگا وہ ابعد کو مانع ہوگا اگرچہ پست تر ہون بنا بر علیہ پوتے یا پوتی اور نواسے یا نواسی کے ساتھ اونکی اولاد کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح ولد میت (پوتا یا پوتی نواسا یا نواسی یا اونکی اولاد یا اونکی اولاد کی اولاد اور علی ہذا القیاس) کے ساتھ متقرب بالابوین یا متقرب باحدہما کو میراث کا استحقاق نہوگا جیسے اخوۃ (میت کے بھائی خواہ اعیانی ہون یا علاتی یا اخیافی) یا اونکی اولاد اور اجداد (میّت کے دادا دادی اور نانا نانی) اور اونکے آباء (میّت کے پردادا اور پردادی اور پرنانا اور پرنانی یا اونکے آباء اور علی ہذا القیاس) اور اعمام (میّت کے چچا اور پھوپی) اور اخوال (میّت کے ماموں اور خالہ) اور اون دونون کی اولاد (میّت کے چچازاد یا پھوپی زاد یا ماموں زاد یا خالہ زاد بھائی بہن) اور استحقاق میراث مین میّت کے ابوین (مان باپ) اور زوج یا زوجہ کے سوا کوئی شخص اوسکی اولاد کا شریک نہین ہوسکتا اگرچہ پست تر ہون اور جبکہ

وہ دونون رقیت پر باقی ہین جو مانع ارث ہی اور اسمقام پر اسباب منع کے لحاظ
سے چار امر بیان کیے جاتے ہین پہلا امر لعان کا بین الزوجین واقع ہونا نسب مولود کے
ساقط ہونیکا سبب ہوتا ہی ہان اگر وقوع لعان کے بعد مولود کا شخص ملاعن اقرار
کرے گا تو مولود اوس سے ملحق کیا جائیگا اور اوسکا وارث ہوگا اور مولود مذکور
وہ وارث نہوگا دوسرا امر شخص مفقود الخبر کے مال پر اوسوقت تک میراث کا
حکم جاری نہوگا جبتک کہ اوسکی وفات متحقق نہو یا اوسکی غیبت کو اسقدر زمانہ منقضی
نہو جائے جسمین باعتبار عادت اوسکے امثال زندہ نہین رہ سکتے پس اگر دونون
امرون (تحقق وفات اور انقضائے مدت مذکورہ) مین سے ایک امر متحقق ہوگا
تو اوسکا مال اوسکے اون ورثہ پر تقسیم کردیا جائیگا جو وقت حکم موجود ہونگے اور
بعض علمانے فرمایا ہی کہ وقت غیبت سے دس برس کے بعد اوسکا مال ورثہ پر
تقسیم کیا جائیگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکا مال ایسے وارث کے حوالہ
کیا جائیگا جو غنی و مالدار ہو اور قول اول اولی ہی تیسرا امر حمل اوسوقت
وارث ہوگا جبکہ وہ زندہ پیدا ہوا ور مردہ پیدا ہوگا تو اوسکو میراث مین سے
کسی نصیب کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر کوئی حمل اپنے زندہ پیدا ہونے کے بعد
مر جائیگا تو اوسکے نصیب کا استحقاق اوسکے ورثہ کو حاصل ہوگا اور اگر کوئی
حمل بوجہ جنایت ساقط ہوجائے تو استحقاق میراث مین اوسکا ایسی حرکت کے
ساتھ متحرک ہونا شرط ہوگا جو شخص زندہ سے صادر ہوتی ہی اور ایسے تقلص
(جنبش) کا موجود ہونا کافی نہوگا جو باعتبار طبع حاصل ہوتا ہی اور اختیار کو
اوسمین دخل نہین ہوتا چوتھا امر جبکہ کوئی شخص وفات پائے اور اوسکے ذمہ پر

میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح ضامن جریرہ کو جو باعث یا اوسکے قائم مقام
کی معیت مین میراث معتق (آزاد کردہ) کا استحقاق حاصل ہوگا اور جسطرح ضامن
جریرہ کے ساتھ امام علیہ السلام کو میراث کا استحقاق ہوگا اور حجب دو (یعنی فرض سے
منع کرنا) کی بھی دو قسمین ہین اوّل حجب ولد پس ولدیت (اگرچہ پست ہو) ابوین کو
زائد از سدسین سے مانع ہوتا ہو خواہ ذکر ہو یا انثی البتہ اگر ابوین کے ساتھ بنت واحدہ
مجتمع ہوجائے تو مانع ہوگی پس صورت مذکورہ مین فریضہ کے علاوہ ایک سدس
باقی رہیگا جو ان تینون پر اخماساً رد کیا جائیگا اور اگر احد الابوین کے ساتھ بنت واحدہ
مجتمع ہوجائے تب بھی مانع ہوگی پس فریضہ کے علاوہ جو ثلث باقی رہیگا وہ ان دونون پر
ارباعاً رد کیا جائیگا اور اسیطرح اگر احد الابوین کے ساتھ بنتین یا بنات مجتمع ہوجائین
تب بھی زائد سے مانع ہونگے پس فریضہ کے علاوہ جو سدس باقی رہیگا وہ ان دونون
(بنتین یا بنات اور احد الابوین) پر اخماساً رد کیا جائیگا اور اسیطرح ولدیت اوسکی
زوج یا زوجہ کو نصیب اعلیٰ (نصف اور ربع) سے مانع ہوتا ہو پس ولدیت کے
ساتھ زوج یا زوجہ کو نصیب ادنیٰ (ربع اور ثمن) کا استحقاق باقی رہتا ہو اور زوج
وزوجہ کے لیے تین حالتین ہوتی ہین حالت اولیٰ ان دونون (زوج وزوجہ)
مین سے کسیکے ساتھ ولدیت کا مجتمع ہونا اگرچہ پست تر ہو پس اس صورت مین زوج
کے لیے ربع متروکہ کا اور زوجہ کے لیے ثمن متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا حالت ثانیہ
ان دونون مین سے کسیکے ساتھ میت کے ولد یا ولد الولد (اگرچہ پست تر ہو) کا
موجود نہ ہونا پس اس صورت مین زوج کے لیے نصف متروکہ کا اور زوجہ کے لیے
ربع متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا حالت ثالثہ ان دونون مین سے کسیکے ساتھ

میّت کے لیے ابوین اور اولاد موجود نہون تو اوسکی میراث کا استحقاق فقط اخوۃ
(میّت کے بھائی بہن) اور اجداد (میت کے دادا دادی اور نانا نانی) کو حاصل ہوگا
اور اخ میّت کے ساتھ ولد اخ (بھتیجا یا بھتیجی) کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح
جد میّت (برادر) کے ساتھ پدر جد کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اولاد اخوۃ کے بطون متنازلہ
(اولاد الاولاد اور اونکی اولاد اور علی ہذا القیاس) مجتمع ہوجائین تو اونمین سے میراث
کا استحقاق فقط اقرب کو حاصل ہوگا اور ابعد محروم رہیگا بناءً علیہ اولاد اخوۃ
کے ساتھ اوسکی اولاد کو استحقاق نہوگا اور اسیطرح اخوۃ اور اونکی اولاد کے ساتھ
(اگرچہ پست تر ہون) متقرب بالاجداد (جیسے اعمام واخوال اور اونکی اولاد) کو
استحقاق میراث حاصل نہوگا ہان اخوۃ اور اونکی اولاد کے ساتھ آبار اجداد کو بھی
میراث کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ جد اگرچہ بلند تر ہو عنوان جد مین داخل ہے اور اگر
اجداد میت کے بطون متصاعدہ مجتمع ہوجائین تو اونمین سے اقرب الی المیت کو
میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور ابعد محروم رہیگا اور جبکہ میت کے لیے اجداد
اور اخوۃ یا اولاد اخوۃ موجود نہون تو میراث کا استحقاق اوسکے اعمام واخوال اور
اونکی اولاد (اگرچہ پست تر ہون) کو حاصل ہوگا اور اعمام واخوال اور اونکی اولاد
کے ساتھ اب میّت کے اعمام واخوال کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اب میّت
کے اعمام واخوال کی اولاد کے ساتھ جد (پدر) میّت کے اعمام واخوال کو میراث کا استحقاق
نہوگا اور اونمین سے متقرب بالابوین کے ساتھ فقط متقرب بالاب کو استحقاق
میراث حاصل نہوگا بشرطیکہ باعتبار درجہ وہ دونون مساوی ہووین اور جبکہ
میت کے لیے منجملہ اقربائے نسبی کوئی شخص (اگرچہ بعید تر ہو) موجود ہوگا تو مولا نعمت

واجتماعها ستة النصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس فالنصف نصيب خمسة ... البنت وبنت الابن ... والاخت لاب وام والاخت لاب والربع للزوج مع الولد وللزوجة عند عدمه والثمن للزوجة مع الولد ... والثلثان لكل اثنين فصاعدا ... والثلث للام ... والسدس ... من الولد ... وسهم الام ... الاخوة ... مع وجود الاب ... والسدس سهم كل واحد من الابوين مع الولد ... وسهم الواحد من ولد الام ... وهذه الفروض ... مع مثله ... مع الربع ومع الثمن

اور کیفیت اجتماع کے بیان مین مجموع سہام چھ ہین نصف (آدھا) اور ربع (چوتھائی)
اور ثمن (آٹھوان حصہ) اور ثلثین (دو تہائی) اور ثلث (تہائی) اور سدس
(چھٹا حصہ) پس نصف تین شخصون کا فریضہ ہے اوّل زوج بشرطیکہ میّت کے لیے
کوئی ولد (اگرچہ پست تر ہو) موجود نہو دوّم بنت واحدہ سوّم اخت اعیانی یا
علاتی اور ربع دو شخصون کا فریضہ ہے اوّل زوج جبکہ میت کے لیے کوئی ولد
موجود ہو اگرچہ پست تر ہو دوّم زوجہ جبکہ میّت کے لیے کوئی ولد موجود نہو
اور ثمن فقط زوجہ کا فریضہ ہے جبکہ ولد میّت موجود ہو اگرچہ پست تر ہو اور ثلثین
دو شخصون کا سہم ہے اوّل بنتین یا بنات دوّم اختین (دو بہنین) یا اخوات (تین یا
زاید بہنین) بشرطیکہ اعیانی یا علاتی ہون اور ثلث بھی دو شخصون کا سہم ہے اوّل
امّ (مادر میّت) بشرطیکہ اولاد یا اخوۂ میّت مین سے کوئی شخص اوسکا حاجب نہو دوّم
اخوۂ اخیافی بشرطیکہ دو یا زاید ہون اور سدس تین شخصون کا فریضہ ہے اوّل
احد الابوین (میت کے مان یا باپ) جبکہ میّت کے لیے کوئی ولد موجود ہو اگرچہ
پست تر ہو دوّم امّ (مادر میّت) جبکہ میّت کے اخوۂ اعیانی یا علاتی کے ساتھ مجتمع ہو
بشرطیکہ پدر میّت موجود ہو سوّم کلالۃ الام (اخیافی بھائی یا بہن) جبکہ متحد (ایک)
ہو خواہ ذکر ہو یا انثیٰ اور فروض مذکورہ مین بعض فروض ایسے ہین جو باہم مجتمع
ہو سکتے ہین اور بعض فروض ایسے ہین کہ باہم مجتمع نہین ہو سکتے پس نصف کے
اجتماع کی کئی صورتین ہین اوّل اوسکا اپنے مثل کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج
اور اخت اعیانی یا علاتی دوّم اوسکا ربع کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور بنت
سوّم اوسکا ثمن کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور بنت اور وہ ثلثین کے ساتھ
یعنی نصف

امام علیہ السلام کے سوا منجملہ اقربائے نسبی و سببی کسی وارث کا موجود نہونا پس اس صورت
مین زوج کو نصف متروکہ دیا جائیگا اور نصف باقی اوسپر رد کیا جائیگا اور زوجہ کو ربع متروکہ
دیا جائیگا اور آیا اوسپر رد کرنا صحیح ہوگا یا نہین اس مین تین قول ہین اوّل یہ کہ اوسپر مطلقاً
رد کیا جائیگا خواہ امام حاضر ہون یا غائب دوم یہ کہ اوسپر مطلقاً رد نکیا جائیگا بلکہ باقی
متروکہ کا امام علیہ السلام کو استحقاق ہوگا سوم یہ کہ امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ مین
اوسپر رد کیا جائیگا اور حضور امامؑ کے زمانہ مین اوسپر رد نکیا جائیگا اور حق یہ ہی کہ اوسپر
رد کرنا صحیح نہین ہی دوم حجب اخوۃ لیس اخوۂ میت اوسکی مان کو زائد عن السدس سے
چار شرطون کے ساتھ مانع ہوتے ہین شرط اوّل اونکا دو مرد یا زائد یا دو عورت
اور ایک مرد یا چار عورت ہونا پس ایک بھائی یا دو بہنین یا ایک بھائی اور ایک بہن
یا تین بہنین حاجب نہونگی شرط دوم اونکا مملوک یا کافر نہونا پس اگر اخوۂ میت کافر یا
مملوک ہونگے تو اوسکی مان کے لیے حاجب نہونگے اور آیا اخ قاتل اپنے برادر مقتول
کی مان کا حاجب ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن ظاہر یہ ہی کہ وہ حاجب نہوگا شرط سوم
پدر میت کا موجود ہونا پس اگر وہ موجود نہوگا تو اخوۂ میت اوسکی مان کے لیے
حاجب نہونگے شرط چہارم اونکا اعیانی یا علاتی ہونا پس میت کے اخوۂ اخیافی حاجب
نہونگے اور آیا اونکا وفات برادر کے وقت موجود و منفصل ہونا بھی شرط ہی یا نہین
اسمین تردد ہی لیکن اونکے منفصل ہونے کا شرط ہونا اظہر ہی اور اونکا حمل ہونا ام میت
کے محجوب کرنے مین کافی نہوگا اور اخوۂ میت کی اولاد اوسکی مان کے لیے حاجب نہوگی اور
اسیطرح اگر اخوۂ میت منجملہ خناثی مشکلہ ہون اور چار خنثے ون سے کم ہون تو حاجب نہونگے
کیونکہ اونکے اناث ہونیکا بھی احتمال ہی چوتھا مقدمہ سہام ورثہ کے مقادیر اور

المقدمة الرابعة
في مقادير السهام

زوج نصف کا اور مادر میت کو عدم حاجب کے ساتھ ثلث کا اور پدر میت کو سدس کا استحقاق ہوتا ہے اور بوجود حاجب مادر میت کو سدس کا اور پدر میت کو ثلث کا استحقاق ہوتا ہے اور علی کلا التقدیرین پدر میت کا سہم باعتبار قرابت ہوگا اور باعتبار فرضیت ہوگا اور اس مقام سے دو مسئلے مخفی کیے جاتے ہیں پہلا مسئلہ [illegible] [illegible] اور حاجبان سے ہم مراد [illegible] میراث ثابت نہیں ہوتی) اور جبکہ [illegible] باقی [illegible] اگر کوئی وارث ایسا ہو [illegible] باعتبار درجہ مساوی [illegible] تو اسکو باقی مال کا استحقاق باعتبار قرابت حاصل ہوگا جیسے ابوین میت کے (ماں باپ) اور زوج یا زوجہ کہ اس صورت میں مادر میت کو ثلث ما بقی کا اور زوج یا زوجہ کو اپنے نصیب (سدس یا نصف ربع) کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال پدر میت کے [illegible] وہ باعتبار درجہ مساوی [illegible] کوئی فریضہ [illegible] اور اگر [illegible] میت کے اعیانی یا علاتی بھائی جو [illegible] کے حاجب ہوتے ہیں [illegible] موجود ہوں تو مادر میت کو سدس کا اور زوج کو نصف کا استحقاق ہوگا اور باقی مال پدر میت کے حوالہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر ابوین اور زوجہ جمع ہوجائیں تو زوجہ کو ربع متروکہ کا اور ابوین میں سے [illegible] باقی مال ابوین کے حوالہ کیا جائیگا [illegible] وارث بقرابت [illegible]

اگر زوج اور دو یا کئی اخوۃ اخیافی (مادری بھائی یا بہنیں) اور ایک یا کئی اخوۃ اعیانی (پدری و مادری بھائی بہن) یا علاتی (پدری بھائی بہن) مجتمع ہوجائیں تو زوج کو نصف متروکہ کا اور اخوۃ اخیافی کو ثلث متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال کا

مجتمع نہیں ہوسکتا ہے کہ ہمارے نزدیک عول باطل ہے پس جبکہ زوج کے ساتھ اختین یا اخوات
مجتمع ہوں تو اون دونوں (زوج اور اختین یا اخوات) کو اپنے فرض کا استحقاق ہوگا
بلکہ فقط اختین پر نقصان وارد ہوگا اور زوج کو اپنے پورے فرض (نصف) کا استحقاق
ہوگا چہارم اوسکا ثلث کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور ام بشرطیکہ کوئی حاجب
موجود نہو پنجم اوسکا سدس کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور کلالۃ الام جبکہ تنہا ہو
ربع اور ثمن باہم مجتمع نہیں ہوتے اسلیے کہ ثمن کا استحقاق زوجہ کو وجود ولد کی صورت میں
حاصل ہوتا ہے اور ربع کا استحقاق اوسکو عدم ولد کی صورت میں حاصل ہوتا ہے اور
ربع کے اجتماع کی آٹھ صورتیں ہیں اول اوسکا ثلثین کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج
اور بنتین دوم اوسکا ثلث کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور کلالۃ الام جبکہ متعدد ہوں
سوم اوسکا سدس کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور کلالۃ الام جبکہ متحد ہو چہارم ربع کا
نصف کے ساتھ مجتمع ہونا جو اجتماعات نصف میں مذکور ہوچکا اور ثمن کے اجتماع کی
بھی کئی صورتیں ہیں اول ثمن کا نصف کے ساتھ مجتمع ہونا دوم اوسکا ربع کے ساتھ
مجتمع ہونا اور یہ دونوں صورتیں اجتماعات نصف و ربع میں مذکور ہوچکی ہیں سوم
اوسکا ثلثین کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور بنتین چہارم اوسکا سدس کے ساتھ مجتمع
ہونا جیسے زوجہ اور ام اور ابوین جبکہ ولد میت موجود ہو اور ثمن کا ثلث کے ساتھ مجتمع
ہونا صحیح نہیں ہے اسلیے کہ ثمن کا وجود ولد کی صورت میں زوجہ کو استحقاق حاصل ہوتا ہے
اور ثلث کا استحقاق اخیافی کو (جبکہ متعدد ہوں) یا مادر میت کو عدم ولد کی صورت میں
استحقاق حاصل ہوتا ہے جبکہ اجتماع غیر متصور ہے اور ثلث کا سدس کے ساتھ باعتبار فریضہ
مجتمع ہونا صحیح نہیں ہے اگرچہ باعتبار قرابت مجتمع ہونا صحیح ہے جیسے زوج اور ابوین کہ اس صورت میں

ولا یجتمع مع الثلثین لبطلان العول بل یکون النصف داخلا علی الاختین فصاعدا الی الربع ویجتمع مع الثلث والسدس ویجتمع الربع مع الثلثین ومع الثلث ومع السدس ویجتمع الثمن مع الثلثین ومع السدس والسدس

ربع

احد الابوین کو سدس کا استحقاق ہوگا اور فقط بنتین یا بنات سے نقصان متعلق ہوگا
اور باقی مال اونکے حوالہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر زوجہ اور ابوین اور بنتین یا بنات مجتمع ہون
تو زوجہ کو ثمن متروکہ کا اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا اور
فقط بنتین سے نقصان متعلق ہوگا اور باقی مال اونکو دیا جائیگا اور اسیطرح اگر زوج
اور کلالۃ الام (ماوری بھائی یا بہن) اور اخت یا اخوات اعیانی یا علاتی مجتمع ہوجائین
تو زوج کو نصف کا اور کلالۃ الام کو سدس (اگر متحد ہو) یا ثلث (اگر متعدد ہون)
کا استحقاق ہوگا اور اخت یا اخوات پر نقصان وارد ہوگا اور فقط باقی مال اونکے
حوالہ کیا جائیگا **دوسرا مطلب** مقاصد ارث کے بیان مین اور وہ تین ہین
پہلا مقصد میراث انساب کے بیان اور وہ تین مرتبے ہین پہلا مرتبہ
ابوین (میت کے ماں باپ) اور اولاد ہی پس اگر مادر میت کے سوا کوئی وارث
ایسا موجود نہو جو باعتبار درجہ اوسکا مساوی ہو تو کل متروکہ کا استحقاق اوسکو
حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر مادر میت کے سوا کوئی وارث موجود نہو تو اوسکو ثلث کا استحقاق
فرضا حاصل ہوگا اور باقی متروکہ اوسپر رد کیا جائیگا اور اگر میت کے ماں باپ دونون
مجتمع ہوجائین تو ماں کو ثلث کا اور باپ کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اخوۃ
بھی موجود ہونگے تو ماں کو فقط سدس کا اور باپ کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا اور
اخوۃ کو کسی شی کا استحقاق نہوگا اور اگر ایک ابن (لڑکا) کے سوا کوئی وارث موجود نہو
تو مجموع متروکہ کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور اگر ایک سے زائد ہون تو استحقاق
مال مین وہ سب مساوی ہونگے اسلیے کہ بعض کو بعض آخر پر ترجیح نہین ہی اور اصل
تساوی ہی اور اگر ایک بنت (لڑکی) کے سوا کوئی وارث موجود نہو تو اوسکو نصف متروکہ

اخوۃ اعیانی یا علاتی کے حوالہ کرنا متعین ہوگا اسلیے کہ اونکے لیے کوئی فرض نہین
اور اگر کوئی وارث ایسا موجود ہو جو باعتبار درجہ بعید ہو تو اوسکو میراث
استحقاق نہوگا اور جو مال کہ فریضہ سے باقی رہیگا وہ زوج و زوجہ کے سوا ا
ذوی الفروض پر رد کیا جائیگا جیسے ابوین (میت کے مان باپ) یا احدہما (اون دونو
مین سے ایک شخص) اور بنت (میت کی بیٹی) اور اخ (میت کا بھائی) یا عم
(میت کا چچا) پس بنت کو نصف کا اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس کا استحقاق
اور سدس باقی بہ نسبت سہام اونپر اجمالاً رد کیا جائیگا اور اخ و عم کو کوئی استحقاق
دوسرا مسئلہ ہمارے نزدیک عول (فریضہ کا اسطرح زائد کرنا کہ بہ نسبت سہام جملہ ورثہ
نقصان وارد ہو) باطل ہوا اسلیے کہ حق تعالی سے کسی مال مین اوسقدر حصون
مقرر کرنا محال ہی جنکی کہ وہ گنجایش نہ رکھتا ہوا ور لزوم عول مین زوج یا زوجہ
بنت یا بنات یا اخت یا اخوات اعیانی یا علاتی کے ساتھ مجتمع ہونا ضرور ہو پس صورت مذکور
مین میت کے باپ یا بنت یا بنتین یا متقرب بالابوین (جو مان اور باپ دونون
طرف سے قرابت رکھتا ہو جیسے اخت یا اخوات اعیانی) یا متقرب بالاب (جو تنہا باپ
کی طرف سے قرابت رکھتا ہو جیسے اخت یا اخوات علاتی) پر نقصان وارد ہوگا
اور متقرب بالام (جو تنہا مان کی طرف سے قرابت رکھتا ہو جیسے اخت یا اخوات اخیافی)
پر نقصان وارد نہین ہوتا جیسے زوج اور ابوین اور بنت پس اس صورت مین
زوج کو ربع متروکہ کا اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا
اور نقصان فقط بنت سے متعلق ہوگا اور باقی مال اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور سیطرح
اگر زوج اور احد الابوین اور بنتین یا بنات مجتمع ہوجائین تو زوج کو ربع کا اور

زوجہ پر رد کرنا صحیح نہوگا اور جبکہ اخوۃ اعیانی و علاتی جو حاجب ام ہوتے ہین موجود ہون تو باقی مال فقط بنت اور اب پر ارباعاً رد کیا جائیگا اور اگر بنت کے ساتھ فقط احد الابوین مجتمع ہو تو مجموع مال اون دونون پر ارباعاً تقسیم کیا جائیگا اور اگر اون دونون (بنت اور احد الابوین) کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہوجائے تو فاضل کا فقط بنت اور احد الابوین پر رد کرنا متعین ہوگا اور زوج یا زوجہ پر رد کرنا صحیح نہوگا اور اگر ابوین کے ساتھ بنتین یا بنات مجتمع ہووین تو ابوین کو دو سدس کا اور بنتین یا بنات کو ثلثین کا بالسویہ استحقاق ہوگا اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہوجائے تو اوسکو اپنے نصیب ادنی (ربع و ثمن) کا اور ابوین کو دو سدس کا استحقاق ہوگا اور فقط باقی کا استحقاق بنتین یا بنات کو حاصل ہوگا اسلیے کہ عول باطل ہے اور اگر بنتین یا بنات کے ساتھ احد الابوین مجتمع ہو تو احد الابوین کو سدس کا اور بنتین یا بنات کو ثلثین کا استحقاق ہوگا اور باقی اونپر بہ نسبت سہام اخماساً رد کیا جائیگا اور اگر زوج بھی موجود ہوگا تو فقط بنتین یا بنات پر نقصان وارد ہوگا اسلیے کہ عول باطل ہے اور اگر زوجہ موجود ہوگی تو اوسکو اپنے نصیب ادنے (ثمن) کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال احد الابوین اور بنات پر بقدر سہام تقسیم کیا جائیگا اور اگر ابوین کے ساتھ فقط زوج مجتمع ہو تو اوسکو نصف کا اور ام کو ثلث اصل کا استحقاق ہوگا اور باقی مال اب کو دیا جائیگا اور اگر اخوۃ بھی موجود ہونگے تو ام کو فقط سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی مال اب کے حوالہ کیا جائیگا اور اگر ابوین کے ساتھ زوجہ مجتمع ہوجائے تو اوسکو ربع کا اور ام کو ثلث اصل کا (جبکہ اخوۃ نہون) استحقاق ہوگا اور باقی مال اب کے حوالہ کیا جائیگا اور وجود اخوۃ کی صورت مین ام کو فقط سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی اب کو دیا جائیگا اور سہام پر

فرضاً استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال او سپر رد کیا جائیگا پس اگر بنتین یا بنات کے سوا کوئی
وارث موجود ہو تو اونکو مثل کے ثلثین کا استحقاق فرضاً حاصل ہوگا اور باقی اونپر
رد کیا جائیگا اور جبکہ ذکور و اناث مجتمع ہون تو اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین
(مرد کے لیے دو عورتون کے نصیب کے برابر) تقسیم کیا جائیگا اور اگر ابوین یا احدہما
کے ساتھ اولاد مجتمع ہو جائے تو ابوین مین سے ہر ایک کو سدس کا استحقاق حاصل ہوگا
اور باقی مال اولاد پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ جملہ اولاد ذکور یا اناث ہون اور
اگر ذکور کے ساتھ انثی یا اناث بھی موجود ہون تو باقی مال اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین
تقسیم کیا جائیگا اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو جائے تو او سکو اسکے
ادنی حصہ (ربع یا ثمن) کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح ابوین کو بھی فقط دو سدس کا استحقاق
ہوگا اور باقی اولاد کو دیا جائیگا اور اگر ابوین کے ساتھ ایک بنت مجتمع ہو جائے
تو ابوین کو دو سدس کا اور بنت کو نصف کا استحقاق ہوگا اور باقی اون تینون پر
بہ نسبت سہام اخماساً رد کیا جائیگا اور اگر اخوۃ اعیانی یا علاتی موجود ہون تو باقی مال
فقط بنت اور اب پر بہ نسبت سہام ارباعاً رد کیا جائیگا اور ام کو رد کا استحقاق نہوگا
اسلیے کہ اخوۃ او سکو زائد عن السدس سے مطلقاً محجوب کرتے ہین اور اگر اونکے
ساتھ زوج بھی داخل ہو جائے تو او سکو اسکے نصیب ادنی (ربع) کا اور ابوین کو
فقط دو سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی مال بنت کو دیا جائیگا اسلیے کہ ہمارے نزدیک
عول باطل ہوا اور اگر اونکے ساتھ زوجہ مجتمع ہو جائے تو ہر ایک صاحب فرض کو اپنے
فرض کے اقتدار کا استحقاق ہوگا یعنی بنت کو نصف کا اور ابوین کو دو سدس کا اور
زوجہ کو ثمن کا اقتدار کا استحقاق ہوگا اور باقی مال بنت اور ابوین پر اخماساً رد کیا جائیگا اور

اوسکے باپ کو کل متروکہ کا استحقاق ہوتا اسیطرح صورت انفراد مین اوسکو بھی مجموع مال کا
استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اوسکے ساتھ اور ورثہ بھی مجتمع ہون تو اوسکو اپنے باپ
کیطرح فقط اوس مال کا استحقاق حاصل ہوگا جو حصص فریضہ کے بعد باقی رہے جیسے ابوین
(ماں باپ) یا احدہما (اون دونون مین سے ایک شخص) اور زوج یا زوجہ پس اس
صورت مین ابوین یا احدہما کو ثلث یا سدس کا اور زوج یا زوجہ کو ربع یا ثمن کا استحقاق
حاصل ہوگا اور مابقی ولد ابن کے حوالہ کیا جائیگا اور اگر اولاد ابن (اگرچہ اناث ہون)
اور اولاد بنت (اگرچہ ذکور ہون) مجتمع ہون اور اونکے علاوہ کوئی وارث موجود نہو
تو علی الاظہر اولاد ابن کو دو ثلث کا اور اولاد بنت کو ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا
اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو جائے تو اوسکو اپنے نصیب ادنی (ربع
اور ثمن) کا استحقاق ہوگا اور مابقی مین سے ایک ثلث کا اولاد بنت کو اور دو ثلث کا
اولاد ابن کو استحقاق ہوگا دوسرا مسئلہ جسطرح کہ اولاد ابن اپنے نصیب کو للذکر مثل
حظ الانثیین باہم تقسیم کرتی ہے اوسیطرح اولاد بنت بھی اپنے نصیب کو للذکر مثل
حظ الانثیین تقسیم کریگی اور بعض علمار نے فرمایا ہے کہ اولاد بنت کو اپنے نصیب کا بالسویہ
تقسیم کرنا لازم ہوگا اور یہ قول متروک ہے (شیخ اور قاضی وغیرہ ۱۲) تیسرا مسئلہ ولد اکبر کو اپنے باپ کے متروکہ مین سے
اشیائے ذیل عطا کی جائینگی اول ثیاب بدن دوم خاتم (انگشتری) سوم سیف
(تلوار) چہارم مصحف (قرآن مجید) اور ولد اکبر پر اپنے باپ کے صوم و صلوۃ کا
قضا کرنا واجب ہوگا جسکے ساتھ کہ وہ مشغول الذمہ ہے اور اشیائے مذکورہ کے ساتھ
ولد اکبر کے مختص ہونے مین کئی شرطین ہین اول و دوم اوسکا قول مشہور کی بنا پر سفیہ اور
فاسد الرائے (مخالف مذہب) نہونا اسلیے کہ سفیہ سے میت کے صوم و صلوۃ کا قضا کرنا

کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ میت کے ابوین کی مقامت مین اولاد الاولاد
(اگرچہ پست تر ہون خواہ ذکور ہون یا اناث) اپنے آبار کے قائم مقام ہوتی ہی اور اوت
دونون کو نصیب اعلیٰ سے محروم کرتی ہی اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے اونکے توریث (وارث کرنا)
اور قائم مقام آبار ہونیمین عدم ابوین (میت کے مان باپ کا موجود نہونا) کو شرط کیا ہی
اور یہ قول متروک ہی اور اولاد اپنے متقربین (جو اون سے قرابت رکھتے ہین)
کو استحقاق میراث سے مانع ہوتی ہی اور اسیطرح متقرب بالابوین (جو مان باپ کیطرف
قرابت رکھتے ہین جیسے اخوۃ اور اونکی اولاد اور اجداد اور اونکے آبار اور اعمام
و اخوال اور اونکی اولاد) کو بھی استحقاق میراث سے مانع ہوتی ہی البتہ اولاد کے وارث
ہونے مین اقرب فالاقرب کی مراعات لازم ہی پس اونمین سے کسی بطن کو اوس بطن کے
ساتھ میراث کا استحقاق حاصل ہوگا جو میت سے اونکی بہ نسبت زیادہ قریب ہی پس
اولاد صلبی کے ساتھ اولاد الاولاد کو اور اونکے ساتھ اونکی اولاد کو استحقاق نہوگا اور
اولاد الاولاد مین سے ہر ایک کو اوس شخص کے نصیب کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا
جسکی وجہ سے کہ وہ قرابت رکھتا ہی بنا بر علیہ دختر کی بیٹی (نواسا یا نواسی) اپنی مان کے
نصیب کا وارث ہوگا خواہ ذکر ہو یا انثی پس جسطرح کہ حالت انفراد مین اوسکی مان کو
نصف متروکہ کا استحقاق تھا اوسیطرح اوسکو بھی حالت انفراد مین نصف ترکہ کا
استحقاق حاصل ہوگا اور جسطرح کہ اوسکی مان کو ابوین کے ساتھ نصف کا استحقاق
ہوتا تھا اوسیطرح اسکو بھی ابوین کے ساتھ نصف کا استحقاق ہوگا اور جسطرح کہ اوسکی
مان پر رد کیا جاتا تھا اوسیطرح اوس پر بھی رد کیا جائیگا اور ولد ابن (پوتا پوتی) اپنے
باپ کے نصیب کا وارث ہوگا خواہ انثی ہو یا ذکر ہو پس جسطرح کہ حالت انفراد مین

متعلق ہوگا پس اگر کسی میت کے ابوین کی معیت مین اخوۃ بھی موجود ہون تو استحباب طعمہ
فقط میت کے باپ سے متعلق ہوگا اسلیے کہ اوسکو صورت مذکورہ مین زائد از سدس کا
استحقاق ہے اور اوسکی ماں سے متعلق نہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکو فقط سدس کا
استحقاق ہے اور زائد عن السدس سے بوجہ اخوۃ محجوب ہے اور اگر کسی میت کے ابوین کی
معیت مین زوج بھی موجود ہو تو استحباب طعمہ فقط میت کی ماں سے متعلق ہوگا اسلیے کہ
اوسکو صورت مذکورہ مین ثلث متروکہ کا استحقاق ہے اور اوسکے باپ سے متعلق نہوگا
اسلیے کہ اس صورت مین اوسکو مزاحمت زوج کیوجہ سے زائد از سدس کا استحقاق
نہین ہے اور میت کے جد پدری (دادا) یا جدۂ پدری (دادی) کا اطعام اوسیوقت
مستحب ہوگا جبکہ اوسکا باپ موجود ہو اور اسیطرح میت کے جد مادری (نانا) یا جدۂ مادری
(نانی) کا اطعام بھی اوسیوقت مستحب ہوگا جبکہ اوسکی ماں موجود ہو دوسرا مرتبہ
یعنے میت کا باپ ۱۲
اخوۃ (میت کے بھائی بہن) اور اجداد (میت کے دادا دادی اور نانا نانی) ہے پس
جبکہ میت کا برادر اعیانی منفرد ہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور
اگر دو یا کئی برادر اعیانی مجتمع ہون تو ترکۂ میت اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا
اور اگر برادران اعیانی کے ساتھ کوئی انثیٰ (خواہر اعیانی) یا اناث (خواہران اعیانی)
بھی مجتمع ہون تو ذکر (برادر میت) کو دو سہمون کا اور انثیٰ (خواہر میت) کو ایک
سہم کا استحقاق ہوگا اور جبکہ میت کی خواہر اعیانی منفرد ہو تو باعتبار فریضہ اوسکو
نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باعتبار قرابت نصف باقی بھی اوسی پر رد
کیا جائیگا اور اگر دو یا کئی خواہر اعیانی مجتمع ہون تو باعتبار فریضہ اون سبکو
ثلثین کا استحقاق ہوگا اور باعتبار قرابت ثلث باقی بھی اون سب پر رد کیا جائیگا

فلو خلف ... الاخوۃ ... الطعمۃ ... ولو خلف ... الطعمۃ ...

ولو كان انثى ... فان انفرد ... ولو كانوا ... بالسویۃ ولو كانوا ذكورا واناثا فللذكر مثل حظ الانثيين ... ولو كان انفرد اخت ...

كان لها النصف والباقی یرد علیها ولو كان اختان فصاعدا فلهما الثلثان والباقی یرد علیهن

متروکہ نہین ہے اور مال حبوہ اوسکے عوض کا حکم رکھتا ہے اور مخالف مذہب کے نزدیک
مال حبوہ کا استحقاق حاصل نہین ہوتا لہذا اوسکے مذہب کے موافق اوسکو الزام دیا جائیگا
سوم اشیائے مذکورہ کے علاوہ کسی مال کا متروکہ میت مین موجود ہونا پس اگر اشیائے مذکورہ
کے علاوہ کوئی دوسرا مال نہوگا تو ولد اکبر کا اختصاص باطل ہوگا اور اشیائے مذکورہ پر
حکم میراث جاری کیا جائیگا اور اگر ولد اکبر انثیٰ ہو تو اوسکو اشیائے مذکورہ کا استحقاق نہوگا
بلکہ اونکا استحقاق اولاد ذکور مین سے ولد اکبر کو حاصل ہوگا چوتھا مسئلہ جد (دادا نانا)
اور جدہ (دادی نانی) کو احد الابوین کے ساتھ میراث مین سے کسی شی کا استحقاق نہین ہوتا
لکن ابوین (میت کے ماں باپ) مین سے ہر ایک کو اپنے ماں باپ کے لیے سدس اصل کا
اطعام کرنا مستحب ہے بشرطیکہ اوسکا نصیب سدس سے زائد ہو پس اگر کسی میت کے ابوین
کی معیت مین اوسکے دادا دادی اور نانا نانی موجود ہون تو اوسکی ماں کو ثلث متروکہ کا
استحقاق ہوگا اور اوسمین سے اوسپر نصف نصیب (سدس) کا اپنے ماں باپ (میت کے
نانا نانی) کے لیے بالسویہ اطعام کرنا مستحب ہوگا اور اگر اون دونون (میت کے نانا نانی)
مین سے فقط ایک شخص موجود ہوگا تو میت کی ماں پر سدس مذکور کا اوسکے لیے اطعام کرنا
مستحب ہوگا اور اوسکے باپ کو ثلثین کا استحقاق ہوگا اور اوسمین سے اوسپر اصل متروکہ
کے سدس کا اپنے ماں باپ (میت کے دادا دادی) کے لیے بالسویہ اطعام کرنا مستحب ہوگا
اور اگر اون دونون مین سے فقط ایک شخص موجود ہوگا تو میت کے باپ پر سدس مذکور کا
اوسی کے لیے اطعام کرنا مستحب ہوگا اور اگر میت کے ابوین مین سے ایک شخص کو فقط
سدس متروکہ حاصل ہو اور دوسرے شخص کو سدس کے علاوہ کچھ زیادتی بھی حاصل ہو تو
استحباب طعمہ فقط صاحب زیادتی سے مخصوص ہوگا اور صاحب سدس سے استحباب طعمہ

اختین یا اخوات اعیانی کے ساتھ ایک کلالۃ الام (برادر یا خواہر مادری) مجتمع ہوگا تو سدس فریضہ کا استحقاق کلالۃ الام کو اور ثلثین کا استحقاق اختین یا اخوات اعیانی کو حاصل ہوگا اور سدس باقی بھی اختین یا اخوات ہی پر رد کیا جائیگا اور اگر اخوۃ اعیانی ذکور رہوں تو فریضہ کلالۃ الام (سدس یا ثلث) کے بعد جو مال باقی رہیگا (پانچ سدس یا دو ثلث) وہ اخوۃ اعیانی پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر بعض ذکور (برادران اعیانی) ہوں اور بعض آنا ث (خواہران اعیانی) ہوں تو کلالۃ الام کے بعد جو مال باقی رہیگا اوسمین سے ذکر (برادر اعیانی) کو دو سہموں کا اور انثی (خواہر اعیانی) کو ایک سہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور جبکہ جد صحیحہ (دادا یا نانا) منفرد ہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا خواہ جد پدری ہو یا جد مادری ہو اور اسیطرح اگر جدہ صحیحہ (دادی یا نانی) منفرد ہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور جبکہ جد مادری یا جدہ مادری یا جد و جدہ مادری کے ساتھ جد پدری یا جدہ پدری یا جد و جدہ پدری مجتمع ہوں تو اونمین سے متقرب بالام کو متروکہ کے ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اونمین سے متقرب بالاب کو متروکہ کے دو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر للذکر مثل حظ الانثیین (ذکر کو دو سہم اور انثی کو ایک سہم) تقسیم کیا جائیگا اور جبکہ اخوۃ مادری کے ساتھ جد اور جدہ مادری دونوں یا اونمین سے ایک شخص مجتمع ہو تو جد مادری پر اخ اللام (برادر مادری) کا حکم جاری کیا جائیگا اور جدہ مادری پر اخت للام (خواہر مادری) کا حکم جاری کیا جائیگا اور ثلث متروکہ اون سب پر بالسویہ تقسیم ہوگا اور اسیطرح اگر اخت یا اختین یا اخوات اعیانی یا علاتی کے ساتھ جد پدری اور جدہ پدری دونوں یا اونمین سے ایک شخص مجتمع ہو یا ہے تو جد پدری پر برادر پدری کا اور جدہ پدری پر خواہر پدری کا

اور جبکہ اخوۃ اعیانی مین سے کوئی شخص موجود ہو تو استحقاق میراث مین اخوۃ علاتی او
قائم مقام ہونگے اور حالت انفراد و اجتماع مین اونسے وہی احکام متعلق ہونگے
جو اخوۃ اعیانی سے متعلق ہوتے تھے اور کسی برادر یا خواہر علاتی کو برادر یا خواہر
کی موجودگی مین میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ اخوۃ اعیانی مین دو سبب قرابت
و قرابت مادر) مجتمع ہوتے ہین اور اگر اخوۃ اخیافی (برادران و خواہران مادری) میں
ایک شخص منفرد ہو تو باعتبار فریضہ اوسکو سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور باعتبار
باقی متروکہ بھی اوسی پر رد کیا جائیگا خواہ ذکر (برادر) ہو یا انثی (خواہر) ہو اور اگر دو
کئی اخوۃ اخیافی مجتمع ہون تو باعتبار فریضہ اون سب کو ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہو
جو اون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور باعتبار قرابت باقی متروکہ بھی اون سب پر رد کیا جا
خواہ جملہ ذکور (برادران میت) ہون یا جملہ اناث (خواہران میت) ہون یا ان مین
بعض ذکور ہون اور بعض اناث ہون اور اگر اخوۃ میت متفرق (اعیانی و اخیافی) ہ
تو اونمین سے متقرب بالام (برادر یا خواہر مادری) کو سدس متروکہ کا استحقاق بشرطیکہ وہ
یا ثلث متروکہ کا استحقاق بشرطیکہ متعدد ہو حاصل ہوگا اور ثلث مذکور اون سب پر بالسویہ
تقسیم کیا جائیگا اور اونمین سے متقرب بالابوین (اخوۃ اعیانی) کو ثلثین کا استحقاق حاصل
ہوگا خواہ واحد ہو یا متعدد لیکن اگر فقط اخت واحدہ (ایک خواہر اعیانی) موجود ہو
تو باعتبار فریضہ اوسکو نصف متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور باعتبار قرابت باقی مال بھی
بالخصوص اوسی پر رد کیا جائیگا اور متقرب بالام پر رد نکیا جائیگا) اور اگر اختین (دو خواہر اعیانی
یا اخوات (کئی خواہر اعیانی) موجود ہون تو باعتبار فریضہ اونکو ثلثین کا استحقاق حاصل ہو
پس از بعد فریضہ کچھ مال رہیگا تو باعتبار قرابت وہ بھی ونھین پر رد کیا جائیگا پس اگر

من الاخوة من ابويهم احد ولاخ وللاخت للاب حكم كلالة الابوين في الانفراد والاجتماع ويكون حكمهم كلالة الاب وللام مع عدمهم كلالة الاب ويقوم مقامهم
للاب والام لم يجتمع السببين او انفرد واحد من ولد الام كان له السدس والباقي يرد عليه ذكرا كان او انثى وللاثنين فصاعدا الثلث يقسم بالسوية ذكورا كانوا او اناثا او ذكورا واناثا ولو كان الاخوة متفرقين كان لمن يتقرب بالام السدس ان كان واحدا والثلث ان كانوا اكثر يقسم بالسوية والثلثان لمن يتقرب بالاب والام واحدا كان او اكثر لكن لو كان اخت واحدة كان لها النصف بالتسمية والباقي بالرد وكانتا اثنتان فلهما الثلثان فان ابقيت الفريضة فلهما الفاضل

قرار پایا ہے کہ حاصل ہوگا اسلیے کہ زوج یا زوجہ کی مزاحمت سے اونپر نقصان وارد ہوتا ہے
لہذا مال فی کا بھی استحقاق اونکو حاصل ہونا چاہیے اور حضرت ابی جعفر امام محمد باقر ع سے
ابن اخت للاب (خواہر علاتی کا بیٹا) اور ابن اخت للام (خواہر اخیافی کا لڑکا) کے اجتماع کی صورت مین
منقول ہوا ہے کہ ابن اخت للام کو فقط سدس ملیگا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے اور باقی کل ترکہ ابن اخت
للاب کے حوالہ کیا جائیگا لیکن اس روایت کے طریق مین علی بن فضال واقع ہے اور وہ
ضعیف ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اخت علاتی کو مال باقی کے ساتھ اختصاص نہوگا بلکہ
وہ متقرب بالام اور اخت یا اخوات علاتیہ پر ربعاً (جبکہ اخت للام اور اخت للاب
مجتمع ہون) یا اخماساً (جبکہ اخت للام اور دو بہنین یا اخوات للاب مجتمع ہون) رد کیا جائیگا
اسلیے کہ وہ دونون (اخت للام اور اخت للاب) باعتبار درجہ مساوی ہین اور یہ قول
اولی ہے اور اس مقام پر تین مسئلے بیان کیے جاتے ہین پہلا مسئلہ جد میت کو اخوہ میت
کے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل ہوتا ہے اگرچہ اعلی ہو (جیسے پردادا یا اوسکا باپ یا
پرنانا اور اسکا باپ اور علی ہذا القیاس) بشرطیکہ جد ادنی موجود نہو اور اگر اخوہ میت کے
ساتھ جد ابعد اور جد ادنی (اقرب) مجتمع ہون تو استحقاق میراث مین اخوہ میت کا
فقط جد ادنی شریک ہوگا اور جد ابعد استحقاق میراث سے ساقط ہوگا دوسرا مسئلہ
جبکہ کوئی میت اپنے باپ کے جد و جدہ پدری اور جد و جدہ مادری کی میت اور اپنی
مان کے جد و جدہ پدری اور جد و جدہ مادری کو وارث چھوڑے تو اجداد اربعہ مادری کو
ثلث ترکہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون سب پر برابر تقسیم کیا جائیگا اسلیے کہ اجداد
مادری پر اخوہ اخیافی کا حکم جاری کیا جائیگا جن پر اونکا سہم بالسویہ تقسیم کیا جاتا ہے اور
اجداد اربعہ پدری کو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر اثلاثاً تقسیم کیا جائیگا پس

[illegible] النقصان [illegible] فال للابن الاخت الام السدس و الباقي لابن الاخت للاب [illegible] في طريقها علي بن فضال وهو ضعيف وقيل يرد على من يتقرب بالام وعلى الاخت او الاخوات للاب [illegible] التساوي في الدرجة [illegible] مسئلة [illegible] الاولى الجد وان علا يقاسم الاخوة مع عدم الادنى ولو اجتمعا [illegible]

ويقسم الباقي بعد كلالة الام بينهم للذكر مثل حظ الانثيين والزوج والزوجة يأخذان نصيبهما الاعلى مع الاخوة اتفقت صلتهم او اختلفت ويأخذ من تقرب بالام نصيبه المسمى فما حصل لهم وما يفضل فلكلالة الاب والام ومع عدم همر فلكلالة الاب يكون النقص داخلا على من يتقرب بالاب و [illegible] كما في [illegible] كما في [illegible]

کا حکم جاری کیا جائیگا اور کلالۃ الام کے بعد جو مال باقی رہیگا وہ اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر اخوۂ میت کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو جائے تو اوسکو اپنے نصیب اعلیٰ (نصف یا ربع) کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا خواہ اخوۂ میت کی قرابت متفق ہو (جیسے مجموع اخوۂ کا اعیانی یا علاتی یا اخیافی ہونا) یا مختلف ہو (جیسے اونمیں سے بعض کا اعیانی یا علاتی ہونا اور بعض آخر کا اخیافی ہونا) اور متقرب بالام کو اصل ترکہ سے اپنے نصیب مفروض (سدس یا ثلث) کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور جو مال کہ باقی رہیگا وہ متقرب بالابوین (اخوۂ اعیانی) کو دیا جائیگا اور اگر متقرب بالابوین موجود نہوں تو مال باقی متقرب بالاب (اخوۂ علاتی) کو دیا جائیگا اور نقط متقرب بالابوین یا متقرب بالاب پر نقصان وارد ہوگا پس اگر شوہر میت کے ساتھ ایک کلالۃ الام (برادر یا خواہر مادری) اور ایک اخت اعیانی یا علاتی مجتمع ہو تو مجموع فریضہ چھہ سہم ہوگا جسمیں سے تین سہمون (نصف متروکہ) کا استحقاق زوج کو اور ایک سہم (سدس متروکہ) کا استحقاق کلالۃ الام کو حاصل ہوگا اور باقی دو سدس (ثلث متروکہ) اخت اعیانی یا علاتی کے حوالہ کیا جائیگا جسمین اوسپر ایک سدس کا نقصان وارد ہوگا اسلیے کہ اوسکا نصیب مفروض نصف متروکہ ہے اور اگر بعد فریضہ کوئی زیادتی باقی رہیگی تو اوسکا استحقاق فقط اخت اعیانی کو حاصل ہوگا پس اگر اخت اعیانی کے ساتھ ایک کلالۃ الام مجتمع ہو تو اخت اعیانی کو باعتبار فریضہ نصف متروکہ کا استحقاق اور کلالۃ الام کو سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور ثلث باقی بھی بخصوص اخت اعیانی کے حوالہ کیا جائیگا اور اوسمین کلالۃ الام کو کسی شی کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر کلالۃ الام کے ساتھ اخت علاتی مجتمع ہو تو آیا اخت علاتی کو بھی مال باقی کے ساتھ اختصاص حاصل ہوگا یا نہین پس بعض علمائے

[illegible]

عطا کرنا متعین ہوگا اسلئے کہ اوسمین دو سبب (قرابت طرفین) تحقیق نہیں اور یہ قول ضعیف ہے
اسلئے کہ کثرت اسباب کا اوسوقت اثر ہوتا ہی جسوقت کہ باعتبار درجہ دونون شخص مساوی
ہون اور اوسوقت اوسکا اثر نہین ہوتا جبکہ باعتبار درجہ دونون مین تفاوت موجود ہو
جیسا کہ محل بحث مین مفروض ہی خاتمہ جبکہ اخوۃ اور اخوات میت موجود نہون تو اونکی
برادران ۱۲ خواہران ۱۲
اولاد اپنے آبا و امہات کے قائم مقام ہوتی ہی اور اونکی اولاد مین سے ہر ایک کو اوس شخص کے
نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی طرف سے کہ وہ قرابت رکھتا ہی پس اگر اون مین سے
ایک ہی شخص موجود ہوگا تو مجموع نصیب کا استحقاق اوسکو حاصل ہوگا اور اگر کئی شخص موجود
ہونگے تو وہ نصیب اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ وہ جملہ اشخاص ذکور ہون یا جملہ اشخاص
اناث ہون اور اگر اونمین سے بعض اشخاص ذکور ہون اور بعض آخر اناث ہون تو نصیب مذکور
اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا جبکہ وہ جملہ اشخاص اخوۃ اعیانی یا علاتی کی اولاد ہون اور
اگر اخوۃ اخیافی کی اولاد ہونگے تو اوس نصیب کا اونپر بہرحال اگرچہ بعض ذکور ہون اور بعض آخر
اناث ہون بالسویہ تقسیم کرنا متعین ہوگا اور اگر اخوۃ اخیافی کی اولاد کے ساتھ اخوۃ اعیانی
یا علاتی کی اولاد مجتمع ہوجائے تو اخوۃ اخیافی کی اولاد کے بعد جو مال باقی رہیگا اوسکا استحقاق
اخوۃ اعیانی یا علاتی کی اولاد کو اپنے باپ کیطرح حاصل ہوگا اور اخت اعیانی کی اولاد کو
فقط النصف متروکہ کا استحقاق ہوگا جو اونکی ماں کا نصیب مفروض ہی البتہ اگر کوئی دوسرا وارث
ایسا موجود ہو جو باعتبار درجہ اونکا مساوی ہو تو مال باقی بھی اونپر رد کیا جائیگا اور اختین یا
اخوات اعیانی کو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کوئی وارث اونکا مساوی ہوگا
تو باقی مال بھی اونپر رد کیا جائیگا البتہ اگر مزاحمت زوج یا زوجہ کیوجہ سے متروکہ مین گنجایش
ہوگی تو زوج یا زوجہ کو اپنے نصیب اعلی کا استحقاق ہوگا اور اولاد اختین کو فقط باقی متروکہ کا

لاسبابهم ولعل ... اسباب ... التساوي ... مع التفاوت فيها ... في الدرجة فصل ... زوال الاخوة والاخوات يقومون مقام آبائهم عند عدمهم ويرث كل واحد منهم نصيب من يدلي به فان كان واحدا كان له النصيب وان كانوا جماعة اقتسموا ذلك النصيب بينهم بالسوية ان كانوا ذكورا او اناثا وان اجتمعوا فللذكر مثل حظ الانثيين وان كانوا اولاد اخوة من ام كانت القسمة بينهم بالسوية ويأخذ اولاد الاخ الباقي كابيهم ولاولاد الاخت للاب والام النصف نصيب امهم والا على سبيل الرد ولاولاد الاختين فصاعدا الثلثان الا ان يقصر المال بدخول الزوج او الزوجة فيعطى لهم الباقي

ثلثین میں سے دو ثلث کا پدر میت کے جد و جدہ پدری پر تقسیم کرنا متعین ہے چنانچہ اون کا بھی
للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور ثلثین کا ثلث باقی پدر میت کے جد و جدہ مادری پر
اثلاثا اور للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا جیسا کہ جناب شیخ الطائفہ رحمہ نے ذکر فرمایا ہے
بناءً علیہ اصل فریضہ میں تین سہم ہوگا جس میں ایک سہم کا مادر میت کے اجداد کو اور دو کا
پدر میت کے اجداد کو استحقاق ہوگا اور چونکہ فریضہ مذکور فریقین پر منقسم نہیں ہوتا [illegible]
فریق اول (مادر میت کے اجداد) کے عدد یعنی چار کا فریق دوم (پدر میت کے اجداد) [illegible]
عدد یعنی نو میں ضرب دینا متعین ہوگا بعد ازاں [illegible]
(چھتیس) کا اصل فریضہ یعنی تین میں ضرب دینا لازم ہوگا جس کا حاصل [illegible]
منجملہ اوسکے چھتیس سہم (جو ایکسو آٹھ کا ثلث ہے) کا استحقاق مادر میت کے اجداد [illegible]
ہوگا اور اون میں سے ہر ایک کو نو سہم دئیے جائینگے اور بہتر [illegible]
کا استحقاق پدر میت کے اجداد کو حاصل ہوگا اور بہتر [illegible]
پدر میت کے اجداد مادری پر تقسیم کرنا متعین ہوگا جسکے [illegible]
پدر میت کے جد مادری کو اور ایک ثلث (آٹھ سہم) کا استحقاق پدر میت [illegible]
کو حاصل ہوگا اور بہتر میں سے اڑتالیس سہم (بہتر کے دو ثلث) کا پدر میت کے اجداد پدری
پر تقسیم کرنا متعین ہوگا جسکے دو ثلث (بتیس سہم) کا استحقاق پدر میت کے جد پدری کو
اور ایک ثلث (سولہ سہم) کا استحقاق پدر میت کی جدہ پدری کو حاصل ہوگا تیسرا مسئلہ
اگر برادر اخیافی کے ساتھ برادر اعیانی کا بیٹا مجتمع ہو تو مجموع میراث کا استحقاق فقط برادر اخیافی
کو حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ اقرب ہے اور ابن شاذان علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ برادر اخیافی کو
فقط سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی متروکہ (پانچ سدس) کا برادر اعیانی کے بیٹے کو

ثلثا ذلك للجد وجدته لابيه للذكر مثل حظ الانثيين والثلث الآخر لجده وجدته لامه اثلاثا ايضا للذكر مثل حظ الانثيين فاصل الفريضة ثلثة تنكسر على الفريقين فتضرب اربعة في تسعة ثم المجتمع في ثلثة فتصير مائة وثمانية

المسئلة الثالثة لو اجتمع ابن اخ لاب وام مع اخ لام فالميراث كله للاخ لام لانه اقرب وقال ابن شاذان له السدس والباقي لابن الاخ للاب والام

اخوۃ کے ساتھ اجداد بھی مجتمع ہون تو اولاد اخوۃ کو اونکے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل ہوگا جسطرح کہ خود اخوۃ کو حاصل ہوتا تھا جسکی کیفیت کو ہم قبل ازین بیان کر چکے ہین تیسرا مرتبہ اعمام (میت کے چچا اور پھوپیان) اور اخوال (میت کے ماموں اور خالائین) ہین پس عم واحد کو صورت انفراد مین مجموع میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر دو یا کئی اعمام ایسے مجتمع ہون جو باعتبار مرتبہ آپس مین مساوی ہون تو مال میراث اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور میت کے عمہ اور عمتین اور عمات کا بھی یہی حکم ہے اور اگر اعمام و عمات مجتمع ہون اور جہت قرابت مین باہم مساوی ہون تو مال میراث اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر متفرق ہون اور جہت قرابت مین مختلف ہون تو متقرب بالام (عم یا عمہ اخیافی) کو مطلقا (عم ہو یا عمہ) ایک سدس کا استحقاق حاصل ہوگا بشرطیکہ واحد ہو اور اگر دو یا زائد ہون تو اونکو مطلقا (اعمام ہون یا عمات) ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جس مین ذکر اور انثی مساوی ہونگے اور متقرب بالام کے بعد جو مال باقی رہیگا اوسکا استحقاق متقرب بالابوین (اعمام و عمات اعیانی) کو حاصل ہوگا جو اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا خواہ واحد ہو یا دو یا زائد ہون اور متقرب بالابوین (وہ اعمام و عمات جو طرفین سے قرابت رکھتے ہین) کی موجودگی مین متقرب بالاب (وہ اعمام و عمات جو فقط باپ کیطرف سے قرابت رکھتے ہین) کو میراث کا استحقاق نہوگا اور جبکہ متقرب بالابوین موجود نہون تو استحقاق میراث مین متقرب بالاب (اعمام و عمات علاتی) اونکے قائم مقام ہوتے ہین پس ابن عم (چچا کا بیٹا) کو معیت عم مین میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح کسی ابعد کو اقرب کے ساتھ میراث کا استحقاق نہین ہوتا لکن اس قاعدہ سے فقط ایک مسئلہ بالاتفاق مستثنی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب متقرب بالاب (عم علاتی)

استحقاق حاصل ہوگا جسطرح کہ اخیافی بھائی بہن کو حاصل ہوتا ہے اسوجہ سے انکو

اور اگر کلالۃ الابوین (اخوۃ یا اخوات ... اخیافی) کی اولاد موجود نہو تو کلالۃ الاب (اخوۃ یا اخوات

علاتیہ) کی اولاد انکے قائم مقام ہوگی اور برادر اخیافی یا خواہر اخیافیہ کی اولاد کو فقط سدس

کا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ متعدد ہون اسلیے کہ برادر اخیافی یا خواہر اخیافیہ کا بھی نصیب

اور اگر اخوۃ اخیافی مین سے دو شخصون کی اولاد ہو تو انکو ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا

اور انمین سے ہر ایک فریق کو اوس شخص کے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا جسسے کہ وہ

قرابت رکھتا ہو اور وہ نصیب اوس فریق پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا پس اگر برادر اخیافی کی اولاد کے

ساتھ خواہر اخیافیہ کی اولاد مجتمع ہو تو اولاد برادر کو سدس کا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ دس شخص ہون

اور اولاد خواہر کو بھی سدس کا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ ایک ہی شخص ہو اور اگر کلالات ثلثہ

(کلالۃ الابوین اور کلالۃ الاب اور کلالۃ الام) کی اولاد مجتمع ہو تو کلالۃ الام کی اولاد کو ثلث متروکہ کا

استحقاق حاصل ہوگا اور کلالۃ الابوین کی اولاد کو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا اور کلالۃ الاب کی

اولاد ساقط ہوجائیگی اور اگر انکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو تو اوسکو اپنے نصیب اعلیٰ

(نصف اور ربع) کا استحقاق ہوگا اور متقرب بالام (کلالۃ الام کی اولاد) کو ثلث اصل کا استحقاق حاصل

ہوگا اگر متعدد کی اولاد ہو اور اگر ایک ہی شخص کی اولاد ہوگی تو فقط سدس اصل کا استحقاق حاصل ہوگا

اور باقی متروکہ کا استحقاق کلالۃ الابوین کی اولاد کو حاصل ہوگا خواہ زائد ہو یا ناقص ہو اور اگر

کلالۃ الابوین کی اولاد موجود نہو تو باقی متروکہ کا استحقاق فقط کلالۃ الاب کی اولاد کو حاصل ہوگا

اور اگر اولاد اخوۃ کے سہام سے فریضہ زائد ہوجائے مثلاً کلالۃ الام کی اولاد کے ساتھ اخت للاب

کی اولاد بھی مجتمع ہو تو آیا وہ زیادتی فریقین پر رد کیجائیگی یا اوسکا استحقاق فقط کلالۃ الاب

کی اولاد کو حاصل ہوگا اسمین تردد ہے جیساکہ میراث اخوۃ کے بیان مین گذرچکا ہے اور اگر اولاد

کم استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ اعمام متقرب بالاب ہین پس اگر اعمام کے ساتھ اخوال مجتمع ہون
اور جہت قرابت مین جملہ اخوال متحد ہون تو ثلث متروکہ اونپر بالسّویہ اور للذکر مثل حظ الانثی
(مرد کو عورت کے برابر) تقسیم کیا جائیگا اور اگر متفرّق اور جہت قرابت مین مختلف ہون
تو متقرب بالام (مادر میت کا برادر یا خواہر اخیافی) کو صورت وحدت مین ثلث متروکہ
کے سدس کا استحقاق اور صورت تعدد مین ثلث متروکہ کے ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا
جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور جو مال کہ ثلث متروکہ سے فاضل رہیگا وہ متقرب بالابوین
(مادر میت کے برادر یا خواہر اعیانی) کے حوالہ کیا جائیگا جسمین ذکور و اناث مساوی ہونگے
اور باقی دو ثلث کا استحقاق اعمام کو حاصل ہوگا پس اگر جہت قرابت مین جملہ اعمام متحد ہون
تو مال اونپر مطلقًا (اگرچہ متقرب بالام ہون) للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر
متفرق اور جہت قرابت مین مختلف ہون تو اونمین سے متقرب بالام (اعمام اخیافی) کو
صورت وحدت مین ثلثین کے ایک سدس کا استحقاق اور صورت تعدد مین ثلثین کے
ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور ما بین ذکور و اناث
کوئی تفرقہ نہوگا اور مال باقی (ثلثین کے پانچ سدس یا اوسکے دو ثلث) کا استحقاق متقرب
بالابوین (اعمام اعیانی) کو حاصل ہوگا جو اونپر للذکر مثل حظ الانثیین (مرد کو عورت کا دو چند)
تقسیم کیا جائیگا اور متقرب بالاب (اعمام علاتی) کو میراث کا استحقاق نہوگا ہان جبکہ متقرب
بالابوین (اعمام اعیانی) موجود نہونگے تو متقرب بالاب اونکے قائم مقام ہونگے اور اگر
پدر میت کے عم و عمہ اور خال و خالہ کے ساتھ مادر میت کا عم و عمہ اور خال و خالہ مجتمع ہو جائین
تو جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہے کہ اونمین سے متقرب بالام کو
ثلث متروکہ کا استحقاق ہوگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اونمین سے متقرب بالاب کو ثلثین کا

کے ساتھ متقرب بالابوین (عم اعیانی) کا بیٹا مجتمع ہو تو میراث کا استحقاق ابن عم (عم اعیانی کے بیٹا)
کو حاصل ہوگا اور بہ نسبت عم علاتی کے اقرب ہوگا بشرطیکہ یہی صورت بحالہا باقی رہے پس اگر
اون دونون (عم علاتی اور عم اعیانی کا بیٹا) کے ساتھ کوئی اور وارث (جیسے خال) بھی منضم ہو
تو یہ حکم (ابن عم کا عم علاتی سے اقرب ہونا) متغیر ہو جائیگا اور ابن عم ساقط ہوگا اور یہ حکم مسئلہ
قاعدہ اقربیت کیطرف رجوع کریگا۔ اور خال واحد کو صورت انفراد مین مجموع مال کا استحقاق
حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر دو یا کئی خال مجتمع ہون تو میراث کا استحقاق اون سب کو حاصل ہوگا
اور میت کی خالہ اور خالتین اور خالات کا بھی یہی حکم ہے اور اگر اخوال وخالات مجتمع ہون
اور جہت قرابت مین متحد ہون تو مال میراث اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور مابین ذکر
(یعنی جملہ اخوال وخالات متقرب بالابوین ہون یا متقرب بالاب ہون یا متقرب بالام ہون ۱۲)
(خال) وانثی (خالہ) کوئی فرق نہوگا اور اگر متفرق الجہت قرابت مین مختلف ہون تو اوس مین سے
متقرب بالام (مادر میت کا برادر یا خواہر اخیافی) کو حالت وحدت مین سدس متروکہ کا استحقاق
اور حالت تعدد مین ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور
مابین ذکر وانثی کوئی تفرقہ نہوگا اور باقی مال متقرب بالابوین (مادر میت کے برادر وخواہر عینی)
کو دیا جائیگا جو اون پر للذکر مثل حظ الانثیین (مرد کو عورت کے برابر) تقسیم کیا جائیگا اور مابین ذکر وانثی
کوئی تفرقہ نہوگا اور متقرب بالاب (مادر میت کے برادر وخواہر علاتی) کو میراث کا استحقاق نہوگا
البتہ اگر متقرب بالابوین موجود نہون تو استحقاق میراث مین متقرب بالاب اونکے قائم مقام
ہونگے اور اگر اخوال واعمام مجتمع ہون تو اخوال (ذکور ہون یا اناث) کو ثلث ترکہ کا استحقاق
حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر اخوال مین سے ایک ہی شخص موجود ہو تو اوسکو بھی ثلث ترکہ کا
استحقاق ہوگا خواہ ذکر ہو یا انثی اسلئے کہ اخوال متقرب بالام ہین اور اعمام (ذکور ہون یا اناث)
کو ثلثین کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر اعمام مین سے ایک ہی شخص موجود ہو تو اوسکو بھی ثلثین کا

فسقط ابن العم بالخال ... ولو انفرد الخال كان المال له وكذا الخالان والاخوال وكذا الخالة والخالتان والخالات ولو اجتمعوا فالذكر كالانثى ولو افترقوا فلمن تقرب بالام السدس ان كان واحدا والثلث ان كان اكثر والذكر والانثى فيه سواء والباقي لمن يقرب بالابوين للذكر مثل حظ الانثيين ولا شيء لمن يقرب بالاب مع من يقرب بالابوين ولو اجتمع الاخوال والاعمام فالثلث للاخوال ... ذكرا كان او انثى والثلثان للاعمام وكذا لو كان واحدا

اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہو استحقاق میراث مین اونکے قائم مقام ہونگے اور اسیطرح اونمین کا ہر ایک بطن اگرچہ پست تر ہو بطن اعلیٰ سے اولیٰ ہوگا **دوسرا مسئلہ** میّت کے (یعنے میت کا اعمام وعمات وغیرہم) اعمام وعمّات (جبکہ جہت قرابت مین مختلف ہون) کی اولاد مین سے ہر ایک فریق کو اپنے آبا کے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا پس متقرب بالام (عم اخیافی) کی اولاد کو سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ متقرب بالام کا نصیب مفروض صورت وحدت مین فقط سدس ہے اور اگر دو متقرب بالام کی اولاد ہو تو اونکو ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ متقرب بالام کا نصیب مفروض صورت تعدد مین ثلث متروکہ ہوتا ہے اور باقی مال متقرب بالابوین (عم اعیانی) کی اولاد کے حوالہ کیا جائیگا خواہ عم یا عمہ کی اولاد ہو یا اعمام یا عمّات کی اور اسیطرح میت کے اخوال وخالات کی اولاد مین بھی بحث کی جائیگی **تیسرا مسئلہ** جبکہ کسی وارث مین میراث کے دو سبب مجتمع ہون اور اونمین سے ایک سبب دوسرے سبب کا مانع نہو تو وارث مذکور کو دونون سببون کی وجہ سے میراث کا استحقاق حاصل ہوگا مثلاً کوئی شخص میت کے عم علاتی اور خال اخیافی کا بیٹا ہو یا کوئی شخص میّت کا زوج اور ابن عم ہو یا کوئی عورت میت کی زوجہ اور بنت عم ہو یا کوئی عورت میت کی عمہ علاتیہ اور خالہ اخیافیہ ہو اور اگر اونمین سے ایک سبب دوسرے سبب کا مانع ہو تو فقط سبب مانع کی وجہ سے میراث کا استحقاق حاصل ہوگا مثلاً کوئی شخص میّت کا اخ (برادر اخیافی) اور ابن عم ہو پس اس صورت مین وارث مذکور کو فقط اخوت کیوجہ سے میراث کا استحقاق ہوگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ میت کے اخوال و خالات اور اعمام وعمّات پر زوج یا زوجہ بھی داخل ہو تو زوج یا زوجہ کو اپنے نصیب اعلیٰ (نصف و ربع) کا استحقاق اور متقرب بالام (اخوال وخالات) کو اصل ترکہ سے اپنے نصیب اصلی (ثلث) کا استحقاق حاصل ہوگا اور جو مال کہ باقی رہیگا وہ متقرب بالابوین (اعمام وعمّات اعیانیہ)

بأولادهم وإن نزلوا فالعم وعمتها ... وخالاته وعمومته وخالاتها وأولادهم إن نزل هكذا الحكم في بطون مقامهم وإن نزلت ولي من البطن العالية الثانية أولاد العمومة المتفرقات يأخذون نصيب آبائهم فبنو العم لأم لهم السدس ولو كانا بني عمين لأم كان لهم الثلث والباقي لبني العم لأب وأم أو لبني العمة أو العمومة أو العمات لأب وأم وكذا الحكم في أولاد الخؤولة الثالثة إذا اجتمع في الوارث جهتا الوارث بسببان فإن لم يحجب أحدهما الآخر ورث بهما مثل ابن عم لأب هو ابن خال لأم ومثل ابن عم هو زوج وبنت عم هي زوجة ومثل عمة لأب هي خالة لأم وإن حجب أحدهما الآخر ورث بجهة الحاجب مثل ابن عم هو أخ لأم فإنه يرث بالأخوة فقط الرابعة الزوج على الخؤولة والعمومة والخالات والعمات تعطى فريضة الزوج أو الزوجة النصيب الأعلى ... بالام نصيبه الأصلي

استحقاق ہوگا پس ثلثین کے ایک ثلث کا استحقاق پدر میّت کے خال اور خالہ کو حاصل ہوگا جو
اون دونون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور ثلثین کے دو ثلث کا استحقاق پدر میت کے عم
اور عمّہ کو حاصل ہوگا جو اون دونون پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا بنابرآن علیہ
اصل فریضہ تین سہم قرار پائیگا جو فریقین پر منکسر ہے پس فریق اول (متقرب بالام) کے عدد
یعنی چار کا فریق دوم (متقرب بالاب) کے عدد یعنی نو مین ضرب دینا معین ہوگا جس کا
حاصل ضرب چھتیس ہوا بعد ازان چھتیس کو اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب دیا جس سے
ایکسو آٹھ سہم حاصل ہوئے اونکے ایک ثلث یعنی چھتیس سہم کا استحقاق فی کس نو سہم کے
حساب سے متقرب بالام کو حاصل ہوگا اور اونکے دو ثلث یعنی بہتر سہم کا استحقاق
متقرب بالاب کو حاصل ہوگا پس بہتر کے ثلث یعنی چوبیس سہم کا استحقاق فی کس بارہ سہم کے
حساب سے پدر میت کے خال اور خالہ کو حاصل ہوگا اور بہتر کے دو ثلث یعنی اڑتالیس
سہم کا استحقاق پدر میت کے عم اور عمّہ کو حاصل ہوگا جن مین سے بتیس سہم کا عم کے حوالہ کرنا
اور سولہ سہم کا عمّہ کے حوالہ کرنا معین ہوگا اور اس مقام پر پانچ مسئلے قابل بیان ہین

مسائل خمس

پہلا مسئلہ میّت کے اعمام اور عمّات اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہو اور میّت کے
اخوال و خالات اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہو استحقاق میراث مین پدر میّت کے
اعمام و عمّات اور اوسکے اخوال و خالات سے اور اسیطرح مادر میّت کے اعمام و عمّات
اور اوسکے اخوال و خالات سے اولی ہونگے اسلیے کہ میّت کے اعمام و اخوال اقرب ہین
اور اولاد اپنے ان باپ کے قائم مقام ہوتی ہے پس جبکہ میّت کے اعمام و عمّات اور
اخوال و خالات اور اونکی اولاد (اگرچہ پست تر ہو) مین سے کوئی شخص موجود نہو تو پدر میّت
کے اعمام و عمّات اور اخوال و خالات اور مادر میّت کے اعمام و عمّات اور اخوال و خالات

گویا انکی عدم موجودگی مین منقرب بالاب (اعمام وعمات علاتیہ) کو دیا جائیگا **پانچوان مسئلہ** اخوال وخالات میّت اگر اولاد پر بھی زوج یا زوجہ کے ساتھ وہی حکم جاری کیا جائے گا جو خود اخوال وخالات پر جاری کیا گیا تھا پس اگر زوج یا زوجہ اور اولاد اخوال وخالات اور اولاد اعمام وعمات جمع ہون تو زوج یا زوجہ کو نصیب اعلیٰ (نصف یا ربع) کا استحقاق ہو اور اولاد اخوال وخالات کو حصہ مقرر کے ثلث کا استحقاق اور اولاد اعمام وعمات کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا دوسرا مقصد اون مسائل کے بیان مین جو احکام ازواج سے متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ زوجہ کو اوسوقت تک میراث کا استحقاق حاصل رہتا ہے جبتک کہ وہ حبال زوج مین باقی رہے اگرچہ زوج نے اوس سے دخول کیا ہو اور اسیطرح زوج کو بھی اوسوقت تک میراث کا استحقاق حاصل رہتا ہے جبتک کہ زوجہ اوسکے حبالۂ عقد مین باقی رہے اگرچہ اوس سے دخول نکیا ہو اور اگر کسی عورت کو طلاق رجعی دیجائے تو زن وشوہر مین سے ہر ایک شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا جبکہ اون دونون مین سے کوئی شخص مابین عدہ وفات پائے اسلیے وہ (مطلقہ رجعیہ) بحکم زوجہ ہے اور مطلقہ بائن (جس عورت کو طلاق بائن دیجائے) اوسیطرح وارث اور مورث نہین ہوسکتی (یعنی زن ومرد مین سے کسی شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق نہین ہوتا) جسطرح کہ مطلقہ ثلاث (جس عورت پر تین طلاقین واقع ہوچکی ہون) اور مطلقہ غیر مدخول بہا (وہ عورت جسکو قبل دخول طلاق دی گئی ہو) اور مطلقہ یائسہ (وہ عورت جسکو یاس کے بعد طلاق دی گئی ہو) بشرطیکہ اوسکے سن کی عورت کو حیض نہ آتا ہو (یعنی بوجہ یاس خون نہ آتا ہو ۱۲) اور زن مختلعہ (جس عورت پر خلع واقع ہوئی ہو) اور زن مباراۃ (جس عورت سے مبارات کی گئی ہو جسکی تفصیل جلد معاملات مین گذرچکی ہے) اور معتدہ عن وطی الشبہ (جو عورت کہ وطی بالشبہ کا عدہ رکھتی ہو) اور

المقصد الثانی فی مسائل احکام التزویج

مسئلہ ۱

ولا تورث المطلقة ثلاثا والتی لم یدخل بها والیائسة والمختلعة والمبارأة والمعتدة عن وطی الشبهة

مسئلہ سبب بالمعنی الاخص ... زوجیت
مراد ... سبب بالمعنی الاخص زوجیت
دولا ... شامل ہر جا دو دونوں سبب ... سبب ... ہون ... ہیں
سبب بالمعنی الاخص ہون یا دو دونوں سبب بالمعنی الاخص ہون ...
زوجیت و رضاع ... مسئلہ ... اسکے براد ... تعرف اوسی ... اجماع ...
بندہ کے ساتھ عقد کیا اور اون دونوں سے اولاد پیدا ہوا ... برادر ... کا ...
مسئلہ ... دو ... باپ ... کہ بھائی ہی ... ماں کا ... ہوگا ... ہوگا ...
ایک ... ہوئی ... اور ... دونوں ... ہوگا ... متحقق ہوگا ...
کہی ہوگا او ... دونوں ...
حقیقت ...

...

تجسیم نقصان ... نقصان
ہوتا ... متقرب بالام ... اگر احوال و مخالفات کا ... قرابت ...
وارد ... ہوتا ... ثلث کا ... متحقق ... ہوگا
مخالفت ... وقت ... ثلث ... اجماعی ... صورت ...
کہن متقرب بالام ... درصورت ... ثلث کا متحقق ہوگا ...
مدارس ثلث کا درصورت ... ثلث ... متحقق ... متقرب ... بالابوین ...
... باقی ... اجماعی ... عدم ...
... اور ... اجماعی ... عدم ... متقرب
بالابل ... حاصل ہوگا ...
... حاصل ہوگا ...

علاحدہ کیا جایگا پس اگر بالغ ہونے کے بعد عقد پر راضی نہو تو عقد باطل ہوگا اور میراث کا استحقاق نہوگا اور اگر بالغ ہونے کے بعد عقد پر راضی ہوجائے تو عقد صحیح ہوگا اور اوسکو اس امر کا حلف دیا جائیگا کہ اوسکو عقد کے ساتھ راضی ہونے پر رغبت میراث داعی نہین ہوئی

پانچوان مسئلہ جبکہ زوجہ کے لیے صلب میت سے کوئی ولد (لڑکا یا لڑکی) موجود ہو تو اوسکو میت کے مجموع متروکہ سے میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اوسکے لیے صلب میت سے کوئی ولد موجود نہو تو اوسکو زمین مین سے کسی شی کے میراث کا بھی استحقاق حاصل نہوگا اور آلات و ابنیہ کی قیمت مین سے اوسکا حصہ اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ زن مذکورہ (غیر ذات الولد) دور و مساکن کے سوا کسی اور مال سے ممنوع نکی جائیگی اور جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے قول ثالث کا استنباط فرمایا ہے کہ زمین کی قیمت مشخص کیجائیگی اور قیمت مین سے اوسکا حصہ دیا جائیگا اور قول اول اظہر ہے

چھٹا مسئلہ نکاح مریض کا لازم و مستقر ہونا دخول کے ساتھ مشروط ہے پس اگر قبل دخول اوسی مرض مین وفات پائیگا تو عقد باطل ہوگا اور زوجہ کو مہر و میراث کا استحقاق نہوگا جیسا کہ روایت زرارہ مین احدہما (حضرت امام محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق) علیہما السلام سے منقول ہوا ہے

تیسرا مقصد میراث بالولاء کے بیان اور اوسکی تین قسمین ہین

پہلی قسم ولائے عتق ہے اور ولائے عتق کے سبب سے منعم کو میراث معتق کے استحقاق کا حاصل ہونا تین امرون کے ساتھ مشروط ہے **اول** منعم کا اپنے مملوک کو از راہ تبرع (احسان) آزاد کرنا **دوم** وقت اعتاق (آزاد کرنا) منعم کا جریرۂ مملوک کی ضمانت سے برارت نکرلینا **سوم** معتق (آزاد کردہ) کے کسی وارث نسبی کا موجود نہونا پس اگر کوئی شخص اپنے مملوک کو کسی واجب (جیسے کفارہ یا نذر یا یمین یا عہد) کے ادا کرنے مین

ولو زوجها الولی ... فان بلغ ... العقد ... وان اجاز احلف انه لم يجز للرغبة في الميراث

الخامسة اذا كان للزوجة من الميت ولد ورثت من جميع ما ترك وان لم يكن ولد لم ترث من الارض شيئا واعطيت حصتها من قيمة الالات والابنية وقيل لا تمنع الا من الدور والمساكن وخرج المرتضى رضي الله عنه قولا ثالثا وهو تقويم الارض وتسليم حصتها من القيمة والقول الاول اظهر

السادسة نكاح المريض مشروط بالدخول فان مات في مرضه ولم يدخل بطل العقد ولا مهر لها ولا ميراث في رواية زرارة عن احدهما عليهما السلام

المقصد الثالث في الميراث بالولاء وهو ثلاثة اقسام الاول ولاء العتق انما يرث المنعم اذا كان متبرعا ولم يتبرأ من ضمان جريرته ولم يكن للمعتق وارث مناسب فلو اعتق في واجب

الثالثة ثم اشتبهت المطلقة اربع فتزوج اخرى اذا طلق واحدة من لا يرث عليه شيئا وكذا لو كانت واحدة هي الثمن بالسوية ولو كان له ولد من كلها فيه بالسوية الاكثر من واحدة الولد الربع ولو كن

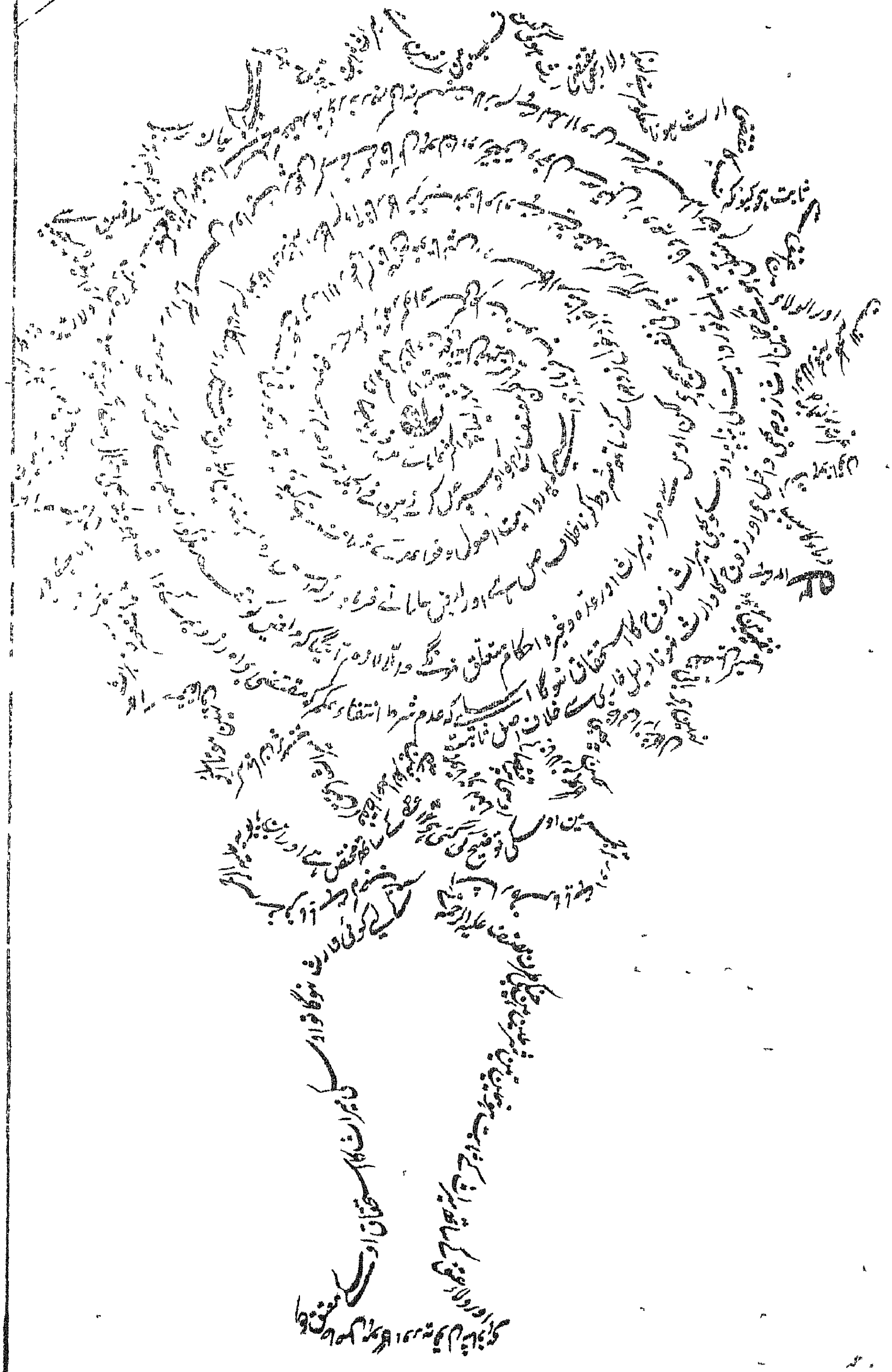
معتدہ عن الفسخ (جس عورت نے بوجہ فسخ عدہ رکھا ہو) وارث اور مورث نہین ہوتی دوسرا مسئلہ
زوجہ کو ولدمیت کے موجود ہونے کی صورت مین ربع متروکہ کا استحقاق ہوتا ہی اور اگر دو یا کئی
یعنی جبکہ میت کا کوئی لڑکا یا لڑکی موجود نہو اگرچہ پست ہو تو زوجہ کو ربع متروکہ کا استحقاق ہوگا ۱۲
ازواج (زوجائین) موجود ہون تو ربع متروکہ اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر ولدمیت
موجود ہو تو جملہ ازواج کو ثمن متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اسیطرح
اگر ایک زوجہ ہو تو اوسکو بھی ثمن ترکہ کا استحقاق ہوگا اور ازواج کو ثمن متروکہ کے علاوہ کسی شی کا
استحقاق نہین ہوتا تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے ازواج اربعہ مین سے کسی زوجہ کو طلاق دے
اور کسی دوسری عورت سے عقد کرکے وفات پائے بعد ازان زوجہ مطلقہ اوسکی پہلی ازواج مین
مشتبہ ہو جائے تو زوجہ اخیرہ کو ولدمیت کے ساتھ ربع ثمن (ترکہ کے آٹھوین حصہ کا چوتھائی) کا
استحقاق ہوگا اور جو باقی مال کہ فاضل رہیگا (ثمن کے تین ربع) وہ باقی چار عورتون (تین
زوجائین اور ایک مطلقہ) پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا چوتھا مسئلہ جبکہ صغیرہ (نابالغ لڑکی) کا باپ
یا دادا اوسکی کسی شخص سے اوسکا عقد کر دے تو زوج کو اوسکی میراث کا استحقاق اور اوسکو زوج کی
میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر صغیرین کے باپ یا دادا اون دونون کا عقد کر دین
تب بھی ان دونون مین سے ہر ایک کو دوسرے کی میراث کا استحقاق ہوگا اور اگر باپ یا دادا
کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اونکا عقد کر دے تو صحت عقد اونکے بالغ اور رشید ہونے کے بعد
راضی ہونے پر موقوف ہوگی اور اگر اون دونون مین سے کوئی شخص قبل بلوغ و رشد وفات
پائے تو عقد باطل ہوگا اور اونمین سے کسی شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق نہوگا اور
اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص بالغ ہوکر راضی ہو جائے اور دوسرا شخص قبل
بلوغ وفات پائے تب بھی عقد باطل ہوگا اور میراث ساقط ہوگی اور اگر وہ شخص وفات
پائے جو عقد پر راضی ہوا ہو تو اوسکے متروکہ مین سے دوسرے شخص کا نصیب اوسکے بالغ ہونے تک

في الكل اولى كان للاخيرة ربع الثمن مع الولد والباقي من الثمن بين الاربع بالسوية الرابعة اذا زوج الصبية ابوها او جدها لابيها او جدها الزوج ... وكذا اذا زوج الصغيرين ابوهما او جدهما لابيهما توارثا ولو زوجهما غير الولي او العبد كان العقد موقوفا على رضاهما بعد البلوغ والرشد ولو مات احدهما قبل ذلك بطل العقد ولا ميراث وكذا لو بلغ احدهما فرضي ثم مات قبل بلوغ الآخر ولو ... الذي رضي عزل نصيب الآخر من

آزاد کردیگا تو اوسکو اپنے معتق کے میراث کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مملوک کو ازراہ تبرع (احسان) آزاد کرے اور اوسکے جریرہ کی ضمانت کے ساقط ہونیکو شرط کرے تب بھی اسکو اپنے معتق کی میراث کا استحقاق نہ ہوگا اور آیا سقوط ضمان مین منعم کا اپنی میراث پر شاہد کرنا بھی شرط ہی یا نہین اسمین اشکال ہی لیکن اسکا شرط ہونا بعید نہین ہی اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تنکیل (ناک یا کان یا ہاتھ وغیرہ کا قطع کرنا) کرے اور وہ مملوک آزاد ہوجائے تو اوسپر حکم سائبہ جاری کیا جائیگا اور معتق کے لیے کوئی وارث نہی موجود ہو تو منعم کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا خواہ وارث مذکور قریب ہو یا بعید صاحب فرض ہو یا نہو اور اگر شخص معتق کا وارث زوج یا زوجہ ہو تو اوسکو اپنے نصیب اعلی کا استحقاق ہوگا اور باقی متروکہ منعم کو یا اوس شخص کو دیا جائیگا جو اوسکے موجود ہونے کیصورت مین اوسکا قائم مقام ہو اور جبکہ جملہ شرائط مجتمع ہوجائین تو منعم کو اپنے معتق کی میراث کا استحقاق ہوگا بشرطیکہ واحد ہو اور اگر کئی منعم ہون تو وہ سب اوسکے ولا مین بقدر حصص شریک ہونگے خواہ جملہ منعم فقط رجال ہون یا فقط نسا یا اونمین سے بعض رجال ہون اور بعض آخر نسا ہون اور اگر منعم مفقود ہو تو ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ولاء عتق کا استحقاق اولاد منعم کو حاصل ہوگا خواہ ذکور ہون یا اناث ہون اور خواہ منعم مرد ہو یا عورت اور یہ قول خوب ہی اور اسکی مثل کتاب خلاف مین بھی موجود ہی بشرطیکہ منعم مرد ہو اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ولاء عتق کا استحقاق فقط اولاد ذکور کو حاصل ہوگا اور اناث کو حاصل نہوگا خواہ منعم مرد ہو یا عورت ہو اور شیخ الطائفہ رح نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ استحقاق ولاء فقط اولاد ذکور کو حاصل ہوگا اور اناث کو حاصل نہوگا بشرطیکہ معتق (منعم) مرد ہو اور اگر معتق عورت ہو تو استحقاق ولاء اوسکے عصبہ کو حاصل ہوگا اور اوسکی اولاد کو مطلقا حاصل نہوگا خواہ ذکور ہون یا اناث اور اس قول پر روایات کثیرہ شاہد ہین اور اگر منعم وفات پالے تو ولاء عتق کے میراث کا استحقاق منعم کے ابوین (ماں باپ) اور اولاد کو حاصل ہوگا بشرطیکہ منفرد اور اونکے ساتھ معتق کا

آزاد کردہ ۱۲

نی النہایۃ بکون الولاء للاولاد الذکور دون الاناث ان کان المعتق رجلا ولو کان امرأۃ کان الولاء لعصبتہا



زوج یا زوجہ یا کوئی قریب نسبی نہیو جسطرح کہ نسب مین میت کے ابوین اور اولاد کے ساتھ میت کے اور کسی قریب کو استحقاق میراث حاصل نہین ہوتا اسیطرح ولاء عتق مین بھی منعم کا کوئی قریب اوسکے ابوین و اولاد کا شریک اور اونکے ساتھ میراث معتق کا مستحق نہوگا اور ماں دادا اور اولاد اپنے ابا کے قائم مقام ہوگی جبکہ وہ وفات پائیں اور اون مین سے ہر ایک کو اوس شخص کے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ سے کہ وہ قرابت رکھتا ہے جسطرح کہ ولاء عتق کے علاوہ باقی مواریث مین مقرر ہو پس اگر ایک شخص ایک بیٹے کو چھوڑ کر اور دوسرا شخص دس بیٹونکو چھوڑ کر وفات پائے تو نصف متروکہ پہلے شخص کے ایک بیٹے کو دیا جائیگا اور نصف باقی دوسرے شخص کے دس بیٹون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر منعم کے ابوین و اولاد موجود نہون تو میراث معتق کا استحقاق اخوت منعم کو حاصل ہوگا اور آیا میراث معتق (آزاد کردہ) کا استحقاق منعم کے اخوات (خواہران) کو بھی حاصل ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اونکا وارث ہونا اظہر ہے لان الولاء لحمۃ کلحمۃ النسب (ولاء عتق بھی قرابت نسب کیطرح ایک قسم کا رشتہ ہے) اور استحقاق ارث مین اخوت منعم کے ساتھ اوسکے اجداد و جدات (منعم کے دادا دادی) بھی شریک ہونگے اور جبکہ منعم کے اخوت و اجداد و جدات بھی موجود نہون تو میراث معتق کا استحقاق منعم کے اعمام و عمات اور اونکی اولاد مین سے اقرب فالاقرب کو حاصل ہوگا جیساکہ میراث نسب مین مذکور ہوا اور ولاء عتق کی وراثت کا استحقاق منعم کے اون اقربا کو حاصل نہوگا جو متقرب بالام ہین (جو ماں کیطرف سے قرابت رکھتے ہین) جیسے اخوت و اخوات و خالات (ماں کے بھائی بہن) اور اجداد و جدات مادری (نانا نانی) اور اگر اقربا منعم مین سے کوئی شخص موجود نہو تو میراث معتق کا استحقاق مولائے مولا (منعم کا منعم جسنے منعم کو آزاد کیا ہو) کو حاصل ہوگا اور اگر مولائے مولا بھی موجود نہو تو میراث معتق کا استحقاق مولائے مولا کے اقربا پدری کو حاصل ہوگا اور اوسکے اقربا مادری کو

اور اولاد ولد باقی بطور ولاء استحقاق عتق کا مختار کی بیاض کی تو صاحب بیاض کے وفات قبل عتق چھوڑ کر پیٹھ اولاد

ولدیت دونوں کو حاصل ہوگا اور غیر معتق اور دونوں پر تقسیم کیا جائیگا اور بعض اعلام نے اختیار کی بنا پر ولاء عتق

ہوتا خواہ ذکور ہوں یا اناث بعض ذکور ہوں

اناث بشرطیکہ ... منعم مرد ہو تو اگر عورت ہو تو استحقاق ولاء اوسکے عصبہ کو حاصل ہوگا

اور اوسکی اولاد کو مطلقاً نہوگا چہارم اولاد معتق کا وارث ہوتا بشرطیکہ ذکور ہوں اور اناث

منعم وہ ہو اور اگر منعم عورت ہو تو استحقاق ولاء اوسکے عصبہ کو حاصل ہوگا

اولاد ذکور ہو تو عصبہ معتق وارث ہونگے

عہ فرمایا ہے لیکن بعض اعلام نے فرمایا ہے کہ حق ولاء موروث نہیں ہوسکتا جسطرح کہ نسب موروث

نہیں ہوسکتا اسلیے کہ حق نعمت کا کسی دوسرے شخص کی طرف منتقل ہونا جو منعم کو بوجہ

اعتاق حاصل ہوا تھا غیر معقول ہے علاوہ برین حق ولاء اوس صورت مین بھی

حاصل ہوجاتا ہے جبکہ کوئی شخص مملوک کے

آزاد کرنے کی وصیت کرکے وفات

حاصل ہو اوسکی ارث بے معنے ہے علاوہ برین

... اولاد ... بطور ... الاطلاع ... السابع ...

مجتمع نہین ہوسکتا پس جونکہ معتق پر سہمقام پر خود لڑکی ہو جسکو قرابت نسبی حاصل ہو لہذا اوسکی
وارث نسبی ہوگی اور دوارث بولا معتق نہوگی بنا ؑ علیہ میراث کا استحقاق اوسکی مان کے
آقا کو حاصل ہوگا **ساتوان مسئلہ** اگر کسی شخص (زید) کے دو لڑکے (حامد و محمود) ہون اور اون
دونون مین سے ایک لڑکا (حامد) اپنے باپ (زید) کی معیت مین کسی مملوک (عمرو) کو خرید کرے
بعد ازان وہ دونون (زید و حامد) اوس مملوک (عمرو) کو آزاد کردین تو حق ولاء اون دونون
(زید و حامد) کو حاصل ہوگا پس اگر باپ (زید) وفات پاوے اور اوسکے بعد معتق مذکور (عمرو)
بھی مرجاوے تو اوسکی میراث کے تین ربع اوس لڑکے (حامد) کو دیئے جاوینگے جسنے کہ اوسکو اپنے
باپ (زید) کی معیت مین خرید کیا تھا جس مین سے اوسکو نصف متروکہ کا استحقاق ولاء عتق
کیوجہ سے اور ایک ربع کا استحقاق ارث ولاء کیوجہ سے حاصل ہوگا اور اوسکی میراث کا
ایک ربع دوسرے لڑکے (محمود) کو دیا جائیگا جسکا استحقاق اوسکو ارث ولاء کیوجہ سے حاصل ہے
آٹھوان مسئلہ جبکہ صاحب غلام (زید) سے زن معتقہ (ہندہ) کے کوئی مولود (عمرو)
پیدا ہو تو آزاد ہوگا اور اوسکا حق ولاء اوس شخص (بکر) کے لیے حاصل ہوگا جسنے کہ اوسکی مان
(ہندہ) کو آزاد کیا ہو اسلیے کہ وہ اوسکی مان کا منعم ہے جسکو منعم علیہا و اوسکی اولاد پر حق ولاء ثابت
ہوتا ہے پس اگر مولود مذکور (عمرو) بھی کسی مملوک (خالد) کو خرید کرکے آزاد کردے تو مملوک
(خالد) کا حق ولاء اوس مولود (عمرو) کو حاصل ہوگا اسلیے کہ مولود (عمرو) اوسکا منعم ہے
جسنے اوسکو بدون واسطہ آزاد کیا ہو اور اوسکا حق ولاء اوسکی مان کے منعم (بکر) کو حاصل
نہوگا اسلیے کہ اوسنے آزاد نہین کیا پس اگر مولود مذکور (عمرو) کا مملوک معتق (خالد) اپنے
منعم (عمرو) کے باپ (زید) کو خرید کرکے آزاد کردے تو ولاء مولود (عمرو) اوسکی مان کے
منعم (بکر) سے باپ (زید) کے منعم (خالد) کی طرف منتقل ہوگی و اون دونون (عمرو اور خالد)

السابعة ثم اشترى احد الابنين مع ابيه مملوكا فاعتقاه فمات الاب ثم مات المعتق كان لمن اشترى مع ابيه ثلثة ارباع الميراث وللاخ الربع الثامنة اذا ولدت العبد من معتقة ولدا فهو حر اعتق ابوه فلو اشترى هذا الابن عبدا فاعتقه كان ولاؤه له فلو اشترى هذا الابن عبدا فاعتقه ولاؤه له فلو اشترى معتقه اباالمنعم فاعتقه انجر الولاء من موالى الام الى موالى الاب وكان كل واحد منهما مولى الآخر

اور اوسکی میراث کا استحقاق باعتبار ولا رحاصل ہوگا اسلیے کہ نسب کے ساتھ میراث بالولا مجتمع
نہین ہوسکتی کیونکہ وراثت بالولا مین عدم نسب شرط ہے اور اگر دونون لڑکیان یا اونمین سے
ایک لڑکی وفات پائے اور اونکا باپ موجود ہو اور اوسکے سوا کوئی وارث موجود نہو تو
اونکے میراث کا استحقاق اونکے باپ کو حاصل ہوگا اور اگر اونکا باپ موجود نہو اور اون
دونون مین سے ایک لڑکی کے لیے دوسری لڑکی کے علاوہ کوئی وارث نہو تو اونمین سے
جس لڑکی نے کہ پہلے وفات پائی ہے اوسکی میراث اوسکی بہن کو دیجائیگی جسکا نصف حصہ اوسکو
نصف مشروکہ کا استحقاق فرضا اور نصف باقی کا استحقاق ردًا حاصل ہوگا اور مولاۃ (متوفی
کی بہن) کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ قریب نسبی (جس سے متوفاۃ کی بہن مراد ہے)
موجود ہے اور فصل ایں بمعلوم ہوچکا ہے کہ میراث بالولا نسب کے ساتھ مجتمع نہین ہوسکتی پس اگر
دوسری لڑکی بھی وفات پائے اور کوئی وارث موجود نہو تو آیا اوسکی میراث کا استحقاق
اوسکی ماں کے آقا کو حاصل ہوگا یا نہین [illegible] کا فشار یہ ہے کہ آیا عتق پدر کیوجہ سے
ولا رعتق [illegible] لڑکیون کی طرف منتقل ہوئی [illegible]
تو میراث [illegible]
[illegible] ان لڑکیون کا حق [illegible]
حق ولا منعم پدر (جس سے یہان خود لڑکیان مراد ہین) [illegible]
کیطرف منتقل نہین ہوتا اور اگر انتقال ولا کے قائل نہون تو دونون کی میراث کا استحقاق
اوسکی ماں کے منعم کو حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ اونکی ماں کا معتق ہے جسکی وجہ سے یہ لڑکیان
بھی آزاد ہوئی ہین پس ان دونون کا حق ولا بھی اوس سے متعلق ہوگا اور شاید کہ
اس مقام پر ولا رعتق کا منتقل نہونا اقرب ہو کیونکہ نسب اور عتق کے ساتھ استحقاق

یعنے زید) اور اوسکے اقربا نسبی موجود ہون تو معتق دوم (جو دوبارہ آزاد کیا گیا ہی یعنی عمرو)
کی ولا کا استحقاق اوس عورت (ہندہ) کو حاصل ہوگا جسنے معتق دوم (عمرو) کے مولا (زید)
کو آزاد کیا ہوا ور اگر کوئی عورت (ہندہ) اپنے باپ (بکر) کو خرید کرے تو وہ محض خرید
کرنے سے قہراً آزاد ہوجائیگا پس اگر زن مذکورہ (ہندہ) کا باپ (بکر) اپنے کسی مملوک (خالد)
کو آزاد کرکے وفات پائے بعد ازان اوسکا معتق (خالد) بھی مرجائے اور زن مذکورہ (ہندہ)
کے سوا کوئی وارث موجود نہو تو معتق مذکور (خالد) کی مجموع میراث زن مذکورہ (ہندہ)
کی طرف منتقل ہوگی جسمین سے اوسکو نصف متروکہ (آزاد کردہ) کا استحقاق فرضاً اور نصف باقی کا استحقاق
رداً حاصل ہوگا اگر قائل ہون کہ اولاد معتق (آزاد کنندہ) کو ارث ولا کا استحقاق مطلقاً
حاصل ہوتا ہو اگرچہ اناث ہون پس اس صورت مین زن مذکورہ (ہندہ) کو میراث معتق
(خالد) کا استحقاق ولائے پدر کے وارث ہونے کیوجہ سے حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ (ہندہ)
بنت منعم (بکر) ہی اور اگر اولاد اناث کے وارث ولا ہونے کے قائل نہون تو زن مذکورہ
(ہندہ) کو میراث معتق (خالد) کا استحقاق اوس ولا کے ذریعہ سے حاصل ہوگا جو اوسکو
اپنے باپ پر بواسطہ اشترا (خرید کرنا) آزاد کرنیکی وجہ سے حاصل ہوا تھا اور زن مذکورہ
(ہندہ) کو میراث معتق (خالد) کا استحقاق صورت مرقومہ مین اسوجہ سے حاصل نہین ہوا کہ وہ
(ہندہ) عصبہ پدر (بکر) مین داخل ہی اسلیے کہ میراث بالتعصیب بنات کے نزدیک صحیح نہین ہی
چھٹا مسئلہ اگر مملوک سے کسی زن معتقہ (آزاد کردہ) کو دو لڑکیان پیدا ہون بعد ازان وہ
دونون لڑکیان اپنے باپ کو خرید کرین تو وہ محض خرید کرنے سے قہراً آزاد ہوجائیگا پس اگر
اونکا باپ وفات پائے تو اوسکی میراث کا استحقاق اون دونون لڑکیون کو باعتبار نسب
حاصل ہوگا پس اوسمین سے دو ثلث متروکہ فرضاً اور ایک ثلث متروکہ رداً اونکو دیا جائیگا

ولما سواء كان ولاء الثاني لمولى مولاه او لعصبته ابيها فانها تعتق عليه اعتقت هي امرأة وماتت بعد ما ثم مات المعتق ولا وارث له سواها كان ميراث المعتق لها النصف بالتسمية و الباقي بالرد لها بالتعصيب ان قلنا يرث الولاء ولد المعتق وان كن اناثا وكما كان الميراث لها بالولاء

السادسة لو ولد البنتان من معتقة واشترتا اباهما انعتق عليهما ولهما الثلثان فرضا والباقي بالرد

بشرطیکہ ... وجب بھی ثبوت ولاء کے قائل ہوں

آقائے پدر موجود ہو تو آقائے پدر کے عصبہ (اقربائے پدری) کی طرف منتقل ہوگی اور اگر آقائے پدر
کے عصبہ بھی موجود نہوں تو عصبۂ آقائے پدر کے آقا کی طرف منتقل ہوگی وعلیٰ ہذا القیاس اور
آقائے پدر سے آقائے مادر کیطرف عود نکریگی اسلیے کہ جس شخص سے انتقال ہوچکا اوسکی طرف
دوبارہ عود کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور اصل عدم عود ہے پس منتقل منہ (جسکی طرف سے ولاء عتق کا
انتقال ہوا ہے) بمنزلۂ معدوم سمجھا جائیگا پس اگر معتق (آزاد کردہ) کے موالی اور اونکے عصبات
(خویشان پدری) میں سے کوئی شخص موجود نہو اور معتق کا کوئی ضامن جریرہ موجود ہو تو حق ولا
اوسکی طرف منتقل ہوگا اور میراث معتق اوسکے حوالہ کیجائیگی اور اگر ضامن جریرہ بھی موجود نہو
تو حق ولاء کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا **پانچواں مسئلہ** اگر کوئی عورت (ہندہ)
اپنے مملوک (زید) کو آزاد کرے بعد ازاں وہ مملوک (زید) بھی اپنے آزاد ہوجانے کے بعد
کسی دوسرے مملوک (عمرو) کو آزاد کرے پس اگر معتق اوّل (زید) وفات پائے اور کوئی وارث
(آزاد کردہ ۱۲)
نسبی موجود نہو تو اوسکی میراث کا استحقاق اوس عورت (ہندہ) کو حاصل ہوگا جسنے اوسکو
آزاد کیا ہے اور اگر معتق دوّم (عمرو) وفات پائے اور کوئی وارث نسبی موجود نہو تو
(آزاد کردہ ۱۲)
اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے معتق (زید) کو حاصل ہوگا اور اگر معتق اوّل (جو پہلے آزاد کیا گیا ہے
(کرنیوالا آزاد ۱۲)

امام کے علاوہ ہر وارث کا مفقود ہونا صادق آتا ہے اگرچہ حیثیت ولا مختلف ہوا اور مقتضائے دلیل بھی یہی ہے

لکن عصبۃ المولی فان لم یکن عصبۃ فالمولی عصبۃ مولی الاب ولا یرجع الی مولی الام فان فقد المولی وعصباتهم ... کان له ولاء ... الامام ... [illegible]

کے بعد آزاد کیا جائے تو اولاد کا حق ولا اون کے آقا سے بطرف اور باپ کے آقا کی طرف منتقل

ہوگا دوسرا مسئلہ اگر کوئی مملوک کسی زن معتقہ (آزاد کردہ) سے عقد کرے اور زن مذکورہ

کے مملوک مذکور سے مولود پیدا ہو تو اوس مولود کے حق ولا کا استحقاق زن مذکورہ کے آقا کو

حاصل ہوگا پس اگر پدر مولود وفات پائے اور جد مولود آزاد ہو جائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے

فرمایا ہے کہ مولود کا حق ولا معتق جد (جد مولود کا آزاد کرنیوالا) کی طرف منتقل ہوگا اسلیے کہ

جد مولود اوسکے باپ کا قائم مقام ہے پس جسطرح کہ باپ کے آزاد ہو جانے کی صورت مین مولود

کا حق ولا موالئے مادر سے موالئے پدر کیطرف منتقل ہو جاتا ہے اسیطرح جد مولود کے آزاد

ہو جانے کی صورت مین موالئے جد کیطرف منتقل ہو جائیگا اسلیے کہ جد بھی باپ کا حکم رکھتا ہے

اور اسیطرح اگر پدر مولود اپنی زیست پر باقی رہے اور جد مولود آزاد ہو جائے تب بھی ولا

مولود کا حق موالئے جد سے متعلق ہوگا اور اگر عتق جد کے بعد پدر مولود آزاد ہو جائے

آزاد ہو جائے

تو ولا ولد کا حق موالئے جد سے موالئے پدر کیطرف منتقل ہوگا اسلیے کہ وہ اقرب ہے

تیسرا مسئلہ اگر کوئی معتق (آزاد کردہ) اپنی زوجہ معتقہ (زن آزاد کردہ) کے مولود کا

انکار کرے اور اون دونون (معتق و معتقہ) مین لعان واقع ہو تو پس اگر مولود مذکور مر جائے

اور اوسکا کوئی وارث نسبی نہو تو اوسکا حق ولا اوسکی ماں کے آقا سے متعلق ہوگا

اور اگر بعد لعان کے پدر مولود اوسکا اقرار کرے تو میراث مولود کا استحقاق پدر کو

حاصل ہوگا اور اسیطرح منعم پدر کو بھی میراث مولود کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اقرار پدر سے

اگرچہ نسب ثابت ہو گیا لیکن پدر کو باعتبار شرع مولود کی میراث کا استحقاق باقی نہین رہا اور اسیطرح

مولود کے اقربائے پدری کو بھی مولود کی میراث کا استحقاق باقی نہین رہا چوتھا مسئلہ

ولا عتق آقائے مادر سے آقائے پدر کیطرف منتقل ہوتی ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا پس اگر

استحقاق نہوگا اور منعم کے میراث کا استحقاق عبد معتق کو کسی صورت مین حاصل نہوگا اگرچہ منعم کا کوئی وارث موجود نہو پس درصورتیکہ منعم کا کوئی وارث موجود نہوگا تو اوسکی میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور اوسکے معتق (آزاد کردہ) کو حاصل نہوگا اور ولا رعتق کا بیع کرنا یا اوسکا ہبہ کرنا یا اوسکا غیر معتق (آزاد کنندہ) کے لیے کسی بیع مین شرط کرنا صحیح نہین ہر اور اس مقام پر آٹھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اولاد معتقہ (وہ کنیز جو آزاد کیگئی ہو) کی میراث کا استحقاق اوس شخص کو حاصل ہوگا جو اونکو آزاد کرے اگرچہ اپنی مان کے ساتھ حالت حمل مین آزاد کیے جائین پس اگر مانکا حمل اور آقا رکنیز مین سے - ایک شخص اپنے مملوک کو ایک ہی وقت مین آزاد کرے تو ہر ایک کو اپنے آزاد کردہ کی ولا کا استحقاق ہوگا اور اولاد کا حق ولا مادر معتق کی طرف منتقل نہوگا اور اگر کوئی کنیز اپنے آزاد ہوجانے کے بعد اولاد کے ساتھ حاملہ ہوجائے تو اونکے حق ولا کا استحقاق بھی اونکی مان کے آقا کو حاصل ہوگا اگر اونکا باپ مملوک ہو اور اگر اونکا باپ دراصل آزاد ہو تو اونکی مان کے آقا کو حق ولا حاصل نہوگا اور اگر اونکا باپ معتق (آزاد کردہ) ہو تو اونکا حق ولا باپ کے آقا سے متعلق ہوگا اور اگر اونکا باپ اونکی ولادت

عقد ضمان

جزیرہ زمانہ جاہلیت مین شائع اور مروج تھا
اور اسی عقد کیوجہ سے ایک شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق
حاصل ہوتا تھا اور قرابت کیوجہ سے میراث کا استحقاق ثابت
ہوتا تھا اور حق تعالی نے بھی صدر اسلام مین اس طریقہ کو بحال
باقی رکھا تھا چنانچہ قول حق تعالی والذین عقدت ایمانکم
فآتوھم نصیبھم اسی بارہ مین نازل ہوا تھا بعد ازان
بحکم اسلام اور ہجرت کے

نہین کیا جاتا پس اگر متعاقدین مین سے
کسیکا وارث نسبی اور معتق موجود ہو تو یہ
عقد طرفین سے ہو سکتا ہے جسکی صورت
ترجمہ کتاب مین مذکور ہوئی اور اگر اون دونون
مین سے ایک شخص کے لیے وارث نسبی
یا معتق موجود ہو اور ایک کے لیے موجود نہو
تو مفقود الوارث کی طرف سے ایجاب ہوگا
جسکی صورت یہ ہے کہ عاقدان [illegible]
و منع عنی و تعقل عنی [illegible]
شخص کو اوسکے جواب مین
قبلت

دیت کا ذکر کرنا کافی ہوگا اور ایجاب مین میراث اور
دیت کے علاوہ نصرت وغیرہ کا ذکر کرنا لازم
نہین ہے اگرچہ بعض علماء نے میراث اور دیت دونون کا
ذکر کرنا احوط ہے اور خصوص دیت کے ذکر کو
ذکر کو کافی فرمایا ہے اور بعض علماء نے
میراث سے نفی فرمایا ہے کہ محض دیت کا ذکر کرنا
کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقتضی ہے
بسبب عقد کے تمام ہوجاتا ہے اور اسکو لازم ہے اور
اور ثبوت ارث آیا بعقد لازم ہے

مین سے ہر ایک شخص کو دوسرے شخص کا حق ولا حاصل ہوگا پس مولود (عمرو) کو اسلیے حاصل ہوگا کہ اوسنے مملوک معتق (خالد) کو بدون واسطہ آزاد کیا ہی اور معتق کو اسلیے حاصل ہوگا کہ اوسنے مولود (عمرو) کے باپ (زید) کو آزاد کیا ہی اور مولود (عمرو) کا حق ولا اوسکی مان (ہندہ) کے آقا (بکر) سے اوسکی طرف منتقل ہوا ہی لہذا اون دونون مین سے ہر ایک شخص کو دوسرے کا حق ولا حاصل ہوگا پس اگر باپ (زید) نے وفات پائی تو اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے مولود (عمرو) کو حاصل ہوگا اور اوسکے منعم (خالد) کو حاصل نہوگا اسلیے کہ وارث نسبی (عمرو) موجود ہی اور اگر مولود (عمرو) نے وفات پائی اور کوئی وارث نسبی نچھوڑا تو اوسکی میراث کا استحقاق باپ (زید) کے منعم (خالد) کو حاصل ہوگا جو معتق مولود (عمرو) ہی اور اگر معتق مذکور (خالد)
آزاد کردہ ۱۲۵۵
نے وفات پائی اور کوئی وارث نسبی نچھوڑا تو اوسکی میراث کا استحقاق اوس مولود (عمرو) کو حاصل ہوگا جو اوسکے آزاد کرنیکا مباشر ہوا ہی اور اگر مولود (عمرو) اور معتق (خالد) دونون نے وفات پائی اور دونون نے کسی وارث نسبی کو نچھوڑا تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ حق ولا اوس مولود (عمرو) کی مان کے منعم (بکر) کی طرف عود کریگا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ حق ولا آقائے مادر (بکر) سے آقائے پدر (خالد) کی طرف منتقل ہوچکا ہی اور دوبارہ آقائے مادر کیطرف رجوع کرنے پر کوئی دلیل نہین ہی دوسری قسم ولا ضمان جریرہ (جنایت کا ضامن ہونا) ہی ضمان جریرہ (جنایت) سے عرف فقہا مین ایک شخص کا دوسرے شخص کی دیت کو اپنے ذمہ کرلینا اور اپنی میراث کو اوسکی طرف منتقل کردینا مراد ہی یہ عقد بھی باقی عقود کی طرح ایجاب و قبول کا محتاج ہی اس عقد کے ایجاب و قبول مین کسی خاص عبارت کا اعتبار نہین ہی بلکہ ہر وہ لفظ کافی ہی جو نقل میراث اور التزام دیت پر دلالت کرتا ہو مثلاً متعاقدین مین ایک شخص کہے عاقدتک علی ان تنصرنی ابو انصرک وتمنع عنی وامنع عنک وتعقل عنی واعقل عنک وترثنی وارثک

خوف یا قہر و غلبہ ہو اور اس مقام پر تین مسئلے مذکور ہوتے ہیں پہلا مسئلہ جو مال کہ حالت
مین منجملہ اموال مشرکین اخذ کیا جائے اوسکا استحقاق اخراج خمس کے بعد مقاتلین کو حاصل ہوگا
اور جس مال کو بغیر مقاتلہ لشکر نے بدون اجازت امام علیہ السلام اخذ کیا ہو اوسکا استحقاق فقط
امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اوس مال کا استحقاق بھی فقط امام ع کو حاصل ہوگا
جسکو کہ گروہ مشرکین بدون حرب محض خوف کیوجہ سے چھوڑ کر چلے جائین اور جو مال کہ
بذریعہ صلح یا بواسطہ جزیہ اخذ کیا جائے اوسکا استحقاق مجاہدین (جہاد کرنیوالے) کو حاصل ہوگا
اور اگر مجاہدین موجود نہون تو فقرائے مسلمین پر تقسیم کیا جائیگا دوسرا مسئلہ کفار حربی کا جو
مال کہ بذریعہ دزدی وغیرہ اخذ کیا جائے اوسکا اوسشخص [illegible] کو حاصل ہوگا اگر زمانہ حضور امام میں
اخذ کیا جائے اور اگر عدم حضور کے زمانہ مین اخذ کیا جائے تو اوس مال کا استحقاق [illegible]
حاصل ہوگا اور اوسمین خمس واجب ہوگا تیسرا مسئلہ اگر کفار [illegible] کوئی شخص [illegible]
مال چھوڑ کر مر جائے تو اوس مال کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا [illegible]
[illegible] موجود [illegible] مطلب [illegible]
[illegible]
[illegible] میراث کے بیان میں ولد الملاعنہ کی میراث کہ استحقاق اوسکی اولاد [illegible] کو حاصل ہوگا
[illegible] کیا جائیگا اور [illegible] (پانچ حصوں) اوسکی اولاد پر للذکر
مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر منجملہ اولاد کوئی شخص (لڑکا یا بیٹی) موجود نہو تو سب مال
اوسکی ماں کے حوالہ کیا جائیگا جس میں سے اوسکو ایک ثلث کا استحقاق باعتبار فریضہ اور باقی
دو ثلث کا استحقاق باعتبار رد حاصل ہوگا اسلئے کہ عموم ادلہ اسیکے مقتضی ہیں ایک روایت
مین حضرت امام محمد باقر ع سے منقول ہوا ہے کہ ولد الملاعنہ کی ماں کو فقط ثلث متروکہ دیا جائیگا

اور دوسرے شخص کو بہ قیمت (یعنی ... [illegible] ... کو ابتدائی اور

خاص ... [illegible] ... قرار دے ... [illegible] ... صحیح ہوگا اور اوسکی

وجہ سے ... [illegible] ... شرکت کرنیوالا ... [illegible] ... ہوگا کا استحقاق حاصل ہو

لیکن علم مذکور (قیمت ... [illegible] ...) ... [illegible] ... سب کی ... [illegible] ...

(منتقل) ہوگا ... [illegible] ... کی وصیت کا ... [illegible] ... ارشاد

اور دوسرے شخص ... [illegible] ... تو ... [illegible] ... نیا جا

یا وہ مملوک ... [illegible] ... کی ... [illegible] ... وہ

شخص جو اصل میں آزاد ہو اور کوئی ... [illegible] ... مضمون

کا استحقاق اور صحیح ... [illegible] ... حاصل ہوگا ... [illegible] ...

(آزاد کرنیوالا) موجود ہو ... [illegible] ...

... [illegible] ...

(صحت ...) کا استحقاق ہوگا ... [illegible] ...

... [illegible] ... فقیر ہو ... [illegible] ...

وارث ... [illegible] ... (یعنی امام) ولا کی ... [illegible] ... حاضر ہو ... [illegible] ...

مال کا استحقاق امام کو حاصل ہوگا ... [illegible] ... امیر المومنین

علیہ السلام ... [illegible] ... اہلبیت کے فقرا اور ... [illegible] ... (ہمسایہ) کو از راہ

تبرع (احسان) عطا فرماتے تھے اور اگر امام علیہ السلام غائب ہوں تو وہ مال فقراء و مساکین میں

تقسیم کیا جائیگا خواہ اہلبیت کے فقرا ہوں یا کسی دوسرے بلد کے اور اوس مال کا سلطان جور

(امام عادل) کے سوا کسی دوسرے بادشاہ کے حوالہ کرنا اوسوقت تک جائز نہوگا جبتک اوسکو

اور یہ قول متروک ہی اور ولد ملاعنہ کے باپ او [illegible]
اعیانی و علاتی اور اعمام و عمات اور جد و جدہ پدری) [illegible] کا استحقاق
ہوگا اور اگر وقوع لعان کے بعد اوسکا باپ اوسکی [illegible] باپ کی
میراث کا استحقاق حاصل ہوگا لکن باپ کو اوسکی میراث کا استحقاق [illegible] یا
صورت اعتراف مین اقارب پدری کو بھی اوسکی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا یا نہین پس
بعض علما نے فرمایا ہی کہ حاصل ہوگا لکن ولد ملاعنہ کو اقربائے پدری کی میراث کے استحقاق کا ثابت
ہونا اور اقربائے پدری کو اوسکی میراث کے استحقاق کا حاصل ہونا [illegible] کہ لعان
کیوجہ سے نسب کا انقطاع ہوگیا ہی اور حکم اقرار (ولد ملاعنہ [illegible]) مقر (باپ)
سے مختص ہوگا اور باقی اقربا کیطرف متعدی نہوگا اور [illegible] قابل ذکر ہین
پہلا مسئلہ وقوع لعان کیصورت مین باپ کے نسب کا [illegible] کیا جائیگا پس اگر ولد ملاعنہ
اپنے دو بھائیون کو وارث چھوڑے اور ان دونون مین سے ایک بھائی متقرب بالابوین
(برادر اعیانی) اور دوسرا بھائی متقرب بالام (برادر اخیافی) ہو تو مقدار میراث مین وہ
دونون مساوی قرار دیے جائینگے اور اسیطرح اگر اپنی دو بہنون کو یا ایک بھائی اور
ایک بہن کو وارث چھوڑے اور ان مین سے ایک شخص متقرب بالابوین اور دوسرا شخص
متقرب بالام ہو تب بھی مقدار میراث مین وہ دونون اسیطرح مساوی قرار دیے جائینگے
جسطرح کہ اخوۃ اور اخوات اخیافی مساوی قرار دیے جاتے ہین اور اسیطرح اگر دو ابن اخ
(برادر زادہ) کو وارث چھوڑے اور ان دونون مین سے ایک شخص متقرب بالابوین
(برادر اعیانی) کا مولود اور دوسرا شخص متقرب بالام (برادر اخیافی) کا مولود ہو تو وہ بھی
میراث مین مساوی قرار دیے جائینگے اور اسیطرح اگر برادر اور خواہر اعیانی کو جد یا جدہ مادری

فلو ترک اخوین احدهما لابیه وامه والآخر لامه فهما سواء وکذا لو کان اختین او اخا واختا احدهما لابیه وامه والآخر لامه وکذا لو خلف ابنی اخ [illegible]

اور باقی متروکہ (دو ثلث) کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکی وصیت کا ادا کرنا بھی امام ع ہی سے متعلق ہے اور بقول قول اشہر ہے اور اگر اوسکی ماں اور اولاد مین سے کوئی شخص بھی موجود نہو تو میراث کا استحقاق اوسکے برادران وخواہران اخیافی اور اونکی اولاد اور اجداد وجدات مادری (اگرچہ بلند تر ہون) کو برعایت الاقرب فالاقرب حاصل ہوگا (مادری بھائی بہن ١٢) (نانا نانی ١٢) اور اگر ورثہ مذکورین مین سے بھی کوئی شخص موجود نہو تو اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے اخوال وخالات (ماموں اور خالہ ١٢) اور اونکی اولاد مین سے اقرب فالاقرب کو حاصل ہوگا جیسا کہ میراث مین مذکور ہوا اور جملہ قرابت مذکورہ مین ذکور و اناث کا سہم مساوی ہوگا اسلیے کہ متقرب بالام مین مابین ذکور و اناث تفرقہ نہین ہوتا جسکی تفصیل مذکور ہو چکی ہے اور اگر قرابت مادری مین سے کوئی وارث بھی باقی نہ رہے (اگرچہ بعید ہو) تو اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے معتق (آزاد کنندہ) کو حاصل ہوگا اور اگر معتق بھی موجود نہو تو اوسکی میراث کا استحقاق ضامن جریرہ کو حاصل ہوگا اور اگر ضامن جریرہ بھی موجود نہو تو اوسکی میراث کا بھی استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا۔ اور زوج و زوجہ کو درجات مذکورہ مین سے ہر درجہ کے ساتھ اپنے نصیب کا استحقاق ہوگا پس عدم ولد (ولد ملاعنہ کے لڑکے یا لڑکی کا موجود نہونا) کیصورت مین زوج کو نصف متروکہ اور زوجہ کو ربع متروکہ دیا جائیگا اور وجود ولد (ولد ملاعنہ کے لڑکے یا لڑکی کا موجود ہونا) کیصورت مین زوج کو ربع متروکہ اور زوجہ کو ثمن متروکہ دیا جائیگا اور خود ولد ملاعنہ کو اپنی اولاد اور مان کی میراث کا استحقاق قطعاً حاصل ہوگا اور آیا اوسکو قرابت مادری (جیسے برادر وخواہر اخیافی اور خال وخالہ اور جد وجدۂ مادری وغیرہ) کی میراث کا بھی استحقاق ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہے کہ حاصل ہوگا اسلیے کہ مان کی طرف سے اوسکا نسب ثابت ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اوسوقت تک حاصل نہوگا جبتک کہ اوسکا باپ اوسکی ولدیت کا اقرار نکرے اور

میراث سے برات کرے بعد ازان [illegible]

فرمایا ہو کہ اوسکا مجموع میراث کا استحقاق [illegible] ہوگا اور

دوسرے کے باپ کو [illegible] میراث کا استحقاق ہوگا [illegible] میراث [illegible]

دوسرا امر ولد زنا کی میراث کے بیان مین [illegible] ولد زنا کے [illegible]

ساتھ علاقہ نسب حاصل نہین ہوتا پس زانی [illegible] وارث ہو سکے اور نہ اوسطرح زانی اور

زانیہ کے انساب مین سے بھی کوئی شخص [illegible] وارث ہوگا اور اسیطرح ولد زنا بھی زانی اور زانیہ

اور اونکے اقربا کا وارث ہوگا ان اوسکی میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اگر

[illegible] وجہ کو وجود ولد کی صورت [illegible] استحقاق اور عدم ولد

کی صورت مین [illegible] کا استحقاق حاصل ہوگا [illegible] روایت مین وارد

ہوا ہو کہ ولد زنا کی میراث کا [illegible] لوگون کو وال ہوگا

[illegible] دوم میراث خنثی کے

بیان مین [illegible] فرج ذکر [illegible] ہوں [illegible]

شخص مذکور کی جس فرج کا پیشاب پہلے خارج ہوتا ہو علما اوسی فرج کے موافق میراث کا

استحقاق حاصل ہوگا اور اگر دونون علامتون کا پیشاب ایکہی وقت مین خارج ہوتا ہو تو اوسکو

اوس فرج کی بنا پر میراث کا استحقاق حاصل ہوگا جسکا پیشاب اخیر مین منقطع ہو اور اگر دونون

علامتین سبق و تاخر مین مساوی ہون تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین قرعہ پر عمل کرنیکو

بدلیل اجماع و اخبار معین فرمایا ہو اور کتاب نہایہ اور ایجاز اور مبسوط مین فرمایا ہو کہ اوسکو مرد و

عورت کی میراث مین سے نصف مال کا استحقاق ہوگا اور اس قول پر روایت [illegible]

دلالت کرتی ہو جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حکم جناب امیر علیہ السلام [illegible]

[illegible] قضا علی علیہ السلام [illegible] علیہ السلام [illegible] ونصف میراث [illegible] میراث [illegible]

کے ساتھ وارث چھوڑے تو مال میراث اونپر اثلاثاً تقسیم کیا جائیگا جس میں سے ایک ثلث
جدیا جدہ یا دادی کو اور دو ثلث برادر و خواہر اعیانی کو دیا جائیگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا
اور باپ کے نسب کا اعتبار ساقط ہوگا دوسرا مسئلہ اگر ولدلعان کی ماں وفات پائے
اور اوسکے سوا کوئی وارث نچھوڑے تو مجموع میراث کا استحقاق اوسکو حاصل ہوگا
اگر ولدلعان کے ساتھ اوسکی ماں کے ابوین (ماں باپ) مجتمع ہوں تو اون دونوں کو متروکہ
دو سدس دیے جائینگے اور باقی مال ولدلعان کے حوالہ کیا جائیگا بشرطیکہ ذکر ہو اور اگر انثیٰ
تو اون دونوں کو باعتبار فریضہ متروکہ کے دو سدس کا اور ولدلعان کو باعتبار فریضہ نصف
متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال (ایک سدس) اون تینوں (ولدلعان اور اوسکی ماں کے ابوین)
پر اخماساً تقسیم کیا جائیگا اور اگر ولدلعان کے ساتھ اوسکی ماں کا احد الابوین (ماں باپ میں سے
ایک شخص) مجتمع ہو تو اوسکو متروکہ کا ایک سدس دیا جائیگا اور باقی مال ولدلعان کے حوالہ کیا جائیگا
بشرطیکہ ذکر ہو اور اگر انثیٰ ہو تو احد الابوین کو باعتبار فریضہ متروکہ کے ایک سدس کا اور ولدلعان
کو باعتبار فریضہ نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال (دو سدس) اون دونوں (ولدلعان
اور اوسکی ماں کا احد الابوین) میں ارباعاً تقسیم کیا جائیگا تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے
حمل کی نسبت کا انکار کرے اور باہم لعان ہو [illegible] بعد ازان اوس زن کے فرج سے
دو مولود توأم پیدا ہوں تو ان دونوں میں سے ہر ایک مولود کو دوسرے مولود کی میراث
کا استحقاق صرف جہۃ الام (ماں کی طرف سے) حاصل ہوگا نہ جہۃ الاب (باپ کی طرف سے)
اسکا سبب یہ ہے کہ باپ کیطرف سے اون دونوں کا نسب بوجہ لعان منقطع ہوگیا پس اگر اون
دونوں میں سے ایک مولود وفات پائے تو دوسرے کو باعتبار فریضہ اوسکی میراث کے
سدس کا استحقاق ہوگا چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے سامنے اپنے مولود کی جنایت اور

جسکا نصف ایک سہم اور مجموع نصیبین کا نصف تین سہم ہوئے جسکا استحقاق خنثیٰ کو حاصل ہو
پس صورت مفروضہ (اجتماع ذکر و خنثیٰ) مین مال میراث کا سات سہمون سے تقسیم کرنا معین
ہوگا اور اگر اون دونون (ذکر و خنثیٰ) کے ساتھ انثیٰ بھی مجتمع ہو تو مال میراث کا دو سہمون سے
تقسیم کرنا معین ہوگا جس مین سے دو سہمون کا استحقاق انثیٰ کو حاصل ہوگا اور بعض علماء نے
فرمایا ہے کہ فریضہ کا دو مرتبہ تقسیم کرنا معین ہوگا اور ایک مرتبہ مین خنثیٰ کا ذکر فرض کرنا اور دوسری
مرتبہ مین اوسکا انثیٰ فرض کرنا لازم ہوگا اور نصف نصیبین کا استحقاق خنثیٰ کو حاصل ہوگا اور
اوسکا طریقہ یہ ہے کہ ایسے اقل عدد مین نظر کیجائیگی جس سے اونکے فریضہ کا تقسیم کرنا ممکن ہو
بعد ازان احد الفریضتین کا مخرج دوسرے فریضہ کے مخرج مین ضرب دیا جائے مثلاً کوئی میت
نے ایک ذکر اور ایک خنثیٰ کو وارث چھوڑا پس ایک دفعہ اون دونون کو ذکر فرض کیا اور اون
دونون کے لیے ایسے مال کو طلب کیا جو خود بھی نصف صحیح رکھتا ہو اور اوسکا نصف بھی
نصف صحیح رکھتا ہو اور وہ اقل عدد چار ہے اور دوسری مرتبہ اون دونون کو ذکر اور انثیٰ
فرض کیا اور ایسے مال کو طلب کیا جو ثلث صحیح رکھتا ہو اور اوسکا ثلث نصف صحیح رکھتا ہو
اور وہ اقل عدد چھ ہے اور اون دونون عددون (چھ اور چار) مین توافق بالنصف ہے پس
احد المخرجین کے نصف (دو یا تین) کو دوسرے عدد کے تمام مخرج (چھ یا چار) مین ضرب دیا
جسکا حاصل بارہ عدد ہوئے پس خنثیٰ کو ایک تقدیر (اوسکا فرض کرنا) پر بارہ کے نصف یعنی چھ
کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اوسکا فرض کرنا) پر بارہ کے ثلث یعنی چار کا استحقاق حاصل ہوگا
اور اون دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ دس ہوا جسکے نصف (پانچ) کا استحقاق خنثیٰ کو
اور باقی (سات) کا استحقاق ذکر کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر خنثیٰ کے ساتھ انثیٰ مجتمع ہو تب بھی
بارہ عدد سے تقسیم فریضہ صحیح ہوگی پس بارہ مین سے سات کا استحقاق خنثیٰ کو اور پانچ کا استحقاق

ولو كان معهما انثى يكون ... وقيل يكون ... الفريضة ... ونصف ... مرتين ... ويعطى ... نصف النصيبين ... اقل عدد ... فريضتها ... يمكن ... منه ويضرب احد مخرجي الفريضتين في الاخرى ... خنثى وذكر ... فرضناه ذكرا ... فنطلب مالا له نصف وله نصف ... نصفه نصف ... وهو اربعة ... ثم فرضناه ... ذكرا وانثى ... فنطلب مالا له ثلث ولثلثه نصف ... وهو ستة ... وهما متفقان بالنصف فضربنا احد المخرجين في الآخر فيكون اثنا عشر فحصل للخنثى تارة النصف وهو ستة و تارة الثلث وهو اربعة فيكون عشرة ونصفه خمسة وهو نصيب الخنثى وسبعة للذكر وكذا لو كان بدل الذكر انثى فانها ... من اثنى عشر ايضا فيكون للخنثى سبعة وللانثى خمسة

فان کان سواء اورث میراث الرجال والنساء (اگر دونون علامتین سبق و تاخرین مساوی ہون تو اوسکو میراث رجال اور میراث نساء کا استحقاق حاصل ہوگا) اور چونکہ حدیث مذکور مین مجموع میراث رجال و نساء کا ارادہ کرنا صحیح نہین ہو لہذا ہر ایک کے نصف کا مراد لینا معین ہوگا اور جناب شیخ مفید اور جناب سید مرتضیٰ علیہما الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہو کہ صورت مذکورہ مین اوسکی پسلیان شمار کیجا ئینگی پس اگر دونون پہلو مساوی ہون تو اوسپر احکام زن جاری کیے جا ئینگے اور اگر دونون پہلو مختلف ہون تو اوسپر احکام مرد جاری کیے جا ئینگے جیسا کہ شریح قاضی کی روایت مین بنقل حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی حکایت کی گئی ہو اور ان دونون بزرگوار ون (شیخ مفید و سید مرتضیٰ رہ) نے روایت مذکورہ کے علاوہ اجماع سے بھی استدلال فرمایا ہو لیکن روایت مذکورہ ضعیف ہو اور اجماع مدعی ہمارے نزدیک ثابت نہین ہوا اور جبکہ یہ معلوم ہو چکا پس اگر کوئی شخص فقط ایک خنثیٰ کو وارث چھوڑے تو مجموع مال کے اخذ کرنے کا استحقاق اوسکو حاصل ہوگا اور اگر خناثی متعدد (کئی خنثیٰ) کو وارث چھوڑے تو قول بالقرعہ کی بنا پر قرعہ ڈالا جائیگا پس اگر جملہ خناثی کا ذکور ہونا یا جملہ اناث کا ہونا ثابت ہو تو مجموع مال اونپر بالتسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر اونمین سے بعض کا ذکور ہونا اور بعض آخر کا اناث ہونا ثابت ہو تو مجموع مال اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اسیطرح اگر عدد اضلاع (پسلیون کا شمار کرنا) کے قائل ہون تب بھی وہی حکم ہوگا جو قرعہ مین مذکور ہوا اور بنا بر اعتبار (میراث مرد و زن مین سے نصف مال کے استحقاق کا حاصل ہونا) کی بنا پر مال میراث مین جملہ خناثی شریک مساوی قرار دیے جائینگے اگرچہ اونکی مقدار سو نفر ہو اسلیے کہ استحقاق میراث مین وہ سب مساوی ہین اور اگر خنثیٰ کے ساتھ ذکر (جسکی ذکوریت کا یقین حاصل ہو) مجتمع ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ ذکر کو چار سہمون کا استحقاق اور خنثیٰ کو تین سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ نصیب ذکر چار سہم ہو جسکا نصف دو سہم ہوا اور نصیب انثیٰ دو سہم ہو

تو چالیس مین سے ہرایک بنت کو دس کا استحقاق ور ابن کو بیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور
دونون تقدیرون مین حاصل خنثی کا مجموع چھبّیس ہوتا ہی جسکا نصف (تیرہ) اوسکو دیا جائیگا
اور حاصل ابن کا مجموع چھتیس ہوتا ہی جسکا نصف (اٹھارہ) اوسکو دیا جائیگا اور حاصل بنت کا
مجموع اٹھارہ ہوتا ہی جسکا نصف (نو) اوسکو دیا جائیگا پس اگر ورثہ مذکورین (ابن بنت خنثی)
کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہوجائے تو اوّلاً بطریق مذکور مسئلہ خنثی اور اوسکے مشارکین
(ابن و بنت) کی بدون زوج یا زوجہ تصحیح کیجائیگی بعد ازان حاصل مذکور (چالیس) مین زوج
یا زوجہ کا مخرج ضرب دیا جائیگا مثلاً ابن اور بنت اور خنثی کے ساتھ زوج بھی مجتمع ہو تو اوّل
خنثی اور اوسکے مشارکین کے سہام مقرر کیے جائینگے جسکا چالیس سے صحیح ہونا ابھی مذکور
ہوچکا ہی پس سہم زوج کے مخرج یعنے چار کو چالیس مین ضرب دیا جسکا حاصل ایکسو ساٹھ عدد
ہوتا ہی جسکا ربع یعنی چالیس زوج کو دیا جائیگا اور ایکسو بیس باقی رہیگا پس خنثی اور اوسکے
مشارکین کے لیے چالیس مین سے جو سہم حاصل ہوا تھا وہ تین مین ضرب دیا جائیگا اور جو
عدد کہ اس ضرب سے حاصل ہوگا وہی عدد ایکسو ساٹھ مین سے اوسکا سہم قرار پائیگا مثلاً
خنثی کو چالیس مین سے تیرہ سہم دیے گئے تھے اوسکو تین مین ضرب دیا جسکا حاصل اُنتالیس ہوتا ہی
پس خنثی کو ایکسو ساٹھ مین سے اُنتالیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور ابن کو چالیس مین سے اٹھارہ
سہم دیے گئے تھے اوسکو تین مین ضرب دیا جسکا حاصل چوّن ہوتا ہی پس ابن کو ایکسو ساٹھ مین سے
چوّن کا استحقاق حاصل ہوگا اور علیٰ ہذا القیاس بنت کو چالیس مین سے نو حاصل ہوئے تھے
اور تین مین ضرب دینے کے بعد ستائیس ہوگئے اور اگر خنثی کے ساتھ میّت کے ابوین (مان باپ)
یا احدہما مجتمع ہو تو ابوین کو ایک تقدیر (خنثی کا ذکر فرض کرنا) پر متروکہ کے دو سدس کا استحقاق
اور دوسری تقدیر (خنثی کا انثی فرض کرنا) پر متروکہ کے دو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے

فان اتفق معه زوج او زوجة صححت المسالة الخناثى و تقدير بهم بلا زوج و الزوج او الزوجة مخرج فرض نصيب الزوج او الزوجة فيها اجتمعت مثل ان اجتمعت ابن و بنت وخنثى وزوج وقد عرفت ان سهام الخنثى ومشاركيه اربعون فضرب مخرج سهم الزوج وهو الربع في اربعين فيكون مائة وستين فيعطى الزوج الربع وهو اربعون ويبقى مائة وعشرون فكل مرتبة ... ضربت في ثلاثة فما اجتمع فهو نصيبه من مائة وستين وان كان ابوان او احدهما مع الخنثى فللابوين السدسان فيبقى ثلثاه للخنثى فاخرج

انثی کو حاصل ہوگا اسلیے کہ خنثی کو اس صورت مین ایک تقدیر (اوسکا انثی فرض کرنا) پر نصف (چھ) کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا) پر دو ثلث (آٹھ) کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ چودہ ہوا جسکے نصف (سات) کا استحقاق خنثی کو حاصل ہوگا اور انثی کو بر تقدیر اول (خنثی کا انثی فرض کرنا) نصف (چھ) کا استحقاق اور بر تقدیر ثانی (خنثی کا ذکر فرض کرنا) ثلث (چار) کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ دس ہوا جسکے نصف (پانچ) کا استحقاق انثی کو حاصل ہوگا اور اگر خنثی کے ساتھ ابن اور بنت مجتمع ہون پس اگر خنثی ذکر فرض کیا جائے تو وارث میت دو ذکر اور ایک بنت قرار پائینگے اور مال میراث اونپر اخماسا تقسیم کیا جائیگا جسمین سے ایک سہم انثی کا حصہ اور باقی (چار) مین سے دو دو سہم ہر ایک ذکر کا حصہ قرار پائیگا اور اگر خنثی انثی فرض کیا جائے تو وارث میت دو بنت اور ایک ذکر قرار پائینگے اور مال میراث اونپر ارباعا تقسیم کیا جائیگا جسمین دو سہم ذکر کا حصہ اور باقی (دو) مین سے ایک ایک سہم ہر ایک بنت کا حصہ قرار پائیگا پس عدد اقل یعنی چار کے مخرج کو عدد اکثر یعنی پانچ کے مخرج مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل بیس ہوتا ہوکن اس صورت مین جو سہم کہ خنثی کے لیے حاصل ہوتا ہو وہ نصف صحیح نہین رکھتا اسلیے کہ خنثی کو ایک تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا) پر ساڑھے سات (۷½) کا استحقاق ہوتا ہو اور دوسری تقدیر (اوسکا انثی فرض کرنا) پر پانچ کا استحقاق ہوتا ہو اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ ساڑھے بارہ (۱۲½) ہوتا ہو جسکا نصف (۶¼) عدد صحیح نہین ہو لہذا مخرج نصف یعنی دو کو حاصل ضرب یعنی بیس مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چالیس ہوتا ہو اور اس ذریعہ سے دونون کسر صحیح ہو جائینگا پس جبکہ خنثی ذکر فرض کیا جائے تو چالیس مین سے ہر ایک ذکر کو سولہ (۱۶) کا استحقاق اور بنت کو آٹھ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر خنثی انثی فرض کیا جائے تو

ولو كان مع الخنثى ابن وبنت فإذا فرضت ذكرين وبنت كان المال أخماسا وإذا فرضت ذكرا وبنتين كان أرباعا فتضرب أربعة في خمسة يكون عشرين

استحقاق باعتبار فرض اور دونون خنثی کو پانچ سدس کا استحقاق باعتبار قرابت حاصل ہوگا اور
دوسری تقدیر (دونون خنثی کا انثی ہونا) پر احد الابوین کو باعتبار فرض ایک سدس کا استحقاق
اور دونون خنثی کو باعتبار فرض دو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور سدس باقی اون سب پر
اختیار رد کیا جائیگا اور تصحیح فریضہ مین ایسے عدد کی حاجت ہوگی جس سے دونون تقدیرون پر
جملہ سہام بدون کسر تقسیم ہو جائین پس مخرج سدس یعنی چھہ کا مخرج خمس یعنی پانچ مین ضرب دینا معین ہوگا
اسلیے کہ دونون مخرجون مین تباین ہے اور حاصل ضرب یعنی تیس مخرج نصف یعنی دو مین
ضرب دیا جائیگا جسکا مجموعہ ساٹھ سہم ہوتے ہین پس احد الابوین کو ایک تقدیر (دونون خنثی
کا انثی ہونا) پر باعتبار فرض و رد ساٹھ کے خمس یعنی بارہ کا استحقاق اور دونون خنثی کو
ساٹھ کے چار خمس یعنی اڑتالیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور دوسری تقدیر (دونون خنثی کا
ذکر ہونا یا ایک کا ذکر اور دوسرے کا انثی ہونا) پر احد الابوین کو باعتبار فرض دس کا استحقاق
اور دونون خنثی کو باعتبار فرض پچاس سہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور احد الابوین کا حصہ دونون
تقدیرون پر بائیس سہم قرار پائیگا جسکا نصف یعنی گیارہ سہم اوسکو دیے جائینگے اور
دونون خنثی کا حصہ دونون تقدیرون پر اٹھانوے سہم قرار پائیگا جسکا نصف یعنی
اونچاس سہم اونکو دیے جائینگے اور اگر میت کے اخوت و اخوات (بھائی بہن) یا اعمام عمات
(چچا پھوپی) یا اونکی اولاد مین سے کوئی وارث خنثی ہو تو اونکی میراث مین بھی وہی عمل کیا جائیگا جو
اولاد کے خنثی ہونے کی صورت مین بیان کیا گیا پس اگر جد پدری کے ساتھ میت کا برادر پدری
خنثی مجتمع ہو تو جد پدری کو ایک تقدیر (خنثی کا ذکر ہونا) پر نصف مال کا استحقاق ہوگا اور
نصف آخر کا استحقاق خنثی کو حاصل ہوگا اور دوسری تقدیر (خنثی کا انثی ہونا) پر جد پدری
کو دو ثلث کا استحقاق و خنثی کو ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا پس نصف کے مخرج یعنی دو کا

اس صورت مین اصل فریضه (چھ) کے نصف (تین) کا استحقاق بنت کو اور اصل فریضه کے
دو سدس (دو) کا استحقاق ابوین کو حاصل ہوگا جسکا مجموعہ پانچ ہوتا ہے اور ایک سہم جو باقی رہا
وہ او نپر انکے حصص کے موافق رد کیا جائیگا پس و خمس کے مخرج یعنی پانچ کو دو سدس کے مخرج یعنی چھ مین ضرب دیا
کیا تیس سہم حاصل ہوئے جن مین سے ابوین کو ایک تقدیر (خنثی کا ذکر فرض لینا) پر دس
سہمون کا استحقاق اور دوسری تقدیر (خنثی کا انثی فرض کرنا) پر باعتبار فرض ورد بارہ
سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ بائیس سہم ہے
پس ابوین کو اوسکے نصف یعنی گیارہ سہم دیئے جائینگے اور خنثی کو ایک تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا)
پر بیس سہمون کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اوسکا انثی فرض کرنا) پر اٹھارہ سہمون کا استحقاق
حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ اڑتیس سہم ہوے پس خنثی کو اوسکے
نصف یعنی انیس سہم دیئے جائینگے اور اگر ابوین کے ساتھ دو یا کئی خنثی مجتمع ہون تو ابوین کو
اصل متروکہ کے دو سدس دیئے جائینگے اور باقی مال خنثیین (دو خنثی) کے حوالے کیے جائین گے
پس اس صورت مین اصل فریضہ چھ سہم قرار پائیگا جس مین سے ابوین کو دو سہمون کا استحقاق اور
ہر ایک خنثی کو ہر تقدیر دو سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور اس مقام پر رد نہوگا اسلیے کہ اگر
دونون خنثی انثی ہون تو اونکو باعتبار فرض ثلثین کا استحقاق ہوگا اور ثلث باقی ابوین کو دیا جائیگا
اور اگر دونون خنثی ذکر ہوئے تو ابوین کو باعتبار فرض دو سدس کا استحقاق اور دونون خنثی کو
باعتبار قرابت باقی مال (چار سدس) کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر ایک خنثی انثی ہوا اور
دوسرا ذکر تب بھی ابوین کو دو سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی مال دونون خنثی کے حوالے
کیا جائیگا اور اگر دو خنثی کے ساتھ احد الابوین (میت کے مان باپ مین سے ایک شخص) مجتمع ہو
تو احد الابوین کو ایک تقدیر (دونون خنثی کا ذکر ہونا یا ایک کا ذکر اور دوسرے کا انثی ہونا) پر ایک سدس کا

فضربت بجملة في ستة يكون للابوين احد عشر وللخنثى تسعة عشر ولو كان مع الابوين خنثيان فصاعدا كان للابوين السدسان والباقي للخنثيين لانه لا يتغير ... ههنا ولو كان ... احد الابوين كان ... الصلح عليهم اخماسا

ہو جائیگے اور
معلوم نہو کہ اون دونون میں
کون شخص زوج تھا اور کون زوجہ تو اون دونون میں
نصف نصیب کا دیا جائیگا

۴
ترکہ

خنثی ہے اس بنا پر عقد کرے
کہ اون دونون مین ایک شخص مرد ہے اور دوسرا
عورت ہے اور اونکا حال مشتبہ ہے یا نکاح کی صحت و
بطلان انکشاف حال پر موقوف ہے بعد از ان قبل انکشاف حال
اون مین سے ایک شخص وفات پائے تو اوسکو میراث نہ ہوگا اور یہ قول حق ہے اسلئے کہ اون کے
نکاح کا باطل ہونا محتمل ہے کیونکہ اون دونون کے مرد یا عورت
ہونے کا بھی احتمال ہے اور قول شیخ کو اس قول سے اوس
صورت مین منافات باقی نہین ہے جبکہ اون دونون کو
ایک مولود فرض کیا جائے اسلئے کہ
اس فرض پر

بلا ایک کی ... سے اوسکو کی اولاد احتمالون دونون ... بھی احتمال ہونے کا ... اور ...

دو ثلث کے مخرج یعنی تین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چھ ہوتا ہی اور اوسکو دو مین ضرب دینگے اور مجموع بارہ قرار پائیگا جسمین سے جد پدری کو ایک تقدیر (خنثی کا ذکر ہونا) پر چھ کا اور دوسری تقدیر (خنثی کا انثی ہونا) آٹھ کا استحقاق ہوگا جنکا مجموعہ چودہ ہوتا ہی لہذا اوسکا نصف یعنی سات اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور برادر پدری کو بر تقدیر اول چھ کا اور بر تقدیر ثانی چار کا استحقاق ہوگا جنکا مجموعہ دس ہوتا ہی لہذا اوسکا نصف یعنی پانچ اوسکو حوالہ کیا جائیگا اور علی ہذا القیاس اگر برادر خنثی کے ساتھ جدہ پدری شریک ہو تو برادر پدری کو سات کا استحقاق اور جدہ پدری کو پانچ کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ ظاہر ہی لکن اگر میت کے برادران وخواہران اخیافی خنثی ہون تو اونکی میراث کے حساب مین اس زحمت اور مشقت کی حاجت نہین ہی اسلیے کہ استحقاق میراث مین متقرب بالام کے ذکر و انثی مساوی ہوتے ہین اور اسیطرح اخوال وخالات میت کی میراث مین بھی اس مشقت کی حاجت نہین ہی اور آبا و اجداد کا خنثی ہونا بعید ہی اسلیے کہ ولادت سے خنثی کا مرد یا عورت ہونا منکشف ہو جاتا ہی لکن اگر شریح قاضی کی اوس روایت پہ بنا کیجائے جس مین ایک عورت کا والدہ (جسکے بطن سے مولود پیدا ہو) اور مولدہ (جس سے کسی دوسری عورت کے مولود پیدا ہو) ہونا منقول ہی تو آبا و اجداد کا خنثی ہونا بھی ممکن ہوگا جبکہ کوئی علامات ایسی موجود نہو جس سے انسان کے مرد یا عورت ہونے کی تشخیص ہو جاتی ہے اور جناب شیخ الطائفہ نے فرمایا ہی کہ اگر زوج یا زوجہ خنثی ہو تو اوسکو نصف میراث زوج کا استحقاق اور نصف میراث زوجہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسمقام پر آٹھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر کسی شخص کے علامات ذکور و اناث مین سے کوئی علامات موجود نہو تو اوسکی میراث کے لیے قرعہ ڈالا جائیگا اور اوسکے موافق عمل کیا جائیگا جسکی صورت یہ ہی کہ ایک رقعہ پر عبد اللہ لکھا جائے اور دوسرے رقعہ پر امۃ اللہ

واما الاخوة من الام فالانثى فنصابهم المعهودة لان ذكرهم وانثاهم سواء في الميراث وكذا الاخوال والخالات وكون الآباء والاجداد خناثى بعيد لان الولادة تكشف عن حال ... مسئلة ... وقال الشيخ ... كان له نصف ميراث الزوج ونصف ميراث الزوجة ... مسئلة ... من ليس له فرج الرجال ولا النساء يورث بالقرعة بان يكتب على سهم عبد الله وعلى سهم آخر امة الله

موت وا طی سے نو مہینے کے بعد پیدا ہو تب بھی وسکو میراث کا استحقاق حاصل ہوگا بشرطیکہ
اوسکی مان نے کسی دوسرے شوہر سے عقد نکیا ہووالا اوس حمل کے مولود واطی ہونے کا یقین ہوگا
چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی میت ابوین (مان باپ) یا احدہما (دونون مین سے ایک شخص) اور
زوج یا زوجہ کے ساتھ کسی حمل کو بھی وارث چھوڑے تو صاحبان فروض مین سے ہر شخص کو اوسکا
وہ نصیب اقل دیا جائیگا جسکا استحقاق اوسکو ہر حال (خواہ حمل ذکر ہو یا انثی ہو متحد ہو یا متعدد)
مین حاصل ہو اور باقی مال کا محفوظ رکھنا لازم ہوگا پس اگر حمل مذکور مردہ پیدا ہو تو ہر وارث
کا نصیب کامل کردیا جائیگا اور اگر زندہ پیدا ہو تو اوسقدر مال مولود کے حوالہ کیا جائیگا
جسقدر کہ وہ مستحق ہے پس اگر مال محفوظ مین سے حصہ مولود کے بعد کچھ مال باقی رہا تو صاحبان
فروض پر حصہ رسد تقسیم کیا جائیگا **پانچوان مسئلہ** شیخ الطائفہ رہ نے فرمایا کہ اگر کوئی میت
حمل کے ساتھ ابن موجود کو وارث چھوڑے تو ابن موجود کو ثلث متروکہ دیا جائیگا اور دو ثلث کا
حمل کے واسطے احتیاطاً محفوظ رکھنا لازم ہوگا اسلیے کہ حمل مذکور کا دو ابن ہونا محتمل ہے جسکا
دو ثلث ہوتا ہے اور دو ثلث سے زائد کا محفوظ رکھنا لازم نہوگا کیونکہ جانب کثرت مین باعتبار
غالب دو ہی مولود پیدا ہوتے ہین اور دو سے زائد کے پیدا ہونیکا احتمال نادر ہے لہذا
وسکے لیے حصہ کا احتیاطاً باقی رکھنا لازم نہوگا اور اگر کوئی میت بنت موجودہ کے ساتھ
حمل کو وارث چھوڑے تو بنت موجودہ کو خمس متروکہ دیا جائیگا اور چار خمس کا حمل کیواسطے محفوظ رکھنا
لازم ہوگا اور یہ قول خوب ہے **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی جنین اپنی مان کے شکم مین کسی شخص کی جنایت
سے ہلاک ہو جائے تو اوسکی دیت کا استحقاق اوسکے مان باپ کو حاصل ہوگا اور اگر مان باپ
موجود نہون تو اوسکا استحقاق متقرب بالابوین (جو طرفین سے قرابت رکھتا ہو) کو حاصل ہوگا
اور اگر متقرب بالابوین بھی موجود نہو تو اوسکا استحقاق متقرب بالاب (جو باپ کی طرف سے قرابت رکھتا ہو)

تحریر کیا جائے اور دونون رقعہ باہم مخلوط کر دیئے جائین اور یہ دعا پڑھی جائے اللھم

انت اللہ لا الہ الا انت عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا

فیہ یختلفون بین لنا امر ھذا المولود کیف یورث ما فرضت لہ فی الکتاب

بعد ازان ایک رقعہ کا اخراج کرے پس اگر عبد اللہ خارج ہو تو شخص مذکور کو مرد کی میراث

دیجائے اور اگر امۃ اللہ خارج ہو تو اوسکو عورت کی میراث دیجائے دوسرا مسئلہ

اگر کسی شخص کی حقو واحد (ایک کمر) پر دو سر یا دو بدن موجود ہون تو اون دونون مین سے

ایک شخص بیدار کیا جائے پس اگر دونون بیدار ہوجائین تو وہ دونون در اصل ایک شخص

قرار دیا جائیگا اور اگر ایک ہی شخص بیدار ہوا اور دوسرا سوتا ہے تو وہ دونون شخص

شمار کیے جائینگے تیسرا مسئلہ اگر کوئی حمل زندہ پیدا ہو تو اوسکو میراث کا استحقاق ہوگا اور

اسیطرح اگر کوئی حمل ساقط ہوجائے اور بعد سقوط ایسی حرکت کرے جو احیاء مین ہوتی ہو

تب بھی اوسکو میراث کا استحقاق ہوگا خواہ کسی جنایت (ضرب لگانا) سے ساقط ہوا ہو

یا بدون جنایت اور اگر نصف حمل زندہ خارج ہوا اور نصف باقی مردہ خارج ہو تو اوسکو

میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی حمل خارج ہونے کے بعد ایسی حرکت کرے جو استقرار

حیات پر دلالت نکرتی ہو جیسے حرکت مذبوح تب بھی اوسکو میراث کا استحقاق نہوگا اور

روایت ربعی مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ جب حمل پیٹ سے خارج

ہونے کے بعد حرکت بینہ موجود ہو تو وہ وارث اور موروث قرار دیا جائیگا اور

اسیطرح روایت ابو بصیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہوا ہی اور

حمل کا موت مورث کے وقت زندہ ہونا شرط نہین ہی پس اگر کوئی حمل موت واطی (جماع کرنیوالا)

سے چھ مہینے کے بعد پیدا ہو تو اوسکو میراث واطی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی حمل

اور اسحق بن عمار کے غیر موثق ہونے کی نسبت ایک قول ہے اور طریق روایت مین سہل بن زیاد ہے جو ضعیف ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین ارشاد فرمایا ہے کہ مفقود الخبر کے مال کا اون مدتون کے قبل تقسیم کرنا صحیح نہوگا جیسے مدتین کہ وہ باعتبار عادت زندہ نہین رہ سکتا اور یہی قول اولی ہے

فصل سوم

غرقی (جو ڈوب کر مرگئے ہون) اور مہدوم علیہم (جو دب کر مرگئے ہون) کی میراث کے بیان مین پس ان لوگون مین سے بعض کو بعض آخر کی میراث کا استحقاق کئی شرطون کے ساتھ حاصل ہے پہلی شرط اون سب کے لیے یا اونمین سے بعض کے لیے کسی مال کا موجود ہونا دوسری شرط استحقاق میراث کا طرفین کے ثابت ہونا تیسری شرط اونمین سے بعض کی موت پر بعض آخر کی موت کے تقدم کا مشتبہ ہونا پس اگر اونکے لیے کوئی مال موجود نہو یا مال موجود ہو لکن طرفین سے استحقاق میراث حاصل نہو یا اونمین سے ایک شخص کو میراث کا استحقاق ہو اور دوسرے شخص کو نہو جیسے دو بھائیون مین سے ایک بھائی کے لیے مولود کا موجود ہونا اور دوسرے کے لیے موجود نہونا تو یہ حکم (توارث) ساقط ہو جائیگا اور اسیطرح اگر دونون کی موت کا ایک ہی وقت مین واقع ہونا معلوم ہو تب بھی یہ حکم ساقط ہوگا چوتھی شرط اونکا غرق و ہدم کے سبب سے وفات پانا پس اگر بدون سبب (اپنی موت سے مرنا جسکو حتف انف کہتے ہین) وفات پائین اور ایک کی موت کا دوسرے کی موت پر مقدم ہونا مشتبہ ہو یا دونون کی موت کا ایک ہی وقت مین واقع ہونا معلوم ہو یا ایک کی موت کا دوسرے کی موت پر مقدم ہونا معلوم ہو تب بھی حکم توارث (طرفین سے وارث ہونا) ساقط ہوگا اور اگر غرق و ہدم کے علاوہ وہ دونون شخص کسی اور سبب (جیسے حرق اور قتل وغیرہ) سے وفات پائین اور ایک کی موت کا دوسرے کی موت پر مقدم ہونا مشتبہ ہو تو آیا تب بھی یہ حکم (طرفین سے میراث کا استحقاق ہونا) ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لکن کلام شیخ الطائفہ رحمہ کتاب نہایہ مین نسبت

کا حاصل ہوگا خواہ باپ کا قریب نسبی ہو جیسے اخوۃ اور اعمام وغیرہ یا قریب سببی ہو جیسے معتق اور ضامن جریرہ **ساتوان مسئلہ** جبکہ دو شخصون مین علاقہ نسب کا متحقق ہونا معروف ہو تو ہر ایک کو دوسرے کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور انکو اقامت بینہ کی تکلیف نہ دیجائیگی اور اگر نسب مدعی (جسکا دعوی کیا ہی) کے علاوہ وہ دونون شخص کسی دوسرے کے ساتھ معروف ہون تو بدون بینہ اونکا قول مقبول نہوگا **آٹھوان مسئلہ** شخص مفقود الخبر کے لیے مال میراث کا محفوظ رکھنا اور اوسکی خبر کے معلوم ہونیکا انتظار کرنا لازم ہوگا لیکن مدت انتظار کی مقدار مین کئی قول ہین پس بعض علماء نے فرمایا ہو کہ چار سال تک اوسکا انتظار کرنا لازم ہوگا جیساکہ روایت عثمان بن عیسی مین جسکو سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہو وارد ہوا ہو اور یہ روایت ضعیف اور دیگر ادلہ کی معارضت سے قاصر ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ دس برس کے بعد اوسکا مکان فروخت کیا جائیگا اور اسی قول کو جناب شیخ مفید رح نے اختیار فرمایا ہو جیساکہ روایت علی بن مہزیار مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قطعہ مکان کی بیع مین منقول ہوا ہو اور اس روایت سے مفقود الخبر کی موت پر استدلال کرنا خالی از ضعف نہین ہو اسلیے کہ دس برس کے بعد اوسکے مکان کی بیع کا جائز ہونا مفقود الخبر کے محکوم بالوفات ہونے پر دلالت نہین کرتا پس ہوسکتا ہو کہ دس برس کے بعد اوسکے مکان کا کسی مصلحت سے فروخت کرنا صحیح ہو اور سمع ذلک شخص مذکور پر حکم حیات بھی جاری کیا جاے اور شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہو کہ اگر مفقود الخبر کا مال اوسکے ورثہ حاضرین کو بشرط ضمانت دیدیا جائے تو جائز ہوگا اور روایت اسحق بن عمار مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہو کہ اگر مفقود الخبر کے ورثہ مالدار ہون تو اونکو اوسکے مال کا باہم تقسیم کرلینا صحیح ہوگا پس اگر مفقود الخبر واپس آئے تو مال مذکور کا اوسے سپرد کرنا لازم ہوگا

قیل اربع سنین وهی روایة عثمان بن عیسی عن سماعة عن ابی عبد الله علیه السلام وفی الدرایة ضعیف وقیل یباع داره بعد عشر سنین وهو اختیار المفید

ورثۂ زوج کے حوالے کیے جاینگے اور زوج کو مال زوجہ یعنی پانچ دینار (جسمین چار دینار اصل متروکہ کے اور ایک دینار ارث زوج کا داخل ہی) کے نصف یعنی ڈھائی دینار کا استحقاق ہوگا اور باقی ڈھائی دینار ورثۂ زوجہ کے حوالہ کیے جاینگے اور اگر اسکا عکس کیا جائے تو زوج کو متروکۂ زوجہ یعنی چار کے نصف یعنی دو دیناروں کا استحقاق ہوگا اور باقی دو دینار ورثۂ زوجہ کے حوالہ کیے جاینگے اور زوجہ کو مال زوج یعنی چھ دینار (جس مین چار دینار اصل متروکہ کے اور دو دینار ارث زوجہ کے داخل ہین) کے ربع یعنی ڈیڑھ دینار کا استحقاق ہوگا اور باقی ساڑھے چار دینار ورثۂ زوج کے حوالے کیے جاینگے اور شیخ الطائفہ کے قول (دوم کو اوس مال کی میراث کے استحقاق کا حاصل ہونا جسکا کہ اول وارث ہوچکا ہی) کی بنا پر بہرحال (تقدیم اضعف کے قائل ہون یا نہون) زوجہ کو ایک دینار کا اور زوج کو دو دیناروں کا استحقاق حاصل ہوگا اور ہر ایک کے متروکہ کا باقی مال اوسکے ورثہ کو دیا جائیگا لکن جس قول (تقدیم اضعف کا واجب نہونا) کو کہ شیخ الطائفہ رہ نے ایجاز مین اختیار فرمایا ہی وہ اشبہ بصواب ہی اور اگر تقدیم اضعف کا وجوب ثابت بھی فرض کیا جائے تو محض تعبد ہوگا اور حکم میراث مین اوسکا کوئی فائدہ نہوگا بنا برعلیہ اگر زوج و زوجہ غرق ہوجائین تو وفات زوج اول فرض کیجائیگی اور اوسکے متروکہ سے زوجہ کا حصہ (ثمن یا ربع) دیا جائیگا بعد ازان وفات زوجہ فرض کیجائیگی اور اوسکے متروکۂ اصلیہ سے زوج کا حصہ (ربع یا نصف) دیا جائیگا اور زوج کو اوس مال مین سے کچھ نہ دیا جائیگا جو زوجہ کو ارث زوج کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہی اوسیطرح اگر اب و ابن غرق ہوجائین تو اب کو متروکۂ ابن سے اوسکا حصہ دیا جائیگا بعد ازان ابن کو متروکۂ اب سے اوسکا حصہ دیا جائیگا پس اگر اون دونون مین سے ہر ایک شخص کو بہ نسبت باقی ورثہ کے اقربیت حاصل ہو تو اون دونون مین سے ہر ایک کا مال دوسرے کی طرف منتقل ہوگا

وبالتوارث من بعض بعضهم من بعض الشرائط حصول الاشتباه اسباب ...

جملہ اسباب اشتباہ کے خواہ غرق ہو یا ہدم ہو یا اور کوئی سبب حیثیت قابل وغیرہ تعمیم کی صورت اشعار رکھتا ہی اور جبکہ اشتباہ ثابت ہوا اور جملہ شرائط موجود ہوئی تو جماعت غرقی و ہدم میں سے بعض اشخاص کو بعض آخر کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور شخص دوم کو اوس مال کی میراث کا استحقاق حاصل نہوگا جسکا کہ شخص اول وارث ہوچکا ہی اور جناب شیخ مفید نے فرمایا کہ دوم کو اوسکی میراث کا بھی استحقاق ہوگا جسکا کہ شخص اول وارث ہوچکا ہی اور قول اول صحیح تر اسلیے کہ امر ممکن کا فرض کرنا صحیح ہوتا ہی اور شخص دوم کو مال متروکہ کا وارث قرار دینا فرض موت کے بعد اوسکی حیات کے فرض کرنیکو مستدعی ہی جو محال عادی ہی علاوہ برین روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر دونون مین سے فقط ایک شخص کے لیے کوئی مال موجود ہو تو وہ مجموع مال اوس شخص کیطرف منتقل ہوگا جو فاقد المال ہی جس سے معلوم ہوا کہ شخص اول کو اوس مال کا استحقاق ہوگا اور آیا میراث کے دینے مین ضعف (جس شخص کی میراث کا سہم کم ہو جیسے زوجہ) کا قوی (جس شخص کی میراث کا سہم زائد ہو جیسے زوج) پر مقدم کرنا واجب ہی یا نہین اسمین تردد ہوا و شیخ الطائفہ نے کتاب ایجاز مین ارشاد فرمایا ہی کہ واجب نہین ہی اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ ضعف کا اقوی پر مقدم کرنا اگرچہ واجب ہی لیکن اسکی وجہ سے حکم مین کوئی تغیر نہوگا البتہ اسبارہ مین اخبار کی متابعت معین ہوگی ہان جناب شیخ مفید رحمہ کے قول (دوم کو اوس مال کی میراث کے استحقاق کا حاصل ہونا جسکا کہ اول وارث ہوچکا ہی) پر تقدیم ضعف کا فائدہ ظاہر ہوگا اسلیے کہ اگر میراث اقوی سے ضعف کا حصہ اولا اخذ کیا جائے بعد ازان مال ضعف سے اقوی کا حصہ اخذ کیا جائے تو اقوی کو زیادہ سہم کا استحقاق ہوگا مثلا زوج و زوجہ لاولد ہون اور دونون غرق ہوجائین اور ہر ایک کا متروکہ چار دینار فرض کیا جائے اور تقدیم ضعف کے قائل ہون تو شیخ مفید رحمہ کے قول کی بنا پر زوجہ کو متروکہ زوج یعنی چار کے ربع یعنی ایک دینار کا استحقاق ہوگا اور باقی تین دینار

الاتفاق فعلى ورث منه وقال المفيد يورث مما ورث منه والاول اصح لانه انما يفرض الممكن والتوريث مما ورث يستدعي الحيوة بعد فرض الموت وهو غير ممكن عادة ولما روي انه لو كان لاحدهما مال اعطي الاخر ... ولا يجب تقديم الاضعف في التوريث نعم في الايجاز ... المبسوط لا يتغير الحكم انما تتبع الاخبار في ذلك وعلى قول المفيد تظهر فائدة التقديم

حیثیت شریعت اسلام مین نکاح کرنا حرام ہی اور کبھی اون عورتون سے نکاح کرلیتا ہی حیثیت شریعت اسلام مین نکاح کرنا حلال ہی جسکی وجہ سے اوسکے لیئے نسب صحیح اور فاسد اور سبب صحیح اور فاسد مجتمع ہوجاتے ہین اور فاسد سے نسب یا سبب مراد ہی جو ہمارے نزدیک بوجہ نکاح محرم حاصل ہوا ہو اور فاسد سے نسب یا سبب مراد نہین ہی جو مجوس کے نزدیک بوجہ نکاح محرم حاصل ہوا ہو مثلاً اگر کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرے اور اوسکے مولود پیدا ہو تو مولود کا نسب اور ماں کی زوجیت کا سبب فاسد ہوگا اور ہمارے جملہ علما نے نسب صحیح اور سبب صحیح کے ساتھ مجوسی کے وارث قرار دینے پر اتفاق کیا ہی اور آیا فاسد کے ساتھ بھی اوسکا وارث قرار دینا صحیح ہوگا یا نہین اسمین اختلاف ہی پس بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ مجوسی کا فقط نسب صحیح اور سبب صحیح کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح ہوگا اور فاسد کے ساتھ وارث قرار دینا مطلقاً (نسب ہو یا سبب) صحیح نہوگا اور یہی قول یونس بن عبد الرحمن اور اونکے متابعین سے منقول ہوا ہی اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ مجوسی کا نسب مین صحیح اور فاسد دونون کے ساتھ اور سبب مین فقط صحیح کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح ہوگا اور سبب فاسد کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح نہوگا اور اسی قول کو فضل بن شاذان نیشاپوری (جو منجملہ قدما ہین) اور اونکے متابعین نے اختیار فرمایا ہی اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کا بھی یہی مذہب ہی اور یہ قول خوب ہی اور جناب شیخ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مجوسی کا ہر ایک نسب و سبب کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح ہوگا خواہ صحیح ہو یا فاسد ہو اور اس قول کی بنا پر اگر کسی مجوسی مین دو سبب فاسد مجتمع ہوجائین تو اوسکو دونون کیوجہ سے میراث دیجائیگی مثلاً اگر کوئی مجوسی وفات پائے اور اپنی ماں کو جو اوسکی زوجہ ہو وارث چھوڑے اور کوئی مولود موجود نہو تو اوسکا نصیب علاقۂ زوجیت کیوجہ سے ربع متروکہ اور علاقۂ امومت کیوجہ سے اصل متروکہ کا ثلث

قوله ان السبب الصحيح والفاسد والنسب الصحيح والفاسد ونعني بالفاسد ما يحصل عن نكاح محرم عندنا اعتقادنا كما اذا نكح امه فاولدها ولدا فان نسب العلد فاسد وسبب فاسد وفيهما فاسد فمن الاصحاب من لا يورثه الا بالصحيح منهما النسب والسبب وهو الكلام من يونس بن عبد الرحمن ومتابعيه فمنهم من يورثه بالنسب صحيحه وفاسده والسبب الصحيح لا الفاسد وهو اختيار الفضل بن شاذان وهو القديم ومن تابعه وهو مذهب شيخنا المفيد وهو حسن والشيخ ابو جعفر يورثه بالامرين صحيحهما وفاسدهما على هذا القول لو اجتمع الامران لواحد ورث بهما كما مثلنا وهي زوجة فلها نصيب الزوجية وهو الربع مع فقد الولد والثلث نصيب الامومة من اصل

بعد ازان ہر ایک کا مال اوسکے باقی ورثہ کیطرف منتقل ہوگا مثلاً ابن کے لیے اخوت اب یا سے
فرض کیے جائین اور اب کے لیے بھی اخوت موجود ہون تو مال ولد اون کے اخوت کیطرف منتقل ہوگا
اور اسیطرح والد کا اصل مال اوسکے ولد کیطرف منتقل ہوگا بعد ازان جو مال کہ اون دونون مین
ہر ایک کیطرف منتقل ہوا ہو وہ اوسکے اخوت کیطرف رجوع کریگا اور اگر اون دونون
(ابن و اب) یا احدہما (ابن و اب مین سے ایک) کے لیے کوئی شخص شریک میراث فرض کیا جائے
مثلاً ابن و اب غریق ہون اور اب کے لیے ابن غریق کے علاوہ کچھ اولاد موجود ہو اور اسیطرح
ابن غریق کے لیے بھی اولاد موجود ہو تو اولاً موت ابن فرض کیجائیگی اور اب کو متروکہ ابن مین
اوسکا نصیب یعنی سدس متروکہ دیا جائیگا اسلیے کہ اولاد کی معیت مین حصہ اب سدس متروکہ
ہوتا ہے بعد ازان موت اب فرض کیجائیگی اور ابن غریق کو اب کے متروکہ اصلیہ مین سے وہ حصہ
دیا جائیگا جسکا استحقاق اوسکو معیت اخوہ مین حاصل ہوگا اور ابن کا باقی متروکہ اس نصیب کے
ساتھ اوسکی اولاد کو دیا جائیگا اور اگر ایسے دو وارثون کا غریق ہونا فرض کیا جائے جو باہم
میراث مین مساوی ہون جیسے دو بھائی تو اون دونون مین سے ایک شخص کا دوسرے پر
مقدم کرنا واجب نہوگا اور استحقاق مین وہ دونون مساوی ہونگے اسلیے کہ اس تقدیم و تاخیر سے
ہدف نہین ہے اور اون دونون مین سے ہر ایک کا مال دوسرے کیطرف منتقل ہوگا پس اگر
اونکے لیے کوئی وارث موجود نہوگا تو اونکی میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا
اور اون دونون مین سے ایک شخص کے لیے کوئی وارث موجود ہوگا تو جو مال کہ اوسکی طرف
منتقل ہوا ہو وہ اوسکے وارث کیطرف رجوع کریگا اور جو مال کہ دوسرے شخص (جو لا وارث ہے)
کیطرف منتقل ہوا ہو وہ امام علیہ السلام کیطرف رجوع کریگا **فصل چہارم** میراث مجوسی کے
بیان مین شخص مجوسی اپنے دین باطل کے شبہ کی بنا پر کبھی اون عورتون سے نکاح کر لیتا ہے

اور نصیب عمہ کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اخت کے ساتھ عمہ کو میراث نہین ملتی اور اسیطرح اگر اپنی
عمہ (پھوپی) کو جو اوسکی بنت عمہ (پھوپی کی لڑکی) ہو وارث چھوڑے تو اوسکو نصیب عمہ کا استحقاق
ہوگا اسلیے کہ عمہ کی موجودگی مین بنت عمہ کو میراث کا استحقاق نہین ہوتا اور اسمقام پر دو مسئلے
مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ مسلم کو سبب فاسد کیوجہ سے میراث کا استحقاق نہین ہوتا پس اگر
کوئی مسلم کسی زن محرمہ (جس عورت سے شریعت اسلام مین نکاح کرنا جائز نہین ہے) سے نکاح کرے
تو اون دونون مین سے کسی شخص کو دوسرے شخص کی میراث کا استحقاق نہوگا خواہ زن مذکورہ سے
نکاح کرنے کی حرمت متفق علیہ (اجماعی) ہو جیسے مادر رضاعی یا مختلف فیہ ہو جیسے مادر مزنی بہا
(اوس عورت کی ماں جس سے اوسنے زنا کی ہو) اور دختر زانی (وہ لڑکی جو شخص زانی کے آب منی
سے پیدا ہوئی ہو) اور خواہ زوج کو نکاح مذکور کے تحلیل (مباح جاننا) کا اعتقاد ہو یا نہو
دوسرا مسئلہ مسلم کو نسب صحیح (جو عقد صحیح سے حاصل ہوا ہو) اور فاسد (جو وطی بالشبہ سے
حاصل ہوا ہو) دونون کے سبب سے میراث کا استحقاق ہوتا ہے اسلیے کہ التحاق نسب مین
وطی بالشبہ پر عقد صحیح کے احکام جاری کیے جاتے ہین

خاتمہ

حساب فرائض کے بیان مین اور وہ کئی مقصدون پر مشتمل ہے **مقصد اول**
اسمین فروض ستہ کے مخارج اور طریق حساب کا بیان کیا جاتا ہے اور مخرج سے اہل حساب
کی اصطلاح مین وہ اقل عدد مراد ہے جس سے جزء مطلوب کا بدون کسر خارج کرنا صحیح ہو اور وہ
پانچ مخرج ہین **اول** نصف جو اثنین (دو) سے حاصل ہوتا ہے دوم ربع
(چوتھائی) جو اربعہ (چار) سے حاصل ہوتا ہے سوم ثمن (آٹھوان حصہ) جو ثمانیہ (آٹھ) سے
حاصل ہوتا ہے **چہارم** ثلث (تہائی) اور ثلثان (دو تہائی) جو ثلثہ (تین) سے حاصل ہوتا ہے
پنجم سدس (چھٹا حصہ) جو ستہ (چھ) سے حاصل ہوتا ہے پس جو فریضہ کہ دو نصف

ويرثون العمة وكذا عمة هي بنت عمة لها نصيب العمة **مسئلتان** الاولى لا يرث المسلم بالسبب الفاسد فلو تزوج محرمة لم يتوارثا سواء كان تحريمها متفقا عليه كالام من الرضاعة او مختلفا فيه كام المزني بها والبنت من الزنا سواء كان الزوج معتقدا التحليل او لا **الثانية** يرث المسلم بالنسب الصحيح والفاسد لان الشبهة كالعقد الصحيح في التحاق النسب

خاتمة في حساب الفرائض وهي تشتمل على مقاصد **المقصد الاول** في مخارج الفروض الستة وطريق الحساب ونعني بالمخرج اقل عدد يخرج منه ذلك الجزء صحيحا فهي اذا خمسة النصف من اثنين والربع من اربعة والثمن من ثمانية والثلث والثلثان من ثلاثة والسدس من ستة فكل فريضة حصل فيها نصفان

قرار پائیگا جیسا کہ باب مواریث مین مذکور ہو چکا ہی پس اگر زن مذکورہ کے لیے کوئی دوسرا
شریک جیسے اب (میت کا باپ) موجود ہو تو باقی متروکہ بھی بعلاقہ امومت اوسپرد کیا جائیگا
اور اسیطرح اگر کوئی مجوسی اپنی بنت (لڑکی) کو جو اوسکی زوجہ ہو وارث چھوڑے تو ثمن متروکہ
باعتبار زوجیت اور نصف متروکہ باعتبار بنتیت اوسکو دیا جائیگا اور باقی متروکہ بترتیب مذکور
بھی باعتبار قرابت اوسپرد کیا جائیگا جبکہ اوسکے ساتھ کوئی شریک موجود نہو اور اگر زن مذکورہ
کے ساتھ ابوین (میت کے مان باپ) بھی مجتمع ہون تو اون دونون کو متروکہ کے دو سدس
اور زن مذکورہ کو متروکہ کا ثمن اور نصف دیا جائیگا اور باقی مال کا ابوین اور زن مذکورہ پر
انحصار کرنا معین ہوگا اور اسیطرح اگر اپنی اخت (خواہر) کو جو اوسکی زوجہ ہو وارث چھوڑے
تو عدم ولد کیصورت مین اوسکو ربع متروکہ کا استحقاق باعتبار زوجیت اور نصف متروکہ کا استحقاق
باعتبار اختیت حاصل ہوگا اور باقی مال بھی باعتبار قرابت اوسی پر رد کیا جائیگا جبکہ اوسکے
ساتھ کوئی شریک موجود نہو اور اگر کسی وارث مین دو سبب مجتمع ہون اور اون دونون مین
ایک سبب دوسرے سبب کا مانع ہو تو اوسکو فقط سبب مانع کیوجہ سے میراث کا استحقاق ہوگا
مثلاً کوئی مجوسی اپنی بنت (لڑکی) کو جو اوسکی اخت اخیافی (خواہر مادری) ہو وارث چھوڑے
تو زن مذکورہ کو فقط نصیب بنت کا استحقاق ہوگا اور نصیب اخت کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ ہمارے
نزدیک اخت کو بنت کے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل نہین ہوتا جیسا کہ طبقات میراث مین معلوم
ہو چکا ہی اور اسیطرح اگر اپنی بنت (لڑکی) کو جو بنت بنت (نواسی) ہو وارث چھوڑے تو اوسکو
فقط نصیب بنت کا استحقاق ہوگا اور بنت بنت کے نصیب کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ ہمارے
نزدیک بنت بنت کو بنت کے ساتھ میراث کا استحقاق نہین ہوتا اور اسیطرح اگر اپنی عمہ
(پھوپی) کو جو اوسکی اخت علاتیہ ہو وارث چھوڑے تو اوسکو نصیب اخت کا استحقاق ہوگا

ولها الثمن والنصف والباقي يرد عليها بالقرابة وعلى الابوين وكذا اخت هي زوجته لها الربع والنصف والباقي يرد عليها بالقرابة ان لم يكن [illegible]

(ب) ان اجتمع السببان في واحد منهما يمنع الاخر ورث من جهة المانع مثل بنت هي اخت من امه فلها نصيب البنت دون الاخت لانه لا ميراث عندنا للاخت مع بنت وكذا بنت هي بنت بنت لها نصيب البنت دون بنت البنت وكذا عمة هي اخت من اب لها نصيب الاخت

پس جبکہ بارہ۱۲ مین سے دس۱۰ ساقط کیے جائین تو دو۲ باقی رہتے ہین اور جبکہ دس۱۰ مین سے دو۲ کو کئی بار (پانچ۵ دفعہ) ساقط کرتے ہین تو دس۱۰ فنا ہوجاتے ہین پس جبکہ اسقاط کے بعد دو۲ باقی رہین تو وہ دونون عدد متوافق بالنصف کہلاتے ہین اور اگر تین باقی رہین تو متوافق بالثلث کہلاتے ہین اور اسیطرح دس۱۰ تک منجملہ کور تسعہ جس کسرمین موافقت ہوگی وسیکا اعتبار کیا جائیگا اور اگر ساقط کرنے کے بعد گیارہ باقی رہین تو اوسمین سے جزر کے ساتھ موافقت حاصل ہوگی جیسے بائیس اور تینتیس۳۳ پس ان دونون کو گیارہ۱۱ فنا کرتا ہے لہذا ان دونون مین سے ایک عدد کے گیارھوین جزر کا دوسرے عدد کے عین مین ضرب دینا معین ہوگا بنا برا علیہ بائیس کے گیارھوین جزر یعنی دو۲ کو تینتیس۳۳ مین یا تینتیس۳۳ کے گیارھوین جزر یعنی تین۳ کو بائیس۲۲ مین ضرب دیا جسکا حاصل چھیاسٹھ۶۶ ہوتا ہے اور متباینین سے وہ دو۲ عدد مراد ہین کہ جب اکثر مین سے اقل کو ایک یا کئی مرتبہ ساقط کرین تو ایک باقی رہے جیسے تیرہ۱۳ اور بیس پس جبکہ تیرہ کو بیس۲۰ سے ساقط کیا تو سات باقی رہے اور جبکہ سات کو تیرہ مین سے ساقط کیا تو چھ باقی رہے اور جبکہ چھ۶ کو

[illegible]

فانك اذا اسقطت العشرة بقي اثنان فاذا اسقطتهما من العشرة مرارا فنت بها واذا فصل بعد الاسقاط اثنان فهما متوافقان بالنصف وان بقي ثلثة فالموافقة بالثلث والى العشرة وان بقي احد عشر فالموافقة بالجزء منها كالاثنين والعشرين والثلثة والثلثين والمتباينان هما اللذان اذا اسقطت الاقل من الاكثر مرة او مرارا بقي واحد مثل ثلثة عشر وعشرين فاذا اسقطت ثلثة عشر بقي سبعة فاذا اسقطت سبعة من ثلثة عشر بقي ستة فاذا اسقطت ستة

یعنی چار مین ضرب دیا جائیگا جسکا مجموعہ اڑتالیس سہم ہوتا ہی جسکے ربع یعنی بارہ سہم کا استحقاق فی کس تین سہمون کے حساب سے ازواج کو حاصل ہوگا اور باقی یعنی چھتیس سہمون کا استحقاق فی کس چھ سہمون کے حساب سے بھائیون کو حاصل ہوگا اور اگر دونون عددون مین تباین ہو تو ایک عدد کا دوسرے عدد مین اور حاصل کا اصل فریضہ مین ضرب دینا لازم ہوگا مثلاً دو برادر مادری اور پانچ برادر پدری کا اجتماع فرض کیا جائے تو اصل فریضہ تین سے صحیح ہوگا جو دونون کو تقسیم نہین ہو سکتا اور دونون عددون مین توافق یا تداخل نہین ہو پس ایک عدد یعنی دو کو دوسرے عدد یعنی پانچ مین ضرب دیا جسکا حاصل دس ہوا بعد ازان دس کو اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب دیا اور حاصل ضرب تیس سہم ہوا جس سے قسمت صحیح ہوگی پس تیس کے ثلث یعنی دس سہمون کا استحقاق فی کس پانچ کے حساب سے برادران مادری کو حاصل ہوگا اور باقی بیس سہمون کا استحقاق فی کس چار کے حساب سے برادران پدری کو حاصل ہوگا تتمہ دو عدد یا مساوی (متماثل) ہوتی ہین جیسے چار اور چار یا مختلف ہوتے ہین جیسے پانچ اور دس اور در صورت اختلاف یا متوافق ہونگے یا متداخل یا متباین پس متداخلین سے وہ دو عدد مراد ہین جنکا اقل اونکے اکثر کو دو یا کئی مرتبہ مین فنا کردے اور نصف اکثر سے عدد اقل تجاوز نکرے اور ان دونون کو متناسبین بھی کہہ سکتے ہین جیسے تین اور چھ یا تین اور نو پس چھ کو دو مرتبہ مین اور نو کو تین مرتبہ مین تین فنا کر دیتا ہی اور تین کو چھ سے نصف کی نسبت اور نو سے ثلث کی نسبت حاصل ہی اور جیسے چار اور آٹھ یا چار اور بارہ کہ آٹھ کو دو مرتبہ مین اور بارہ کو تین مرتبہ مین چار فنا کر دیتا ہی اور چار کو آٹھ سے نصف کی نسبت اور بارہ سے ثلث کی نسبت حاصل ہی اور متوافقین سے وہ دو عدد مراد ہین کہ جب اکثر مین سے اقل کو ایک یا کئی مرتبہ ساقط کرین تو دو یا زائد باقی رہین جیسے دس اور بارہ

اور صورت ثانیہ مین ہر ایک عدد کا بحالہ باقی رکھنا لازم ہوگا اور صورت ثالثہ مین فقط
اوس فریق کا جزو وفق کیطرف رد کرنا معین ہوگا جسکے عدد اور سہام مین توافق ہی اور
دوسرے فریق کا بحالہ باقی رکھنا لازم ہوگا بعد ازان یا اعداد متماثل ہونگے یا متداخل
یا متوافق یا متباین پس اگر متماثل ہون تو اون دونون مین سے ایک فریق پر اقتصار کرنا
معین ہوگا مثلاً دو برادر اعیانی کے ساتھ دو برادر اخیافی مجتمع ہون تو اصل فریضہ تین عدد
ہوگا جو بدون کسر منقسم نہین ہوسکتا پس اس صورت مین احد العددین یعنی دو کا اصل فریضہ
یعنی تین مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چھ ہوتا ہی جس مین سے برادران اخیافی کو
دو سہمون کا استحقاق اور برادران اعیانی کو چار سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر
دونون عددون مین تداخل ہو تو اقل کا ساقط کرنا اور عدد اکثر کا اصل فریضہ مین ضرب دینا
معین ہوگا جس سے مسئلہ صحیح ہوجائیگا مثلاً تین برادر مادری اور چھ برادر پدری مجتمع
ہون تو اصل فریضہ تین ہوگا جو فریقین پر منکسر ہی اور ایک فریق دوسرے فریق کا
نصف ہی اور دونون عدد متداخل ہی پس عدد اکثر یعنی چھ کا اصل فریضہ یعنی تین مین
ضرب کرنا لازم ہوگا جسکا حاصل اٹھارہ سہم ہوتے ہین جن مین سے برادران مادری
کو فی کس دو کے حساب سے چھ سہم دیے جائینگے اور برادران پدری کو فی کس دو کے حساب سے بارہ سہم
دیے جائینگے اور اگر دونون عددون مین توافق ہو تو ایک عدد کے وفق کا دوسرے
عدد مین ضرب دینا اور حاصل ضرب کا اصل فریضہ مین ضرب دینا معین ہوگا مثلاً چار
ازواج کے ساتھ چھ بھائیون کا اجتماع فرض کیا جائے گا تو اصل فریضہ چار ہوگا جو بدون کسر
تقسیم نہین ہوسکتا اور فریقین کے عدد یعنی چار اور چھ مین توافق بالنصف ہی پس ایک عدد
کے نصف کا دوسرے عدد مین ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل بارہ سہم ہوتا ہی جو اصل فریضہ

وحصل لکل من الورثة من ... قبل الضرب واضرب به ... وذلک قدر نصیبه وان کان بین النصیب و العدد وفق فاضرب الوفق من عددهن فی

فی کس پانچ سہمون کے حساب سے دس سہمون کا استحقاق ہوگا اور باقی بیس سہمون کا فی کس
چار سہمون کے حساب سے پانچون لڑکیون پر تقسیم کرنا معین ہوگا پس ... ورثہ ہر ایک وارث
کو جو نصیب کہ قبل ضرب حاصل ہوا تھا اوسکے پانچ مین ضرب ... نصیب حاصل
ہوگی مثلاً ابوین کو قبل ضرب دو سہم اور لڑکیون کو چار سہم حاصل ہوئے تھے پس جب کہ
دو سہمون کو پانچ مین ضرب دیا تو دس سہم حاصل ہوئے جو نصیب کی مقدار ہے اور جبکہ
چار سہمون کو پانچ مین ضرب دیا تو بیس سہم حاصل ہوئے جو پانچون لڑکیون کے نصیب
کی مقدار ہے اور اگر نصیب و عدد مین توافق ہے تو عدد کے وفق کا اصل فریضہ مین ضرب دینا
معین ہوگا اور نصیب کا وفق ضرب دیا جائیگا مثلاً ابوین کے ساتھ چھ لڑکیان جمع ہون
تو اصل فریضہ چھ ہوگا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا پس اون مین سے چار سہم کا استحقاق لڑکیون کو
حاصل ہوگا جو اونکے عدد (چھ) پر منکسر ہین اور اونکا نصیب (چار) اور عدد (چھ) مین
توافق بالنصف ہے پس نصف عدد یعنی تین کا اصل فریضہ (چھ) مین ضرب دینا معین ہوگا
جسکا حاصل ضرب اٹھارہ حاصل ہوتے ہین اسلیئے کہ ابوین کو اصل فریضہ مین سے دو سہمون
کا استحقاق تھا پس دونون سہمون کو تین مین ضرب دیا جس سے چھ سہم حاصل ہوئے جو ابوین کا
نصیب ہے اور لڑکیون کو اصل فریضہ مین سے چار سہمون کا استحقاق تھا پس چارون
سہمون کو تین مین ضرب دیا جس سے بارہ سہم حاصل ہوئے جو لڑکیون پر فی کس
دو سہم کے حساب سے تقسیم کر دیا جائیگا دوسری صورت فریضہ کا فریق واحد سے
زائد پر منکسر ہونا پس یا ہر فریق کے سہام اور عدد مین توافق ہوگا یا کسی فریق کے سہام
اور عدد مین توافق نہوگا یا بعض کے سہام اور عدد مین توافق ہوگا اور بعض آخر کے سہام اور
عدد مین نہوگا پس صورت اولی مین ہر ایک فریق کا جزء وفقی کیطرف رد کرنا معین ہوگا

من النصیب فی الفریضة مثل ابوین وست بنات للبنات اربعة لا تنقسم علیهن علی صحة والنصیب یوافق عددهن بالنصف فتضرب نصف عددهن وهو ثلثة فی الفریضة وهی ستة فبلغ ثمانیة عشر وکان للابوین من الاصل سهمان ضربتهما فی ثلثة فکان لهما ستة وللبنات من الاصل اربعة ضربتها فی ثلثة فبلغ اثنا عشر لکل بنت سهمان وان انکسرت علی اکثر من فریق فاما ان یتفق ... نصیب کل فریق وعدده ... او لا یتفق ... او یتفق بعض دون بعض ... الی جزء الوفق

ولو كان ثمن من اربعة وعشرين اذا عرفت هذا فالفريضة اما ان يكون وفق السهام او زائدة او ناقصة

القسم الاول

ان تكون الفريضة بقدر السهام فان انقسمت من غير كسر فلا بحث مثل اخت لاب مع زوج فالفريضة من اثنين او بنتين وابوين او ابوين وزوج فالفريضة من ستة وتنقسم بغير كسر وان انكسرت الفريضة فاما على فريق واحد او اكثر فالاول تضرب عددهم في اصل الفريضة ان لم يكن بين نصيبهم وعددهم وفق مثل ابوين وخمس بنات فريضتهم ستة نصيب البنات اربعة ولا وفق فتضرب عددهن وهو خمسة في ستة فتبلغ ثلثين ومنه الفريضة

جیسے زوج اور بنتین اور اگر نصف کے مقام پر ثمن فرض کیا جائے تو اصل فریضہ کا چوبیس سے استخراج ہوگا مثلاً ثمن کے ساتھ ثلثین کا اجتماع فرض کیا جائے جیسے زوجہ اور بنتین اور جبکہ یہ معلوم ہو چکا تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ فریضہ کبھی بقدر سہام ہوتا ہے اور کبھی اونسے زائد ہوتا ہے اور کبھی کم ہوتا ہے بناءً علیہ فریضہ کی تین قسمیں ہوئیں **پہلی قسم** فریضہ کا بقدر سہام ہونا پس اگر ورثہ پر فریضہ بدون کسر منقسم ہو تو اسمین کوئی کلام نہین ہے مثلاً اخت اعیانی کے ساتھ زوج کا اجتماع فرض کیا جائے تو اصل فریضہ دو قرار دیا جائیگا جسمین سے ہر ایک وارث کو نصف فریضہ کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر بنتین اور ابوین مجتمع ہون تو اصل فریضہ چھ قرار دیا جائیگا جو ورثہ پر بدون کسر منقسم ہوگا پس بنتین کو ثلثین کا اور ابوین کو سدسین کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر زوج اور ابوین کا اجتماع فرض کیا جائے تب بھی اصل فریضہ چھ ہوگا جو ورثہ پر بدون کسر منقسم ہوگا پس اوسمین سے زوج کو نصف (تین) کا اور ام کو ثلث (دو) کا اور اب کو سدس (ایک) کا استحقاق ہوگا اور اگر ورثہ پر فریضہ منکسر ہو تو اوسکی دو صورتین ہین **پہلی صورت** فریضہ کا فریق واحد پر منکسر ہونا پس اس صورت مین اونکے عدد کا اصل فریضہ مین ضرب دینا معین ہوگا بشرطیکہ اونکے نصیب اور عدد مین توافق نہو بلکہ تبائن ہو اور حاصل ضرب سے مسئلہ صحیح ہوگا مثلاً ابوین کے ساتھ پانچ لڑکیان مجتمع ہون تو اصل فریضہ چھ قرار پائیگا اسلیے کہ اس صورت مین منجملہ فروض سدس اور ثلثین ہے اور ثلثین کا مخرج (ثلثہ) مخرج سدس (چھ) مین داخل ہے لہذا مخرج سدس ہی اصل فریضہ ہوگا جس مین سے ابوین کو دو سدس (دو) کا استحقاق ہوگا اور باقی چار سدس کا پانچون لڑکیون کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو اونپر منکسر ہے اور اونکے عدد اور فریضہ مین وفق نہین ہے بلکہ تبائن ہے لہذا اونکے عدد یعنے پانچ کا اصل فریضہ (چھ) مین ضرب دینا معین ہوگا اور حاصل ضرب یعنی تیس سے فریضہ صحیح ہوگا جس مین سے ابوین کو

(جیسے زوج اور اخت اعیانی) یا نصف اور مابقی (جیسے زوج اور اخ) پر مشتمل ہوگا وہ دو سے حاصل کیا جائیگا اور جو فریضہ کہ ربع اور نصف (جیسے زوج اور بنت) یا ربع اور مابقی (جیسے زوج اور ولد) پر مشتمل ہوگا وہ چار سے حاصل ہوگا اور جو فریضہ کہ نصف اور ثمن (جیسے بنت اور زوجہ) یا ثمن اور مابقی (جیسے زوجہ اور ولد) پر مشتمل ہو وہ آٹھ سے حاصل ہوگا اور اگر کوئی فریضہ ثلث اور ثلثین (جیسے اخوۃ اخیافی اور اخوۃ اعیانی) یا ثلثین اور مابقی (جیسے بنتین اور اب) پر مشتمل ہو تو اوسکا استخراج تین سے متحقق ہوگا اور اگر کوئی فریضہ سدس اور ثلث (جیسے اب اور ام جبکہ حاجب نہو) یا سدس اور ثلثین (جیسے بنتین اور ام) یا سدس اور مابقی (جیسے اولاد اور ام) پر مشتمل ہو تو اوسکا استخراج چھ سے کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کسی فریضہ مین نصف کے ساتھ ثلث مجتمع ہو تب بھی چھ سے استخراج کیا جائیگا جیسے زوج اور اخوۃ اخیافی پس اس صورت مین زوج کو نصف کا اور اخوۃ اخیافی کو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر سدس کے ساتھ ثلثین مجتمع ہو تب بھی فریضہ کا چھ سے استخراج کیا جائیگا جیسے بنتین اور ام پس اس صورت مین بنتین کو ثلثین کا اور ام کو سدس کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر نصف کے ساتھ سدس و ثلث مجتمع ہو تب بھی فریضہ کا استخراج چھ سے کیا جائیگا جیسے زوج اور ابوین پس اس صورت مین زوج کو نصف کا اور ام کو ثلث کا اور اب کو سدس کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر نصف کے ساتھ سدس و ثلثین مجتمع ہو تب بھی اصل فریضہ کا استخراج چھ سے کیا جائیگا جیسے ثلثین اور زوج اور احد الابوین پس اس صورت مین زوج کو نصف کا اور بنتین کو ثلثین کا اور احد الابوین کو سدس کا استحقاق ہوگا اور اگر نصف کے مقام پر ربع فرض کیا جائے تو اصل فریضہ کا بارہ سے استخراج ہوگا مثلاً ربع کے ساتھ ثلثین کا اجتماع فرض کیا جائے

فهي من اثنين و ان اشتملت على ربع ونصف او ربع وما بقي فهي من اربعة وان اشتملت على ثمن ونصف او ثمن وما بقي فهي ثمان و ان اشتملت على ثلث و ثلثين او ثلثين وما بقي فهي من ثلثة وان اشتملت على سدس و ثلث او سدس وثلثين او سدس وما بقي فهي من ستة (كما ان الفرائض) والنصف مع الثلث والثلثين والسدس او مع احدهما من ستة ولو كان بدل النصف ربع كانت الفريضة من اثني عشر

مین ضرب دینا معین ہوگا جبکہ اونکا نصیب منکسر ہو صورت اولی (فریضہ کا بدون کسر منقسم ہونا)
کی مثال ابوین اور زوج اور پانچ لڑکیان ہو جس مین اصل فریضہ بارہ ہوگا اسلیے کہ ربع اور سدس
کے مخرج (چار اور چھ) مین توافق بالنصف ہو لہذا احد العددین کے نصف کو دوسرے عدد مین
ضرب دیا جسکا حاصل بارہ ہوا پس زوج کو بارہ کی ربع یعنی تین کا استحقاق ہوگا اور ابوین کو
بارہ کے دو سدس یعنی چار کا استحقاق ہوگا اور باقی پانچ سہمون کا فی کس ایک سہم کے
حساب سے پانچون لڑکیون پر تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اونپر تین سہمون کا نقصان وارد
ہوگا اسلیے کہ اونکا فریضہ ثلثین ہو جسکی مقدار آٹھ سہم ہوتی ہو اور صورت ثانیہ
(فریضہ کا بدون کسر منقسم ہونا) ابوین اور زوج اور تین لڑکیان ہو اور پانچ جو لڑکیون کا
نصیب ہو وہ اونپر منکسر ہو اور اونکے عدد اور نصیب مین تباین ہو لہذا اونکے عدد پر
اقتصار کیا جائیگا اور اوسکا اصل فریضہ (بارہ) مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چھتیس
ہوتا ہو جسمین ربع یعنی نو کا استحقاق زوج کو اور اوسکے دو سدس یعنی بارہ کا استحقاق ابوین کو
حاصل ہوگا اور باقی پندرہ سہمون کا فی کس پانچ کے حساب سے تینون لڑکیون پر تقسیم کرنا
لازم ہوگا تیسری قسم فریضہ کا مقدار سہام سے زائد ہونا پس زیادتی کا صاحبان سہام
پر رد کرنا لازم ہوگا البتہ فقط زوج اور زوجہ پر رد کرنا صحیح نہوگا اور اخیافی بہن بہائی پر بھی
رد کرنا صحیح نہوگا جبکہ اخوت میت کیوجہ سے محجوب ہو جسکی تفصیل مذکور ہوچکی ہو اور اگر
وارث مین میراث کے دو سبب موجود ہون اور اوسکا اجتماع اوس وارث کے ساتھ
فرض کیا جائے جس مین میراث کا فقط ایک سبب موجود ہو تو رد کا استحقاق فقط اوسی
وارث کو حاصل ہوگا جس مین دو سبب موجود ہین مثلاً ابوین اور بنت مجتمع ہون تو
فریضہ چھ ہوگا اسلیے کہ وہ مخرج سدس ہو جس مین مخرج نصف داخل ہو جس مین سے

الثاني القسم في نقص واحد من سبعة ان تكون الفريضة قاصرة عن السهام ولن تقصر الا بدخول الزوج او الزوجة مثل ابوين وبنتين فصاعدا مع زوج او زوجة او ابوين وبنت وزوج او احد الابوين وبنتين فصاعدا مع زوج او زوجة ففي هذه المسائل نصيبهما الادنى ويدخل النقص على البنت او البنتين فصاعدا واحد من الابوين السدس ...

ساتین سے ساقط کیا تو ایک باقی رہا دوسری قسم فریضہ کا مقدار سہام سے قاصر (کم) ہو فریضہ اوسوقت تک سہام سے قاصر نہین ہوتا جبتک کہ زوج یا زوجہ کی مزاحمت نہین ہوتی ابوین اور بنتین یا بنات کے ساتھ زوج یا زوجہ مجتمع ہو تو فریضہ سے مقدار سہام زائد ہی اسلیے کہ ثلث (حصۂ ابوین) او ثلثین (حصہ بنتین یا بنات) اور ربع (حصہ زوج) سے فریضہ قاصر ہونا ظاہر ہی اور اسیطرح اگر ابوین اور بنت کے ساتھ زوج مجتمع ہو تب بھی سہام سے مقدار فریضہ قاصر ہوگی اسلیے کہ ثلث (حصۂ ابوین) او نصف (حصہ بنت) اور ربع (حصہ زوج) کا زائد از فریضہ ہونا واضح ہی اور اسیطرح اگر احد الابوین او بنتین یا بنات کے ساتھ زوج کا اجتماع فرض کیا جائے تب بھی مجموع ربع (نصیب زوج) و ثلثین (نصیب بنتین) و سدس (نصیب احد الابوین) کا مقدار فریضہ سے زائد ہونا لازم آئیگا پس ان جملہ مسائل مین زوج یا زوجہ کو نصیب ادنی (ربع وثمن) کا استحقاق اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور فقط مابقی کا بنت یا بنتین یا بنات کے حوالہ کرنا متعین ہوگا اسلیے ہمارے نزدیک عول باطل ہی جو قبل ازین مذکور ہوچکا ہی پس خصوص بنت یا بنتین پر نقص وارد ہوگا اور اسیطرح اگر دو برادر اخیافی اور دو خواہر اعیانی یا علاتی کے ساتھ زوج یا زوجہ مجتمع ہو یا ایک برادر اخیافی اور ایک خواہر اعیانی یا علاتی کے ساتھ زوج یا زوجہ مجتمع ہو تو ان مسائل مین زوج یا زوجہ کو نصیب اعلی (نصف و ربع) کا استحقاق اور برادران اخیافی کو ثلث متروکہ کا استحقاق درصورت تعدد اور سدس متروکہ کا استحقاق درصورت وحدت حاصل ہوگا اور فقط خواہر یا خواہران اعیانی یا علاتی پر نقصان وارد ہوگا اور باقی متروکہ اونکے حوالہ کیا جائیگا اسلیے کہ عول باطل ہی پس اگر مجموع ورثہ پر فریضہ کی قسمت بدون کسر صحیح ہو تو اسمین کوئی کلام نہین ہی اور اگر بدون کسر صحیح نہو تو اون ورثہ کے سہام کا اصل فریضہ

... المسائل باجتماع الزوج او الزوجة نصيبهما الاعلى ويدخل النقص على الاخت او الاخوات للاب والام او للاب خاصة فان انقصمت الفريضة على السهام ...

یعنی چھہ مین ضرب دینا معین ہوگا اور حاصل ضرب یعنی چھپین یا تین سے مسئلہ صحیح ہوگا

دوسرا مقصد مناسخات کے بیان مین ۔ مناسخہ بروزن مفاعلہ نسخ سے ماخوذ ہی

جو باعتبار لغت نقل اور ابطال مین مستعمل ہی اور نسخ سے اہتمام پر ہماری یہ مراد ہی کہ کوئی انسان

مرجائے اور اوسکا متروکہ تقسیم نکیا جائے بعد ازان اوسکے بعض ورثہ بھی وفات پائین اور

باقی ورثہ کو کسیوجہ سے فریضتین (دو فریضے) کا اصل واحد کے ساتھ بدون کسر تقسیم کرنا مقصود ہو

اور اوسکے استخراج کا طریقہ یہ ہی کہ میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کیجائے اور اوسکے متروکہ مین

میت دوم کے لیے ایسا حصہ مقرر کیا جائے جو اوسکے وارثون پر بدون کسر منقسم ہو پس اگر

میت دوم کے ورثہ وہی اشخاص ہون جو میت دوم کے وارث تھے اور قسمت مین اختلاف نہو

تو پھر فریضہ واحدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور میت دوم کان لم یکن قرار دیا جائیگا اور

باقی ورثہ پر مجموع ترکہ تقسیم کر دیا جائیگا مثلاً کوئی شخص تین بھائی اور تین بہنون کو وارث چھوڑ کر
گویا کہ وہ تھا ہی نہیں ۱۲

وفات پائے اور جملہ بھائی بہنین جہت قرابت مین متحد ہون جیسے اون سب کا اعیانی یا علاتی

یا اخیافی ہونا اور اگر ایک بھائی وفات پائے بعد ازان دوسرا بھائی مرجائے اوسکے بعد ایک بہن

وفات پائے بعد ازان دوسری بہن مرجائے اور فقط ایک بھائی اور ایک بہن باقی رہے پس

اس صورت مین جملہ متوفی (مردے) کا مجموع مال اون دونون پر اثلاثاً تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ وہ

دونون اعیانی یا علاتی ہون اور اگر اخیافی ہون تو مجموع مال اون دونون پر بالسویہ تقسیم

کیا جائیگا اور اختلاف کی کئی صورتین ہین **پہلی صورت** فقط جہت استحقاق کا مختلف ہونا

مثلاً کوئی شخص اپنے تین لڑکون کو وارث چھوڑ کر وفات پائے بعد ازان ایک لڑکا مرجائے

اور فقط دونون بھائیون کو وارث چھوڑے پس اس صورت مین اگرچہ دونون میتون کے

ورثہ متحد ہین لیکن جہت استحقاق مختلف ہی اسلیے کہ جہت استحقاق فریضہ اولی مین بنوت (ولدیت)

ابوین کو دو سدس یعنی دو کا استحقاق ہوگا اور بنت کو نصف یعنی تین کا استحقاق اور ایک سہم
حاصل رہے گا پس اگر اخوۃ میت (جو حاجب ام ہوا) موجود ہون تو باقی (ایک سہم) کا
مجموع ورثہ پر انحصار رد کرنا معین ہوگا لہذا رد کے پانچ سہمون کا اصل فریضہ یعنی چھہ میں
ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل تیس سہم ہوتا ہو اور تیس سے ابوین کو دو سدس یعنی دس
سہمون کا استحقاق اور بنت کو نصف یعنی پندرہ سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور
باقی پانچ سہمون سے تین سہم کا بنت کے حوالہ کرنا اور دو سہم کا ابوین کے حوالہ کرنا لازم ہوگا
اور اگر اخوۃ میت موجود ہون تو باقی کا ارباعاً رد کرنا معین ہوگا لہذا رد کے چار سہمون کا
اصل فریضہ یعنی چھہ میں ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل چوبیس سہم ہوتا ہو اور چوبیس سے
ابوین کو دو سدس یعنی آٹھ سہمون کا استحقاق اور بنت کو نصف یعنی بارہ سہمون کا
استحقاق حاصل ہوگا اور باقی چار سہمون میں سے تین سہم کا بنت کے اور ایک سہم کا اب
کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور مسئلہ مذکورہ میں چونکہ اصل فریضہ میں سہام رد ضرب
کیے جائین اور حاصل ضرب سے فریضہ کی تصحیح کیا جاتا ہے اور اگر احد الابوین
بنتین یا بنات مجتمع ہون تو فاضل اونپر اخماساً رد کیا جائیگا پس سہام رد یعنی پانچ کا اصل فریضہ
یعنی چھہ میں ضرب دینا معین ہوگا اور حاصل ضرب یعنی تیس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی پس احد الابوین
کو پانچ کا استحقاق اور بنتین یا بنات کو بیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی پانچ میں سے
چار کا بنتین پر رد کرنا اور ایک کا احد الابوین پر رد کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر ایک
کلالۃ الام اور ایک خواہر اعیانی یا علاتی مجتمع ہون تو علی الاصح اون دونون پر ارباعاً رد
کیا جائیگا اور فقط خواہر اعیانی یا علاتی سے رد کا اختصاص نہوگا اور اسیطرح اگر دو کلالۃ الام
کے ساتھ ایک اخت اعیانی یا علاتی مجتمع ہو تو اخماساً رد کیا جائیگا پس سہام رد یعنی چار یا پانچ کا اصل فریضہ

معین ہوگا اور مثبت دوم کا وفق ضرب ندیا جائیگا) اور حاصل ضرب کے دونون فریضے
صحیح ہو جائینگے مثلاً کوئی شخص زوجہ کے ساتھ دو برادر اخیافی اور دو برادر اعیانی کو
وارث چھوڑے بعد ازان زوجہ بھی وفات پائے اور ایک ابن اور دو بنت کو وارث
چھوڑے پس اس صورت مین فریضہ اولی چھ قرار پائیگا اسلئے کہ نصف (حصہ زوجہ)
کا مخرج دو ہے اور ثلث (حصہ برادران اخیافی و اعیانی) کا مخرج تین ہے جنکا حاصل ضرب
چھ ہوتا ہے جسکا نصف یعنی تین سہام کا استحقاق زوجہ کو اور اسکے ثلث یعنی دو کا استحقاق
برادران اخیافی کو حاصل ہوگا اور باقی ایک سہم برادران اعیانی کو دیا جائیگا جو اونپر
منکسر ہے لہذا اونکے عدد یعنی دو کا اصل فریضہ یعنی چھ مین ضرب کرنا متعین ہوگا جسکا حاصل
بارہ سہم ہوتے ہین جسکے نصف یعنی چھ کا استحقاق زوج کو اور اسکے ثلث یعنی چار کا استحقاق
برادران اخیافی کو حاصل ہوگا اور باقی دو سہم فی کس ایک سہم کے حساب سے برادران اعیانی
پر تقسیم کئے جائینگے اور زوجہ کا حصہ یعنی چھ اوسکے ورثہ (ولد اور بنتین) پر منکسر ہوتا ہے
لیکن اوسکے ورثہ کے چار سہم (دو سہم بنتین کے اور دو سہم ابن کے) ہین جنمین چھ کا بطور صحیح منقسم ہونا
واضح ہے اور چار اور چھ مین توافق بالنصف ہے پس فریضہ ثانیہ (چار) کے نصف یعنی دو کا
فریضہ اولی یعنی بارہ مین ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل چوبیس سہم ہوتا ہے جس سے دونون
فریضے صحیح ہو جائینگے پس فریضہ اولی مین ہر ایک وارث کو جو حصہ پہونچا تھا اوسکو دو مین
ضرب دیکر اخذ کریگا بنا بر علیہ چونکہ برادران اخیافی کو فریضہ اولی سے چار سہم حاصل ہوئے تھے لہذا
اونکو آٹھ سہم (ثلث فریضہ) کا استحقاق حاصل ہوگا جو چار اور دو کے ضرب دینے کے بعد
حاصل ہوئے ہین اور برادران اعیانی کو فریضہ اولی سے دو سہم حاصل ہوئے تھے لہذا
اونکو چار سہم کا استحقاق حاصل ہوگا جو دو مین ضرب دینے کے بعد حاصل ہوئے ہین اور

نصحابہ عند ... [illegible] ... الزوج ... وللاخوة من الام ... فالفريضة ... الوفق من الفريضة الثانية وهو اثنان في الفريضة ... النصيب

اور فریضۂ ثانیہ مین اخوت ہو دوسری صورت فقط وارث کا مختلف ہونا [illegible]

اپنے دو لڑکون کو وارث چھوڑکر وفات پائے بعد ازان ایک لڑکا مر جائے اور [illegible]

کو وارث چھوڑے پس اس صورت مین اگرچہ جہت استحقاق (بنوت) متحد ہے لیکن وارث [illegible]

اسلیے کہ وارث فریضۂ اولی مین دو لڑکے ہین اور ثانیہ مین ایک [illegible]

جہت استحقاق اور وارث دونون کا مختلف ہونا مثلا کوئی شخص اپنی زوجہ [illegible]

بنت کو وارث چھوڑکر وفات پائے بعد ازان زوجہ بھی مر جائے اور [illegible] ابن اور بنت کو

وارث چھوڑے پس اس صورت مین جہت استحقاق اور وارث [illegible] اسلیے کہ

فریضۂ اولی مین جہت استحقاق زوجیت ہے اور ثانیہ مین بنوت ہے اور [illegible] فریضۂ اولی مین

زوجہ اور اولاد ہے اور ثانیہ مین اولاد [illegible] اگر میت دوم کا حصہ

اسکے وارثون پر بدون کسر منقسم ہو جائے تو اسمین کوئی کلام نہین [illegible]

ماتحت اپنے اور ابن و بنت کو وارث چھوڑے [illegible]

ہوئے ہون پس اس صورت مین ثمن (حصۂ زوجہ) کے تخریج [illegible]

و بنت) کے مخرج یعنی تین مین ضرب دیا جسکا حاصل چوبیس [illegible]

تین سہمون کا استحقاق اور ابن کو چودہ سہمون کا استحقاق اور بنت کو سات سہمون کا استحقاق

حاصل ہوا بعد ازان زوجہ نے ابن و بنت کو وارث چھوڑکر وفات پائی پس اسکے حصہ

یعنی تین سہمون مین سے دو سہم ابن کو اور ایک سہم بنت کو دیے جائینگے جو بغیر بدون کسر

منقسم ہو جائیگا اور اگر میت دوم کا حصہ اوسکے وارثون پر بدون کسر منقسم نہو تو اسکی دو صورتین

ہین صورت اولی یہ ہے کہ میت دوم کے حصہ (جو فریضۂ اولی سے حاصل ہوا ہے)

اور فریضۂ ثانیہ مین توافق ہو پس اس صورت فریضۂ ثانیہ کے وفق کا فریضۂ اولی مین ضرب دینا

او الوارث وهو فانظر نصيب الثاني فان صح بالقسمة على الصحة فلا كلام [illegible] ... وفق تصحيح المسألة الثانية في الفريضة الاولى وفق نصيب الميت الثاني في الفريضة الاولى

جو ان فریضون مین منقسم ہو جاوے تو اس مین کوئی کلام نہین ہو والا اوسکے فریضہ مین پہلے دونون
فریضہ ہون گے اور وہی عمل کیا جائیگا جو فریضہ ثانیہ مین فریضہ اولی کے ساتھ کیا گیا تھا
اور اسیطرح اگر وارث چہارم یا زائد کی صورت فرض کیجائے تب بھی یہی عمل کیا جائیگا
تیسرا مقصد اس مین ترکہ میت سے سہام ورثہ کی معرفت کے حاصل کرنیکا
بیان کیا جاتا ہے پس اگر میت کا ترکہ از قبیل زمین ہو تو اوسکا اونھین سہام پر تقسیم کرنا
ممکن ہوگا جنسے کہ اصل مسئلہ صحیح ہوا ہی اور کوئی دوسرا عمل کرنا لازم نہوگا اور اگر
از قبیل مکیل یا موزون ہو یا درہم و دینار وغیرہ کے ساتھ شمار کیا جاتا ہو تو اوسکے تقسیم
کرنے مین عمل کی حاجت ہوگی جسکے اہل علم نے مختلف طریقے بیان کیے ہین پہلا طریقہ جو
اقرب طرق ہی یہ ہی کہ ہر ایک وارث کے سہام کو اصل فریضہ کیطرف منسوب کرین پس
اوسکے سہام کو اصل فریضہ سے جو نسبت حاصل ہو اوسی نسبت کے ساتھ متروکہ میت سے
اوسکا حصہ ادا کیا جاوے مثلاً کوئی شخص زوجہ اور ابوین کو وارث چھوڑ کر مرے اور کوئی
حاجب موجود نہو تو اصل فریضہ بارہ قرار پائیگا اسلیے کہ اس صورت مین زوجہ کو
ربع متروکہ دیا جائیگا جسکا مخرج چار ہی اور مادر میت کو ثلث متروکہ دیا جائیگا جسکا مخرج
تین ہی اور دونون کا حاصل ضرب بارہ ہوتا ہی جنمین سے زوجہ کو تین سہام کا استحقاق
ہوگا جو بارہ کا ربع ہی لہذا اوسکو ربع متروکہ دیا جائیگا اور مادر میت کو چار سہام کا
استحقاق ہوگا جو بارہ کا ثلث ہی لہذا اوسکو ثلث متروکہ دیا جائیگا اور باقی پانچ سہام کا
استحقاق پدر میت کو حاصل ہوگا جو بارہ کا ربع اور سدس ہی لہذا اوسکو متروکہ کا
ربع اور سدس دیا جائیگا دوسرا طریقہ یہ ہی کہ متروکہ میت کو اصل فریضہ پر تقسیم کرین
اور خارج قسمت کو ہر ایک وارث کے سہام مین ضرب دین پس جو حاصل ضرب ہوگا وہ اوس

الصورة الثانية فيما ... شيء اخذه مضروبا في ... وكل من كان له من الفريضة الثانية اخذه مضروبا في ... اثنا عشر ... في الفريضة

زوج کو فریضہ اولی سے چھ سہم حاصل ہوئے تھے لہذا اوسکو بارہ سہم کا استحقاق حاصل ہوگا
جو چھ اور دو کے حاصل ضرب [illegible] حاصل ہوتے ہیں اور ابن زوج کو حصہ زوج (چھ) کے
نصف (تین) کا استحقاق تھا لہذا اوسکو [illegible] اور [illegible]
اور [illegible] کا استحقاق تھا لہذا [illegible]
انکے [illegible] صورت ثانیہ [illegible]
اور فریضہ دوم مین تباین ہو پس [illegible] مین فریضہ ثانیہ کو فریضہ اولی [illegible]
سے [illegible] ہوگا اور حاصل ضرب سے دونون فریضے صحیح ہونگے اور [illegible]
جو حصہ سہم پہونچیگا اوسکو فریضہ ثانیہ کے حاصل ضرب [illegible]
دو برادران اخیافی اور ایک برادر اعیانی کو وارث چھوڑ کر [illegible]
زوج بھی [illegible] اور ایک لڑکی اور دو لڑکون کو وارث چھوڑا [illegible]
میت اول کا فریضہ چھ قرار پائیگا اسلیے کہ نصف (حصہ زوج) کا مخرج دو ہے اور [illegible]
[illegible] برادران اخیافی) کا مخرج تین ہے جنکا حاصل ضرب چھ ہوتا ہے [illegible]
کا استحقاق ہوگا جو اوسکے وارثون پر بدون کسر تقسیم نہین ہوسکتا اسلیے کہ [illegible] سہم
ہوتے ہین اور چھ اور پانچ مین تباین ہے لہذا پانچ کو فریضہ اولی (چھ) مین ضرب دیا تو تیس کا
حاصل تیس سہم ہوتے ہین اور اوس سے دونون فریضے صحیح ہو جاتے ہین پس زوج کو
پندرہ سہم دیے جائینگے جنمین سے لڑکی کو تین سہم اور ہر ایک لڑکے کو چھ سہم دیے جائینگے
اور برادران اخیافی کو دس سہم دیے جائینگے جنمین سے ہر ایک برادر کو پانچ سہم
دیے جائینگے اور باقی پانچ سہم برادر اعیانی کے حوالے کیے جائینگے اور اگر دو فریضون
سے زائد مناسخات صحیح ہو جائین تو فریضہ ثالثہ مین نظر کیجائیگی پس اگر وارث سوم کا حصہ اوسکے

ان تباین المضروب والفريضة فضرب الفريضة الثانية في الاولى فما بلغ صحت منه الفريضتان وكل من كان له من الفريضة الاولى [illegible]

ثلثة لا تنقسم [illegible] الفريضة [illegible] المناسخات [illegible] نصيب [illegible]

وان كان فيها كسر فابسط التركة من جنس ذلك الكسر بان تضرب مخرج ذلك الكسر في التركة فما ارتفع ضرب الكسر فيه عملت فيه ما عملت في الصحاح فما اجتمع لكل وارث قسمته على ذلك المخرج فان كان الكسر نصف

الطريق الرابع

بارہ ہوتا ہی جسکے ربع یعنی تین سہمون کا استحقاق زوج کو حاصل ہوگا اوسکو عدد متروکہ
یعنی دس مین ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنے تیس کو بارہ پر (جو اصل فریضہ ہی)
تقسیم کیا اور خارج قسمت دو دینار اور نصف دینار (۲ ½) ہوا پس زوج کو
متروکہ کے دس دینارون مین سے ۲½ دینار کا استحقاق ہوگا جو اوسکا ربع ہی
اور اسیطرح بارہ کے دو سدس یعنی چار سہمون کا استحقاق ابوین کو حاصل ہوگا
اوسکو بھی عدد متروکہ یعنی دس مین ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنی چالیس
کو بارہ پر (جو اصل فریضہ ہی) تقسیم کیا اور خارج قسمت تین اور ایک
ثلث دینار (۳ ⅓) ہوا پس ابوین کو متروکہ کے دس دینارون مین سے ۳⅓
دینار کا استحقاق ہوگا جو اوسکے دو سدس ہین اور اسیطرح بارہ مین سے باقی پانچ
سہمون کا استحقاق بنت کو حاصل ہوگا اوسکو بھی عدد متروکہ یعنی دس مین ضرب دیا
اور حاصل ضرب یعنی پچاس کو بارہ پر (جو اصل فریضہ ہی) تقسیم کیا اور خارج قسمت
چار دینار اور سدس دینار (۴ ⅙) ہوا پس بنت کو متروکہ کے دس دینارون مین
سے ۴⅙ دینار کا استحقاق ہوگا **چوتھا طریقہ** جو ترکہ منکسر العدد کے
ساتھ اختصاص رکھتا ہی یہ ہی کہ جب میت کے متروکہ مین کسر ہو جیسے ساڑھے دس
اور ساڑھے بارہ پس اس صورت مین مجموع متروکہ کو اوس کسر کی جنس سے
کر لینا چاہیے باین معنی کہ اوس کسر کے مخرج کو ترکہ مین ضرب دین اور جو کچھ
حاصل ہو وہ اوسی کے ہمجنس کی کسرین شمار کی جائین بعد ازان اوسمین
وہی عمل کیا جائے جو عدد صحیح مین کیا جاتا تھا اور ہر وارث کے لیے جو حصہ
مجتمع ہوا اوسکو کسر مذکور کے مخرج پر تقسیم کرین پس اگر کسر مذکور نصف ہو تو اوسکو

وارث کا حصہ قرار پائیگا مثلاً کوئی شخص ابوین و زوج کو
دس دینار فرض کیے جائین پس اصل فریضہ چھ قرار پائیگا اسلیے
نصف متروکہ دیا جائیگا جسکا مخرج دو ہوا اور مادر میت کو ثلث
مخرج تین ہوا اور دونون کا حاصل ضرب چھ ہوتا ہے
کو چھ پر تقسیم کیا جسکا خارج قسمت ایک دینار اور
بعد ازان زوج کے حصہ یعنی تین سہمون کو اوسمین ضرب
ہوا جو نصیب زوج ہوا اور اسیطرح مادر میت کے حصہ
حاصل ضرب تین دینار اور ثلث دینار (۳ ⅓) ہے
اسیطرح پدر میت کے حصہ ایک سہم کو اوسمین ضرب …
ہوا جو … نصیب ہوا … اسی طریقہ …
رکھتا ہو … کا متروکہ عدد صحیح … گھٹا ہوا
… بارہ تو اوس عدد کا استخراج کرنا چاہیے جس سے
دینار … کے حصہ کو عدد … مین ضرب دین اور حاصل
… کہ فریضہ صحیح ہوا ہے پس جو عدد خارج قسمت ہو
ہوگا مثلاً کوئی شخص زوج اور ابوین اور بنت کو دو
سو دینار متروکہ دس دینار فرض کیا جائے پس اصل فریضہ
اس صورت مین زوج کو ربع متروکہ کا استحقاق جسکا
دو سدس کا جسکا مخرج چھ ہے حاصل ہوگا اور بنت کو
چار مین توافق بالنصف ہے لہذا ایک کے وفق دو …

پورا دینار فاضل رہے تو اوسکا عدد فریضہ کی طرف منسوب کرنا کافی ہوگا
مثلاً چار لڑکے اور تین لڑکیان مجتمع ہون تو اصل فریضہ گیارہ ہوگا اب اگر
مقدار ترکہ بارہ دینار فرض کیے جائین تو ہر ایک لڑکے کو دو دینار اور
ہر ایک لڑکی کو ایک دینار صحیح دیا جائیگا اور دینار باقی کے گیارہ جزؤن مین سے
ہر ایک لڑکے کو دو جزء اور لڑکی کو ایک جزء دیا جائیگا جو گیارہ کی طرف منسوبہ
ہوگا پس صورت مرقومہ مین کہا جائیگا کہ ہر ایک ابن کو دو دینار اور ایک
دینار کے گیارہ جزؤن مین سے دو جزء کا استحقاق اور ہر ایک بنت کو
ایک دینار اور ایک دینار کے گیارہ جزؤن مین سے ایک جزء کا استحقاق
حاصل ہو اور اگر قسمت ترکہ کے بعد پورا دینار فاضل نرہے تو کسر دینار کا
قیراط پر بسط کرنا اور قیراط کا حوالہ ورثہ کرنا معین ہوگا پس اگر تقسیم کے بعد
پورا قیراط فاضل نرہے تو کسر قیراط کا حبّات پر بسط کرنا اور حبّات کا حوالہ
ورثہ کرنا لازم ہوگا اور اگر تقسیم کے بعد پورا حبّہ فاضل نرہے تو کسر حبّہ کا
ارزات پر بسط کرنا اور اونکا ورثہ کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اگر تقسیم
کے بعد پورا ارزہ بھی فاضل نرہے تو اوسکی کسر کا ارزہ کی طرف منسوب کرنا معین
ہوگا اسلیئے کہ ارزہ کے بعد کوئی اسم خاص نہین ہے پس اگر صورت مذکورہ مین
بارہ دینار کے مقام پر متروکہ کی مقدار گیارہ دینار اور تین ربع دینار فرض کیجائے
تو کسر دینار یعنے تین ربع کے قیراط بنائے جائین گے جنکی مقدار پندرہ قیراط ہوتی ہے
اسلیے کہ ایک دینار کے بیس قیراط ہوتے ہین پس جبکہ پندرہ قیراط کو گیارہ پر
تقسیم کیا تو چار قیراط باقی رہے اونکو حبات پر بسط کیا جنکی مقدار بارہ حبہ ہوتی ہے

ما لم یبلغ دینارا فابسطه فی القراریط واقسم فان بقی ما لم یبلغ قیراطا فابسطه فی الحبات واقسم فان بقی ما لم یبلغ حبة

دو پر تقسیم کرین اور اگر ثلث ہو تو اوسکو تین پر تقسیم کرین اور علی ہذا القیاس
دس تک جو کسر واقع ہو اوسیکے مخرج پر تقسیم کرین اور جو کچھ کہ خارج قسمت
ہوگا وہ حصّہ وارث قرار دیا جائیگا مثلاً زوج اور ابوین اور بنت مجتمع ہون
اور مقدار متروکہ ساڑھے دس روپیہ فرض کی جائے اس صورت مین اصل فریضہ
بارہ ۱۲ ہوگا جس مین سے زوج تین ۳ سہم اور ابوین کو چار سہم اور بنت کو پانچ
دیئے جاینگے جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا پس مجموع متروکہ یعنے ساڑھے دس روپیہ
کو مخرج نصف یعنی دو مین ضرب دیا جسکا حاصل اکیس ۲۱ انصاف ہوتے ہین
بعد ازان حصّہ زوج یعنے تین سہمون کو اکیس ۲۱ مین ضرب دیا اور حاصل ضرب
یعنی ترسٹھ کو اصل فریضہ یعنے بارہ ۱۲ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت یعنے پانچ اور
ربع (۵ ¼) کو دو ۲ پر (جو مخرج کسر ہی) تقسیم کیا جسکا خارج قسمت دو ۲ اور نصف
اور ثمن ہوتا ہی جو زوج کا نصیب ہی اور اسی طرح حصّہ ابوین یعنے
چار سہمون کو اکیس ۲۱ مین ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنے چوراسی ۸۴ کو اصل فریضہ
یعنی بارہ ۱۲ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت یعنے سات کو دو ۲ پر (جو مخرج کسر ہی)
تقسیم کیا جسکا خارج قسمت ساڑھے تین ہوتا ہی جو ابوین کا نصیب ہی اور
اسیطرح حصّہ بنت یعنی پانچ سہمون کو اکیس ۲۱ مین ضرب دیا اور حاصل ضرب
یعنی ایکسو پانچ کو اصل فریضہ یعنی بارہ ۱۲ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت یعنی آٹھ
اور تین ربع کو دو ۲ پر تقسیم کیا جسکا خارج قسمت چار اور تین ثمن ہوتا ہی جو
بنت کا نصیب ہی اور اگر عدد فریضہ اصم اور کسور تسعہ سے خالی ہو جیسے
گیارہ ۱۱ یا تیرہ ۱۳ تو ترکہ کا فریضہ پر تقسیم کرنا لازم ہوگا پس اگر قسمت ترکہ کے بعد

اسلیے کہ ایک قیراط کے تین حبہ ہوتے ہین پس جبکہ بارہ حبہ کو گیارہ پر
تقسیم کیا تو ایک حبہ باقی رہا اوسکو ارزات (چاول) پر بسط کیا جنکی مقدار
چار ارزہ ہوتی ہی جسکا اعتبار جزو کے ساتھ کیا جائے گا پس صورت
مرقومہ مین ہر ایک لڑکے کو دو دینار اور دو قیراط اور دو حبہ
اور ارزہ کے آٹھ جزؤن کا استحقاق اور ہر ایک لڑکی
کو ایک دینار اور ایک قیراط اور ایک حبہ اور ارزہ
کے چار جزؤن کا استحقاق حاصل ہوگا اور کبھی حساب فرائض
مین غلطی واقع ہو جاتی ہی لہذا اسکی معرفت کے لیے
ورثہ کے جملہ سہام کو مجتمع کرے پس اگر
مجموع سہام کی مقدار مقدار ترکہ کے
مساوی ہو تو تقسیم صحیح ہوگی ورنہ
غلط تصور کی جائے گی

فقط

فابسطه ارزات واقسمه فان نفع ما لا يبلغ ارزة فخذ انسبه بالاجزاء اليها وقد يغلط الحاسب فاجمع ما يحصل للورثة فان ساوت التركة فالقسمة صحيحة والا فهي خطاء